داعیانِ اسلام کی تعلیم و تربیت کا ایک عظیم مرکز جامعۃ الحبیب کا

سالنامہ

الحبیب

رسول پور

سال: ۲۰۲۳ء-۱۴۴۵ھ / شمارہ نمبر ۳

خصوصی شمارہ

تعلیم و تربیتِ اطفال

(ترتیب)

مولانا شیخ ریاضت حسین ازہری
ناظم اعلیٰ جامعۃ الحبیب، رسول پور

مولانا عاشق خان مصباحی
پرنسپل جامعۃ الحبیب، رسول پور

جامعۃ الحبیب
رسول پور، جگت سنگھ پور، اڈیشا، انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

داعیانِ اسلام کی تعلیم و تربیت کا ایک عظیم مرکز جامعۃ الحبیب کا

سالنامہ

الحبیب

رسول پور

سال: ۲۰۲۳ء-۱۴۴۵ھ / شمارہ نمبر ۳

خصوصی شمارہ

تعلیم و تربیتِ اطفال

(ترتیب)

مولانا شیخ ریاضت حسین ازہری
ناظم اعلی جامعۃ الحبیب، رسول پور

مولانا عاشق خان مصباحی
پرنسپل جامعۃ الحبیب، رسول پور

جامعۃ الحبیب
رسول پور، جگت سنگھ پور، اڈیشا، انڈیا

JAMIA AL-HABIB
Rasulpur, Jagatsinghpur, Odisha, India,PIN-754104

جملہ حقوق بحق ادارہ ''جامعۃ الحبیب ٹرسٹ'' محفوظ ہیں۔

سلسلہ اشاعت نمبر: ۹

نام شمارہ:	سالنامہ **الحبیب**، رسول پور
شمارہ نمبر:	(۳) خصوصی شمارہ بعنوان تعلیم و تربیت اطفال۔
ترتیب:	مولانا ریاضت حسین ازہری، مولانا عاشق علی خان مصباحی
تصحیح کتابت:	مولانا محمد الیاس قادری مصباحی، مفتی تنویر رضا مرکزی
کاوش:	حافظ وقاری فیضان رضا مرکزی، مولانا ابوطاہر رضوی
زیر اہتمام:	جامعۃ الحبیب، رسول پور، جگت سنگھ پور، اڈیشا، انڈیا
اشاعت:	بار اول تین سو (۳۰۰)
سن اشاعت:	۱۴۴۵ھ / ۲۰۲۳ء
صفحات:	۲۵۰
قیمت:	۲۵۰/روپے
ناشر:	دار الحبیب، رسول پور، جگت سنگھ پور، اڈیشا، انڈیا۔
ملنے کا پتہ:	جامعۃ الحبیب، رسول پور، جگت سنگھ پور، اڈیشا، انڈیا۔ پن کوڈ ۷۵۴۱۰۴

نوٹ:

شمارے سے متعلق کوئی بھی مقدمہ صرف جگت سنگھ پور کی عدالت میں قابل سماعت ہوگا۔
مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

Jamia Al-Habib

At/Post : Rasulpur, Via : Nalibar
Dist: Jagatsinghpur, Odisha - 754104, India
email:-jamiaalhabib.iic@gmail.com / Mob:-9777788666
www.jamiaalhabib.com

شرف انتساب

غوث الثقلین، قطب الاقطاب، سید الاولیاء،

سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی بغدادی علیہ الرحمہ

(پیدائش: یکم رمضان المبارک سنہ ۴۷۰ھ، مطابق ۱۷/مارچ ۱۰۷۸ء- وفات: ۱۱/ربیع الثانی ۵۶۱ھ، مطابق ۱۱/فروری ۱۱۲۶ء)

☆☆☆

عطاء رسول، سلطان الہند، خواجہ غریب نواز،

سیدنا شیخ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ

(پیدائش: ۱۴/رجب ۵۳۰ھ، مطابق ۱۱۳۵ء- وفات: ۶/رجب ۶۳۳ھ، مطابق ۱۲۲۹ء)

☆☆☆

امام اہل سنت، مجدد دین وملت، شیخ الاسلام والمسلمین، اعلی حضرت

امام احمد رضا خان قادری حنفی علیہ الرحمہ

(پیدائش: ۱۰/شوال ۱۲۷۲ھ، مطابق ۱۴/جون ۱۸۵۶ء- وفات: ۲۵/صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸/اکتوبر ۱۹۲۱ء)

☆☆☆

عارف باللہ، امام التارکین، سراج السالکین، سیدنا سرکار مجاہد ملت

حضرت علامہ مفتی محمد حبیب الرحمن عباسی قادری علیہ الرحمہ

(پیدائش: ۸/محرم الحرام ۱۳۲۲ھ مطابق ۲۲/مارچ ۱۹۰۴ء- وفات: ۶/جمادی الاول ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۳/مارچ ۱۹۸۱ء)

☆☆☆

وارث علوم امام احمد رضا، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ الشاہ

مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی ازہری بریلوی علیہ الرحمہ

(پیدائش: ۲۵/فروری ۱۹۴۶ء/۱۳۶۱ھ- وفات: ۷/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ، مطابق ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء)

☆☆☆

حمدِ باری تعالیٰ

از: تاج الشریعہ علامہ اختر رضا قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ مَالِیْ رَبٌّ اِلَّا ھُوْ
یَفْنٰی الْکُلُّ وَیَبْقٰی ھُوْ لَیْسَ الْبَاقِیْ اِلَّا ھُوْ
مَنْ کَانَ دُعَاہُ اَنْ یَّا ھُوْ ذَاكَ حَمِیْدٌ عُقْبَاہُ
مَنْ کَانَ لِرَبِّیْ دُنْیَاہُ عَاشَ سَعِیْداً اُخْرَاہُ
مَنْ کُنْتَ اِلٰھِیْ مَوْلَاہُ کُلُّ النَّاسِ تَوَلَّاہُ
مَنْ مَّاتَ یَقُوْلُ اللّٰہُ ذَاكَ الْخَالِدُ مَحْیَاہُ
رُسُلُ اللّٰہِ تَلَقَّاہُ اَبْشِرْ عَبْدُ بِحُسْنَاہُ
اَلرِّضْوَانُ لَہُ نُزُلٌ جَنَّۃُ خُلْدٍ مَاْوَاہُ

ھٰذَا اَخْتَرُ اَدْنَاکُمْ
رَبِّیْ اَحْسَنَ مَثْوَاہُ

☆☆☆

مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں

از: تاج الشریعہ علامہ اختر رضا قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں
یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں

آپ جیسا کوئی ہو سکتا نہیں
اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں

آب و گِل میں نور کی پہلی کرن
جانِ آدم جانِ حوا آپ ہیں

حسن اوّل کی نمودِ اوّلیں
بزم آخر کا اجالا آپ ہیں

لا مکاں تک جس کی پھیلی روشنی
وہ چراغ عالم آرا آپ ہیں

ہے نمک جس کا خمیر حسن میں
وہ ملیح حسن آرا آپ ہیں

زیب و زین خاک و فخر خاکیاں
زینت عرش معلیٰ آپ ہیں

نازش عرش و وقار عرشیاں
صاحب قوسین و ادنیٰ آپ ہیں

آپ کی طلعت خدا کا آئینہ
جس میں چمکے حق کا جلوہ آپ ہیں

آپ کی رویت ہے دیدار خدا
جلوہ گاہ حق تعالیٰ آپ ہیں

آپ کو رب نے کیا اپنا حبیب
ساری خلقت کا خلاصہ آپ ہیں

آپ کی خاطر بنائے دو جہاں
اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

جاں توئی جاناں قرار جاں توئی
جان جاں جان مسیحا آپ ہیں

پیکر ہر شے میں جاں بن کر نہاں
پردوں پردوں میں ہویدا آپ ہیں

آپ سے خود آپ کا سائل ہوں میں
جان جاں میری تمنا آپ ہیں

آپ کی طلعت کو دیکھا جان دی
قبر میں پہنچا تو دیکھا آپ ہیں

بر درت آمد گدا بہر سوال
ہو بھلا اخترؔ کا داتا آپ ہیں

☆☆☆

ترتیب اوراق

عنوانات	قلم کار	صفحہ
شرف انتساب		۳
حمدِ باری تعالی	حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ	۴
مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں	حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ	۵
کلمات تشکر و دعا	ادارہ	۱۱
عرض حال	مولانا ریاضت حسین ازہری	۱۲
کچھ اس شمارے کے بارے میں	مولانا عاشق علی مصباحی	۲۳

تعلیم و تربیتِ اطفال

مسائل اور حل

تعلیم و تربیت اطفال: اہمیت، ضرورت اور لائحہ عمل	ڈاکٹر سجاد عالم رضوی مصباحی	۲۹
مکاتب کا قیام اور ان کے تحفظ و ترقی کے اصول:	مولانا طفیل احمد مصباحی	۴۳
موجودہ دور میں مکاتب اسلامیہ: قیام، نصاب اور نظام کیسا ہو؟	مولانا شمیم اختر مصباحی	۵۸
اسلام میں اولاد کی تعلیم و تربیت کی اہمیت و فضیلت	مولانا الیاس قادری مصباحی	۶۴
اسلام کی نظر میں تعلیم کا مقصد	مفتی تنویر رضا مرکزی	۷۳
بچوں کی دینی تعلیم و تربیت اور والدین کا کردار	مولانا غلام زرقانی ازہری	۸۰
منصب تدریس اور اس کی ذمہ داریاں	مولانا محمد اصغر علی مصباحی	۸۷

تعلیم نسواں، ضرورت اور طریقۂ کار	مفتی محمد منظم قادری ازہری	۹۲

تعلیم وتربیتِ اطفال

نقوش راہ

تعلیم وتربیت اطفال کے روشن پہلو امام غزالی کی تصنیف ''ایہا الولد'' کے حوالے سے	مولانا شمشاد حسین ازہری	۱۰۸
امام ابن جوزی کے ناصحانہ کلمات ''لفتۃ الکبد فی نصیحۃ الولد'' کے حوالے سے	مفتی محمد کمال اختر قادری	۱۲۶
''مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد'' (رسالہ اور صاحب رسالہ کا تعارف)	مولانا عاشق علی مصباحی	۱۳۷
تعلیم وتربیت اور افکارِ مجاہد ملت	مولانا محمد حنیف حبیبی مصباحی	۱۴۱
دینی تعلیم وتربیت اور افکارِ تاج الشریعہ	حافظ محمد فیضان رضا رضوی	۱۶۰

خیابانِ حبیب

نذر حبیب

جامعۃ الحبیب کا شرف انتساب	ادارہ	۱۷۲
تاریخ قیام وبنا (رسم سنگ بنیاد)	ادارہ	۱۷۳
جامعۃ الحبیب کا مسلک	ادارہ	۱۷۴
مجاہد ملت حیات اور کارنامے	مولانا حنیف حبیبی مصباحی	۱۷۵

حضور مجاہد ملت کا کردار ہمارے لئے مشعل راہ	مفتی محمد شکیل مصباحی	۱۷۷
مجاہد ملت کے حدیثی افادات	مولانا ریاضت حسین ازہری	۱۷۹

تاثرات

از: حضرت علامہ حفیظ الدین قادری مصباحی	۱۹۱
از: حضرت علامہ غلام حیدر مصباحی	۱۹۲
از: حضرت علامہ مفتی محمد شمس الدین رضوی نوری	۱۹۳
از: حضرت علامہ مفتی فیضان المصطفی قادری	۱۹۴
از: حضرت علامہ مفتی محمد کمال اختر قادری	۱۹۶
از: حضرت علامہ مفتی محمد شکیل صاحب قبلہ	۱۹۷
از: حضرت علامہ مولانا محمد نوشاد عالم مصباحی	۱۹۸

رپورٹ اور سرگرمیاں

کلمات تشکر و دعا	مولانا ریاضت حسین ازہری	۲۰۰
دستار لینے والے طلبہ کی طرف سے ہدیہ تشکر	طلبۂ جامعہ	۲۰۲
سپاس نامہ	ادارہ	۲۰۴
خطبۂ استقبالیہ	مولانا ریاضت حسین ازہری	۲۰۷
چودھواں سالانہ جشن عید میلاد النبی و دستار بندی	ادارہ	۲۱۲
جشن حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ	ادارہ	۲۱۵
رسم سنگ بنیاد باب تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ	ادارہ	۲۱۶

حضور سربراہ جامعہ کی گل پوشی	ادارہ	۲۱۸
سالانہ عرسِ رضوی	ادارہ	۲۲۰
جشن حضور مجاہد ملت کا اہتمام	ادارہ	۲۲۲
استقبالیہ و الوداعیہ پروگرام برائے زائرین حرمین شریفین	ادارہ	۲۲۳
جشنِ حافظِ ملت کا اہتمام	ادارہ	۲۲۴
پانچواں سالانہ عرس سرکار تاج الشریعہ	ادارہ	۲۲۶
جشنِ امام عالی مقام	ادارہ	۲۲۸
یومِ آزادی کے موقع پر خصوصی پروگرام	ادارہ	۲۲۹
سالانہ عرس رضوی	ادارہ	۲۳۱
نصیحت برائے طلبہ	علامہ حفیظ الدین مصباحی	۲۳۳
یک روزہ قومی اردو سیمینار کا انعقاد	ادارہ	۲۳۵
جامعہ میں اہل علم وفضل کی آمد	ادارہ	۲۳۶
جامعہ میں میرا پہلا دن	طلبۂ جامعہ	۲۴۰
ہمارا جامعہ	طلبۂ جامعہ	۲۴۴

☆☆☆

کلمات تشکر و دعا

ہم ''جامعۃ الحبیب'' کی مجلس انتظامیہ کی جانب سے اپنے تمام سر پرستوں اور معاونین کی خدمت میں تشکر و امتنان کا اظہار کرتے ہیں، جنہوں نے کسی نہ کسی شکل میں قدم قدم پر ہماری معاونت فرمائی ہے۔''جامعۃ الحبیب'' کی تعمیر و ترقی میں ان کے تعاون نے ہمارے حوصلوں کو تقویت پہنچائی ہے۔ہم ان کے لیے رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں بصد خلوص دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے تعاون کو شرف قبولیت بخشے۔اور انہیں دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔اسی کے ساتھ ہم تمام مسلمانان عالم کی صحت وسلامتی اور خوش حالی کی دعا کرتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور شر پسندوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔آمین!

جملہ متولیان واساتذہ:

جامعۃ الحبیب، رسول پور

☆☆☆

عرض حال

از: مولانا شیخ ریاضت حسین ازہری
ناظم اعلی جامعۃ الحبیب، رسول پور

باسمہ تعالی وتقدس

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

ہر ایک راہی کا ہے فریضہ کہ اپنی راہوں کو جگمگا دے
چراغِ منزل جلا کے میں نے کسی پہ احساں نہیں کیا ہے

بحمداللہ تعالی جامعۃ الحبیب کی عمر کا ۱۴واں سال شروع ہو رہا ہے۔ ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۴۳۱ھ، مطابق ۷ مارچ ۲۰۱۰ء کو جامعۃ الحبیب کی بنیاد رکھی گئی، سال ۲۰۱۴ء میں ایک مکتب کی شکل میں تعلیم کا آغاز ہوا، معاونین کی توجہ نے اب اسے ایک بڑے ذی شان جامعہ کی شکل میں تبدیل کر دیا۔

حالات حاضرہ: ملک اور بیرون ملک کے موجودہ حالات پر مختصراً روشنی ڈالنے جا رہا ہوں، تاکہ آج سے سو سال بعد جب کوئی جامعۃ الحبیب کی کارگزاریوں کا مطالعہ کرے، تو موجودہ حالات سے واقف ہو کر، ادارے کی خدمات کا درست تجزیہ کر سکے، اور اس سرگزشت سے اسے سبق حاصل ہو، اور وہ بہتر لائحہ عمل تیار کر سکے۔

وقت تیزی سے بدل رہا ہے، ملک اور بیرون ملک کے حالات ہم مسلمانوں کے لئے

نامساعد ہیں، گزشتہ دو دہائیوں کے اندر مسلم ملکوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی ہے، سلسلہ وار ایک کے بعد دوسرے مسلم ملک کو نشانہ بنا کر تہس نہس کر دیا گیا ہے، افغانستان، عراق، سیریا، لیبیا، فلسطین، مصر اور ترکی وغیرہ، کہیں جنگ تو کہیں خانہ جنگی جاری ہے۔

اندرون ملک کے حالات بھی اس قدر زہریلے ہو چکے ہیں کہ شاید ہی کبھی اس سے پہلے ایسے حالات رہے ہوں۔ یکے بعد دیگرے جملہ شعائرِ اسلام کو نشانہ بنایا جارہا ہے، پھر چاہے قرآن، احادیث، فقہ، نماز، اذان، مساجد، مدارس، مولوی، مزارات، حجاب، یہاں تک کہ ہماری شناخت اور شہریت پر بھی نظر بد لگ چکی ہے۔

چنانچہ بابری مسجد شہید کر کے اس جگہ پر رام مندر کی تعمیر کا کام چل رہا ہے، بنارس میں واقع گیان واپی مسجد کی فائل کھل چکی ہے، سروے کا کام جاری ہے، اسی درمیان اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے ایک نیوز ایجنسی کو انٹریو کے دوران بنارس کے گیان واپی مسجد پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ''گیان واپی کو مسجد کہنا ہی تنازع کا سبب ہے۔'' یوگی آدتیہ ناتھ نے مزید کہا کہ ''مسلم سماج کو تاریخی غلطی کو درست کرنا چاہئے اور یہ تجویز مسلم کمیونٹی کی طرف سے آنی چاہیے تاکہ اس کا کوئی حل نکالا جاسکے۔'' سی اے اے اور این آرسی کے خلاف پرامن احتجاج کرنے والے بہت سے مسلم نوجوانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا، بے شمار نوجوان ابھی بھی جیل کی سلاخوں کے پیچھے رہائی کی دعا مانگ رہے ہیں۔ احتجاج میں شریک ہونے والے لوگوں کے گھروں کو بلڈوزر کے ذریعہ زمیں بوس کر دیا گیا۔ جبکہ کچھ لوگوں پر جرمانے کا بھاری بوجھ لاد کر کنگال بنا دیا گیا۔ حالیہ ہندو مسلم فساد ''ہریانہ'' کے ''نوح'' میں رونما ہوا، جس کے بعد مسلم نوجوانوں سے جیل کو بھر دیا گیا ہے، تقریبا ۱۵۰۰ (پندرہ سو) سے زیادہ مکانات پر بلڈوزر چلا کر مسمار کر دیا گیا ہے۔ مدارس و مکاتب کو تو پہلے ہی سے بند کرنے کی بات کہی جارہی ہے، دستور ہند کو بدل کر ہندو راشٹر بنانے کا دعوی بھی زوروں پر ہے۔ ع

انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے

نام نہاد صوفیوں نے، ہم سنیوں کے بڑے بڑے اداروں سے فراغت کا تمغہ حاصل کر کے سواد اعظم، اہل سنت و جماعت کو (جس کو پہچان کے لئے اس دور میں مسلک اعلی حضرت کہا جاتا ہے) نقصان پہنچانے کے لئے،، مرتدوں سے ہاتھ ملا لیا ہے، مشرکوں سے ملنے والے مالی امداد نے ان کی نظروں اور ان کے دلوں پر دبیز پردہ ڈال دیا ہے، اکابرین ملک میں سے بعضوں نے دور اندیشی سے کام نہیں لیا، ملت فروشوں کے دام فریب میں آ گئے، ان کی مہنگی میز بانی کو احترام علم اور علما سمجھ کر انہیں پروان چڑھایا، مہینوں ان کی میز بانی کا لطف اٹھاتے رہے، اگر چہ بعض اکابرین جماعت نے اپنی خداداد بصیرت سے ان کی مہنگی میز بانیوں کے پیچھے، ان کی منافقت کو دیکھ لیا تھا۔ جانے والے روکے گئے مگر رُکے نہیں، آواز دی گئی سُنی ان سُنی کر دی گئی، آج مقابلہ آمنے سامنے کا ہو گیا ہے، اہل سنت و جماعت کا نام لے کر اہل سنت و جماعت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، یہ لوگ نہایت درجہ بدزبان اور بد اخلاق ہیں۔ اب جا کر کہیں کہیں سے ان کی حقیقت اور ان سے بے زاری کی آواز اٹھ رہی ہے۔ ضرورت ہے کہ تمام سنی بیک زبان ہو کر تصوف کو بدنام کرنے والے، مُتَصَوِّفین (مال و دولت اور دیگر منفعتوں کی خاطر صوفی بن جانے والوں) کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔

لاک ڈاؤن: اڈیشا گورنمنٹ کی طرف سے سخت تاکیدی حکم جاری ہونے کے سبب بتاریخ 16/ مارچ 2020ء ہمیں یہ اعلان جاری کرنا پڑا

"Jamia Al-Habib is closed and will remain closed until further notice due to concerns about COVID-19".

کسے پتہ تھا کہ مصیبتوں کے کیسے دور کا آغاز ہو رہا ہے، مسجدوں کے میناروں سے اب اذان کی آواز نہیں آئے گی، اور اس کے دروازے بند کر دئے جائیں گے، ائمہ مساجد کو نامعلوم مدت تک کے لئے گھر جانا پڑے گا، بعضوں کو تو ملازمت سے ہی نکال دیا جائے گا، دن میں 7-8

گھنٹے کی عام مزدوری کرنے والے شخص سے بھی کم وظیفہ پانے والا امام مسجد مہینوں کے لئے بے روزگار ہو جائیں گے، جب اتنی کم تنخواہ پر مشکل سے گزارا ہوتا تھا تو اب بغیر تنخواہ کے کیسے گزارا ہوگا!!! ماں باپ اور بیوی بچوں کے علاج کے لئے دوائیاں کیسے خریدیں گے! مدرسے خالی کر دئے گئے، تمام ملازمین اور طلبہ کو گھر جانا پڑا، میں نے سوچا کہ شاید چند دنوں میں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا، مسجدیں کھول دی جائیں گی، مدرسے کھول دئے جائیں گے، پھر سب کچھ پہلے جیسا ہو جائے گا، مگر مدت بڑھتی گئی، ملازمت پیشہ لوگ بے روزگار ہو گئے، کاروبار بند ہو گئے، شہر چھوڑ چھوڑ کر لوگ گاؤں پہنچ گئے، کچھ لوگ اپنے گاؤں پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں چل بسے، روزانہ مزدوری کر کے راشن خریدنے والا غریب باپ اب مصیبت کے ایک ایسے سمندر میں پھنس چکا تھا جہاں سے دور دور تک اسے کوئی کنارا نظر نہیں آ رہا تھا۔ اب ہم ایسے دور میں داخل ہو چکے تھے جس کا کبھی ہم نے تصور بھی نہیں کیا تھا، دنیا جیسے رُک سی گئی ہو، گاؤں کی گلیوں سے لے کر شہر کی چوراہوں تک دن کے اجالے میں بھی خاموش ہو گئے تھے۔

کوئی دستک، کوئی آہٹ نہ صدا ہے کوئی　　　　دور تک روح میں پھیلا ہوا سناٹا ہے

گھر سے باہر نکل کر سڑک پر قدم رکھنا اتنا بڑا جرم بن گیا تھا جیسے کسی قیدی نے جیل سے باہر قدم رکھ دیا ہو، ایک کیلومیٹر تک کا سفر کرنا اتنا دشوار ہو گیا تھا جیسے میلوں تک کا سفر کرنا ہو، پڑوسی بھی اجنبی بن گئے تھے، جب ملاقات ہوتی تو ایسا لگتا جیسے برسوں بعد ملے ہیں، بہت سے بیماروں نے بغیر علاج کے سسکتے ہوئے گھر پر ہی دم توڑ دیا۔

بھری ہے دل میں جو حسرت کہوں تو کس سے کہوں
سنے ہے کون مصیبت کہوں تو کس سے کہوں

جامعۃ الحبیب کے جملہ اخراجات کا انتظام و انصرام عوامی امداد سے ہی ہوتا ہے، کووڈ-19 کی پابندیوں کے سبب ادارے کی آمدنی بے حد متاثر ہوئی، ساتھ ہی ساتھ طلبہ جسمانی طور پر کلاس میں شرکت سے محروم رہے۔ تاہم جامعۃ الحبیب نے جلد ہی طلبہ کے تعلیمی خسارے کی

روک تھام کے لئے آن لائن درس کا آغاز کردیا۔

کووڈ کے دوران بھی جامعۃ الحبیب نے اپنے تدریسی اور غیر تدریسی عملہ کی پوری تنخواہ جاری رکھی، تاکہ انہیں معاشی دقتوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ پتہ نہیں کون کس دشواری سے گزر رہا ہے! جن کی نوکریاں چھن گئی ہوں ان سے ادارے کے لئے مدد کی امید کیسے کی جاسکتی تھی، جن کے کاروبار بند پڑے ہوں ان سے سہارے ملنے کی آس کیسے لگا سکتے تھے، ہمت نہیں ہوتی تھی کہ کسی معاون کو ادارے کے تعاون کی اپیل کرسکوں! بعض دفعہ ہمت باندھ کر کچھ احباب کو کال بھی کیا، مگر صرف خیریت معلوم کر کے فون رکھ دیا، آگے کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی، جب سے ادارے کی ذمہ داری سنبھالا ہوں پہلی مرتبہ اتنے مشکل ترین دور سے گزر رہا تھا، گاؤں کی گلیوں میں نکلنا دشوار ہو گیا تھا، یہ کب ممکن تھا کہ سفرائے مدارس اسلامیہ دور دراز شہروں کو سفر کرتے! البتہ فون کال اور سوشیئل میڈیا کے واسطے سے لوگوں سے دردمندانہ اپیل کی گئی، اس میں شک نہیں کہ چند لوگوں نے اخلاقی طور پر بہت ہمت افزائی کی، مشکل ترین مالی بحران کے وقت میں ساتھ نہ چھوڑا، سفیروں کے پہنچے بغیر بھی اپنی مذہبی واخلاقی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ادارے کے بینک کھاتے میں روپے جمع کروائے، میں نے کہیں یہ پڑھا تھا کہ: ''مشکل وقت میں دوسروں کے کام آیا کریں۔ کیونکہ مشکل وقت ہر کسی پر آتا ہے۔ کسی کا صبر دیکھنے کیلئے اور کسی کا ظرف دیکھنے کے لئے''۔ میں بہت ممنون ہوں ان تمام لوگوں کا جنہوں نے اس مشکل ترین وقت میں مجھے حوصلہ دیا، میری ہمت افزائی کی، مجھے سراہا، میری کوتاہیوں کے سبب میرا ساتھ نہیں چھوڑا، بلکہ مجھے آگاہ کیا، راستہ دکھایا، آگے بڑھنے کی ہمت دی۔

باب تاج الشریعہ: چاہے رہائشی گھر ہو یا پھر کوئی ادارہ، اس کے مرکزی دروازے کی ضرورت، اور اس کی اہمیت سے کون انکار کرسکتا ہے؟ اس کو اردو زبان میں ''دروازہ''، عربی میں ''باب'' اور انگریزی زبان میں ''گیٹ'' کہا جاتا ہے۔ گیٹ کو محض فنِ تعمیر کا ایک حصہ نہیں سمجھا جاتا ہے، بلکہ اسے شرپسندوں کے خلاف سخت حفاظتی انتظام، عظیم مقاصد کا ترجمان، لوگوں

کے دلوں میں صالح جذبات پیدا کرنے اور باقی رکھنے کا ذریعہ، چاہنے والوں کی توجہ کا مرکز، تعمیرات کا پہلا خوبصورت حصہ، اور کبھی ماضی کی یاد تازہ کردینے والا علامتی نشان سمجھا جاتا ہے۔ نظر اٹھا کر دیکھئے! ملک بھر میں پھیلے ہوئے مغلیہ عہد سلطنت کے مشہور دروازوں اور موجودہ دور کے بڑے بڑے تعلیمی اداروں کے گیٹ ان کی مثالیں ہیں۔

''جامعۃ الحبیب'' داعیانِ اسلام کی تعلیم وتربیت کا ایک عظیم مرکز ہے، جس کا سنگِ بنیاد جانشین حضور مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا ہے۔ اور تین مرتبہ تشریف لاکر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جامعۃ الحبیب کے عظیم دینی مقاصد کو تائید بخشی ہے۔

لہٰذا تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے سنگِ بنیاد رکھنے اور آپ کی تشریف آوری کی یاد میں، جامعۃ الحبیب میں، ایک عظیم الشان، وسیع وعریض گیٹ کی تعمیر کا منصوبہ طے پایا ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے اس عظیم قلعے کا حفاظتی دروازہ بھی ہوگا۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات، اور ان کے مشن سے سچی محبت کرنے والوں سے امید کرتا ہوں اور پرخلوص اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنی دعاؤں اور نیک مشوروں کے ساتھ ساتھ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں تعمیر ہونے والے اِس وسیع وعریض گیٹ کی تعمیر میں اپنا مالی تعاون پیش کرکے ہماری حوصلہ افزائی کریں۔

بفضل اللہ تعالیٰ آدھا کام مکمل ہوچکا ہے، اہل خیر حضرات کی توجہ مزید ہوجائے تو جلد از جلد اس عظیم یادگار بابِ تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر پوری جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا روحانی فیض جاری فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لائبریری: جامعۃ الحبیب کی لائبریری کے بارے میں کچھ بتانے سے پہلے چند کلمات میں مطالعے کی اہمیت بتانا چاہتا ہوں تا کہ اس سے خود کتابوں کی اہمیت بھی اجاگر ہوجائے۔ چنانچہ

مرشد گرامی تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ کی اخیر عمر میں جب بینائی کمزور ہوگئی تو آپ کتابیں سماعت فرماتے، املا کرواتے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مطالعۂ کتب کی آپ کی حیات میں کتنی اہمیت تھی، جب بینائی کے کمزور ہوجانے کے باوجود اس قدر مطالعۂ کتب کو اہمیت دیتے تو اس سے پہلے کی حالت میں آپ نے کتنا مطالعۂ کتب فرمایا ہوگا!۔

اسی طرح جامعہ ازہر، قاہرہ، مصر میں کلیۃ اصول الدین، قسم العقیدہ والفلسفہ کے صدر ڈاکٹر طہ حبیشی دسوقی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت محبت فرماتے تھے، تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی ملاقات بھی ہوئی ہے۔عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر طہ حبیشی رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی نابینا تھے، ایک مرتبہ ان سے ملاقات کی غرض سے ان کے مکان پر جانے کا موقع ملا، دفتر بہت عالیشان تھا، کتابوں سے بھرا ہوا تھا، ٹیبل پر بہت سی ٹیپ ریکارڈ کی کیسیٹیں رکھی ہوئی تھیں، ڈاکٹر صاحب آفس میں موجود نہیں تھے، ایک نوجوان نکل کر آیا جس نے ہمارا استقبال کیا، دفتر میں بٹھایا، اور انتظار کرنے کو کہا، اسی دوران اس سے کچھ دیر گفتگو ہونے لگی، اس نے بتایا کہ وہ حضرت کی خدمت میں رہتا ہے، اور کتابیں پڑھ کر سناتا ہے، اور کبھی کبھی کتاب کو ریکارڈ کر کے چلا جاتا ہے، جس کو بعد میں حضرت سماعت کرتے ہیں، اس نے بتایا کہ اتنی ساری کتابیں ہیں مگر حضرت کو اندازہ ہے کہ کون سی کتاب کس خانے میں ہے، یہاں تک کہ کتاب کے باب وفصل کی جانکاری بھی رہتی ہے، یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حافظ بھی تھے۔سابق شیخ الازہر محمد سید طنطاوی (پیدائش ۱۹۲۸ء-وفات ۲۰۱۰ء، تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے جن کی ملاقات مصر میں سال ۲۰۰۹ء میں ہوئی ہے) نے کہا تھا کہ: "لیس أزهريا من لم يحفظ القرآن" یعنی وہ ازہری نہیں جس نے قرآن حفظ نہیں کیا۔اس لئے ازہری بننے کے لئے حافظ قرآن ہونا ضروری ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ جامعۃ الحبیب کی لائبریری کا نظم ونسق دن بدن بہتر ہورہا ہے، تاحال

کتابوں کی تعداد تقریباً چار ہزار (۴۰۰۰) تک پہنچ چکی ہے، ادارے کے آغاز سے ہی لائبریری پر خصوصی توجہ رہی ہے، مختلف زبانوں کی کتابیں موجود ہیں، کتابوں کے لئے لوہے کی الماریوں کے خانے بنے ہوئے ہیں، جن پر شیشے لگے ہوئے ہیں، تاہم کتابیں زیادہ ہیں اور الماریاں کم، جس کی بنا پر کچھ کتابیں الماریوں سے باہر رکھی ہوئی ہیں، لائبریری کے لئے موجودہ ہال چھوٹا ہے، مطالعہ کے لئے بیٹھنے کا انتظام مزید بہتر کرنے کی ضرورت ہے، کوشش ہے کہ جلد ہی پہلی منزل میں بڑے کشادہ ہال میں لائبریری منتقل کردی جائے، جہاں قارئین کے لئے بھی جگہ کشادہ ہو اور سہولتیں بڑھا دی جائیں، فی الحال اس کی کمی محسوس ہوتی ہے، لائبریری کا نام ''جیلانی لائبریری'' مرحوم الحاج شیخ غلام جیلانی حبیبی کی نسبت پر رکھا گیا ہے۔ موصوف کی وقف کی ہوئی زمین پر ادارہ قائم ہے، دراصل یہ مرحوم کے اس عظیم تعاون کے اعتراف میں ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مطبخ: جب سے جامعہ الحبیب وجود میں آیا ہے، اور بیرونی طلبہ مقیم ہوئے ہیں، تب سے ہی مطبخ قائم ہے، اور تینوں وقت کا کھانا اساتذہ اور طلبہ کو پیش کیا جاتا ہے، مطبخ کا کام انجام دینے کے لئے تین کل وقتی ملازمین ہیں، ان کی نگرانی کسی ایک استاذ کی ذمہ داری میں رہتی ہے، تینوں وقت کا کھانا بدل بدل کر دیا جاتا ہے، طلبہ کو ادارے سے باہر دعوتوں میں نہیں بھیجا جاتا ہے، ابتدا سے یہ نظام قائم ہے، تاکہ طلبہ کا وقت دعوتوں میں آنے جانے میں صرف نہ ہو، اگر کوئی طلبہ کو کھانا کھلانا چاہتا ہے، وہ کھانا تیار کرکے بھیج دیتا ہے، کبھی کھانے کے کچے سامان ادارہ میں پہنچا دیتے ہیں اور کبھی کھانے کی بابت میں رقم جمع کردیتے ہیں، شروع میں علاقے کے کچھ لوگوں نے اس پر ناراضگی ظاہر کی کہ طلبہ دعوتوں میں کیوں نہیں جائیں گے، کچھ دوستوں نے یہ کہہ کر ڈرایا کہ اگر دعوتوں میں طلبہ کو نہیں بھیجیں گے تو علاقے پر پکڑ نہیں بنے گی، لوگوں کی طرف سے مالی تعاون کم آئے گا، پھر ادارہ کیسے چلائیں گے؟ موجودہ ماحول کو دیکھتے ہوئے جنہوں نے

ایسا کہا، ٹھیک کہا ہے! عرصہ دراز سے میں محسوس کرتا رہا ہوں، اور جس پر ہمیشہ مجھے افسوس اور دکھ ہوا ہے، بعض اداروں کی حالت دیکھ کر دکھ ہوتا ہے، طلبہ کا زیادہ وقت یا اچھا خاصا وقت دعوتوں کے سفر میں گزر جاتا ہے، گویا کہ ادارہ قائم ہی اس لئے ہوا ہو کہ تیجہ اور چہلم کی محفلیں قائم ہوسکیں، طلبہ فُل ٹائم دعوتوں کے لئے ہوں اور پارٹ ٹائم پڑھنے کے لئے ہوں، میں نے ایسی بات سنی بھی ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ ''مدرسہ'' کے بچے دعوتوں میں نہیں جائیں گے تو پھر ایسے مدرسہ سے کیا فائدہ! کاش ہم تعلیمی اداروں کے قیام کے مقصد کو سمجھتے! اور اسی مقصد کو پانے کے لئے ادارے قائم کئے جاتے! اس میں قصوروار انتظامیہ کمیٹی کے لوگ، مشاورتی کمیٹی کے لوگ، معاونین اور مدرسین ہیں، جو جس منصب اور عہدے پر فائز ہے، اگر وہ خلوص سے اپنا کام انجام دے، اور مدرسوں کو قائم کرنے کے درست مقصد کو سمجھے اور اس کو حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہے، تو ان ہی چھوٹے اور بڑے مکتبوں اور مدرسوں سے ایسی روشنی نکلے گی، جس سے ملک کا کونا کونا منور ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ مجھے ایک ادارے کے خادم ہونے کی حیثیت سے سچی اور صحیح خدمت کی توفیق بخشے۔ نیک مشوروں کا محتاج ہوں اور قدر کرتا ہوں۔ جامعۃ الحبیب اسی مقصد کے لئے قائم کیا گیا ہے، اور میں اسی مقصد سے جامعۃ الحبیب میں خدمت کرتا ہوں، جس مقصد کو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے فروغِ اہل سنت کے لئے اپنے دس نکاتی پروگرام میں بیان فرمایا ہے: ''عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔'' اور میرے پیر و مرشد تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''مدارس کے ذریعے سے لوگوں میں مسلک اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کا کام جاری رہے۔ اور لوگوں کو دین کے مسائل اور شریعت کے احکام جاننے اور سمجھنے کا موقع فراہم ہو۔'' (سالنامہ الحبیب، شمارہ نمبر ۲، ص ۱۴۲)

مجھے اعتراف ہے اس بات کا کہ اگر دعوتوں میں طلبہ کو نہ بھیجا جائے تو معاونین کی توجہ کم ہوجاتی ہے اوراس کی وجہ سے ادارے کا بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ مہنگائی کے اس دور میں تینوں وقت کے لئے معیاری کھانے کا انتظام نہایت مشکل کام ہے۔لیکن اگر سنجیدہ کوشش کی جائے اور عوام سے رائے طلب کرکے ان کو سمجھایا جائے کہ وہ ادارے ہی میں دعا وفاتحہ خوانی کا اہتمام کریں تاکہ طلبہ واساتذہ کا وقت بچے تو وہ اس مشورہ کو قبول کریں گے۔ ہم نے یہی کیا ہے اور اس میں ہمیں کامیابی مل رہی ہے۔ ؎

انھی غم کی گھٹاؤں سے خوشی کا چاند نکلے گا
اندھیری رات کے پردے میں دن کی روشنی بھی ہے

اللہ تعالی کا شکر ہے، غم کی گھٹاؤں سے خوشی کا چاند بھی نکلا، اور اندھیری رات کے پردے میں دن کی روشنی بھی نکلی۔ فقیر کو امام اہل سنت اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر سے قلبی اطمینان اور حوصلہ ملتا ہے۔ ؎

زمیں تپتی کٹیلی راہ بھاری بوجھ گھائل پاؤں مصیبت جھیلنے والے ترا اللہ والی ہے

فلاحی کاوشیں: آس پاس کے علاقوں کے فلاحی کاموں میں حصہ لیا گیا، متعدد مساجد، مدارس اور مکاتب کا قیام، تنازعات کا حل اور مالی تعاون کا انتظام عمل میں لایا گیا۔ وقتا فوقتا دینی مجلسوں کا انعقاد اور مالی تعاون میں حصہ لیا گیا۔کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ مکاتب اسلامیہ قائم ہوں، جہاں قرآن سکھانے کے ساتھ ساتھ ابتدائی اسلامی مضامین بھی بچوں کو پڑھایا جائے، اسی کوشش کے نتیجہ میں اس سال (۲۰۲۳ء/۱۴۴۵ھ) جامعۃ الحبیب کا یہ تیسرا شمارہ خصوصیت کے ساتھ ''تعلیم وتربیت اطفال'' کے عنوان پر شائع ہوا ہے، چاہتا ہوں کہ اس عنوان پر سیمینار اور تربیتی ورکشاپ بھی منعقد ہوجائے، جس میں خصوصیت کے ساتھ ضلع کے ائمہ مساجد اور ذمہ داران مساجد شریک ہوں، کیوں کہ ہمارے یہاں زیادہ تر مکاتب اسلامیہ مساجد کے تحت

چلتے ہیں، اسی لئے مکاتب اسلامیہ کو قائم کرنے اوران کونفع بخش بنانے کے لئے ان کا ساتھ ضروری ہے۔ائمہ مساجد کی تنخواہ کم ہوتی ہے افسوس کی بات ہے،تقریباہر مسجد میں صبح وشام یا کسی ایک وقت میں مکتب بھی چلتا ہے،عموما امام مسجد ہی دونوں طرح کی خدمت انجام دیتا ہے، باوجود اس کے امام مسجد کی تنخواہ خاطرخواہ نہیں ہوتی ہے،مہنگائی کے اس زمانے میں امام مسجد کے لئے اپنی فیملی کی گزربسر کا انتظام کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، اس لئے مکاتب کے اساتذہ کے لئے کچھ ماہانہ وظیفہ پیش کرنے کا ارادہ ہے،تاکہ اس طرح سے مکاتب کا نظام بھی بہتر ہوجائے اورامام مسجد کی کچھ خدمت بھی ہوجائے۔ہمارے ضلع جگت سنگھ پور میں سنیوں کی مسجدوں کی تعداداس وقت ۶۵ سے بھی زیادہ ہے۔اگرانہیں مسجدوں کے تحت مکاتب اسلامیہ کوبہتر نظام کے ساتھ چلایا جائے،تو اس میں شک نہیں ہے کہ آئندہ چندسالوں میں بہترنتائج ملیں گے۔

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تم نے　　　یہی چراغ جلیں گےتو روشنی ہوگی

اخیر میں، میں سالنامہ ''الحبیب'' کے تیسرے اورخصوصی شمارے کے لئے مقالہ پیش کرنے والے تمام مقالہ نگاروں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اپنی تمام ترمصروفیات کے باجودوقت نکال کر ہماری طرف سے دیے گئے منتخب عناوین پر مضامین پیش کیا،جس کے بعد یہ گلدستہ تیار ہوسکا۔اللہ تعالی انہیں جزائے خیرعطافرمائے۔آمین

☆☆☆

کچھ اس شمارے کے بارے میں

از: مولانا عاشق علی خان مصباحی
صدر المدرسین جامعۃ الحبیب، رسول پور

اللہ تبارک وتعالی کے فضل وکرم سے جامعۃ الحبیب ٹرسٹ کا رجسٹریشن ۲۰۱۰ء میں عمل آیا تھا۔اور اسی سال جانشین حضور مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری (علیہ الرحمۃ والرضوان) و دیگر علمائے کرام کے مبارک ہاتھوں سے الحاج شیخ غلام جیلانی حبیبی مرحوم کی وقف کردہ زمین پر جامعۃ الحبیب کی مرکزی عمارت کی بنیاد رکھی گئی۔ (اللہ رب العزت مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور ان کی اولاد کو دین وسنیت پر قائم رہتے ہوئے عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے۔) جامعۃ الحبیب کا نام امام التارکین، مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمن عباسی (علیہ الرحمۃ والرضوان) کے نام مبارک پر رکھا گیا ہے۔اسی مناسبت سے اول روز سے اس ادارے کو حضور حبیبِ ملت الحاج سید غلام محمد حبیبی (مدظلہ العالی) کی سرپرستی حاصل ہے۔اس ادارے کا مقصد فرزندانِ اسلام کی بہتر دینی تعلیم و تربیت ہے۔ اپنے قیام کی تاریخ سے لے کر اب تک جامعہ تعلیم و تربیت کے میدان میں اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔اس مختصر سی مدت میں ادارے نے بزرگان دین کے فیوض و برکات سے جو کامیابی حاصل کی ہے اس کا سہرا جملہ منتظمین، مدرسین، ملازمین، اور ان تمام معاونوں اور خیر خواہوں کے سر جاتا ہے جو دارمے، درمے، سخنے، اور قدمے ادارے کا تعاون کرتے رہے ہیں۔

جامعۃ الحبیب کے ذمہ داران نے ۲۰۱۸ء سے ایک سالنامے کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا تھا جو دوسالوں تک جاری رہا۔ مگر ۲۰۲۰ء میں کروناوائرس کی وبا اور اس کے نتیجے میں نافذ ہونے والے لاک ڈاؤن کی وجہ سے یہ سلسلہ موقوف ہو گیا۔ اب مجلس انتظامیہ کے اراکین اور اساتذہ کی کوششوں کی بدولت اس سلسلے کو دوبارہ شروع کیا جارہا ہے۔ اس سالنامے کا مقصد جامعۃ الحبیب کی تعلیمی وتبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کرنا اوراس کے دیگر کارہائے نمایاں کو محفوظ رکھنا اور خیر خواہوں اور معاونین کو جامعہ کی سرگرمیوں اور کارکردگیوں کی معلومات فراہم کرنا ہے۔ ساتھ ہی جامعۃ الحبیب کے اغراض و مقاصد سے عوام وخواص کو آگاہ کرنا بھی سالنامے کی اشاعت کا ایک اہم مقصد ہے۔ تاکہ بعد میں جن لوگوں کی کے ہاتھوں میں ادارے کی باگ ڈور آئے، وہ ادارے کے قیام کے مقاصد کو فراموش نہ کرسکیں، اور کسی بدعقیدہ کی نظرِ بد ادارے کو نہ لگ سکے۔ سنیوں کی تعمیر کردہ بے شمار مسجدوں اور مدرسوں، یہاں تک کہ خانقاہوں پر بھی بدعقیدہ لوگوں نے قبضہ کرلیا۔ (العیاذ باللہ!) ہم یہ چاہتے ہیں کہ جامعۃ الحبیب کے قیام کا مقصد اتنا عام اور مشہور ہو جائے کہ پھر ادارے کو اس سے ہٹانا مشکل ہی نہیں، بلکہ اللہ تبارک وتعالی کے فضل وکرم سے ناممکن ہو جائے۔ کیوں کہ یہ ادارہ اہل سنت و جماعت کا ہے۔ اس کا قیام ان لوگوں کی محنت وتعاون سے عمل میں آیا ہے جو عہد حاضر میں مسلک اعلی حضرت کے پیروکار ہیں۔ لہذا جو اس سے اختلاف رکھتا ہے اس کو جامعۃ الحبیب ٹرسٹ سے نہ کوئی تعلق ہے اور نہ ہوگا۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کردیں۔
پدر، مادر، برادر، مال وجان، ان پر فدا کردیں۔

(تاج الشریعہ علیہ الرحمہ)

اسی کے ساتھ اس سالنامے کے اجرا کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ دینی و مذہبی موضوعات پر اہل علم وفکر کی نگارشات کی اشاعت کا کام بھی ہو۔ تاکہ تحفظ اعمال و عقائد کے حوالے سے معاشرے میں صالح افکار ونظریات کو فروغ ملے۔ اسی لیے پیش نظر شمارے میں ہم نے

ایک مخصوص موضوع ’’مسلم بچوں اور بچیوں کی تعلیم و تربیت‘‘ پر اہل علم وقلم کے افکار و خیالات سے قارئین کو باخبر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔اس مرکزی موضوع کے مختلف گوشوں پر اہل علم وقلم نے مقالات قلم بند کیے ہیں۔ چند مقالات میں اس عنوان کی اہمیت ،ضرورت اور افادیت پر گفتگوئی ہے۔ چند دیگر مقالات میں تعلیم و تربیتِ اطفال کے ادارے بالخصوص مکاتب کو بااثر، مفید اور فعال بنانے کے منصوبوں اور طریقوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ان مقالات کو’’مسائل اور حل‘‘ کے ذیلی عنوان کے تحت شامل اشاعت کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ’’نقوش راہ‘‘ کے ذیلی عنوان کے تحت بچوں اور بچیوں کی دینی و اخلاقی تعلیم و تربیت پر لکھی ہوئی، اسلاف اور اکابر علمائے کرام کی کتابوں کے خلاصے کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ حقیقت بھی واضح ہو جائے کہ ان کی نظر میں اس موضوع کی کتنی اہمیت و ضرورت تھی۔ہم یہ اعتراف بھی کرتے ہیں کہ اس موضوع کے جملہ گوشوں کا احاطہ ہمارا مقصد نہیں۔ بلکہ اس سالنامے کے ذریعے ہم اس اہم ضرورت کی طرف توجہ مبذول کرنا چاہتے ہیں۔مکاتب و مساجد کی افادیت کو بہتر بنانے کے لیے متعدد خیالات اور طریقے ہو سکتے ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے ان پر سنجیدگی اور منصوبہ بندی کے ساتھ کام کیا جائے۔

اور یہی حالات کا تقاضہ ہے۔موجودہ دور میں لوگوں کو دینی و اخلاقی تعلیم و تربیت سے دور کرنے کے نت نئے طریقے اور حربے استعمال میں لائے جا رہے۔مذہب بیزار اور الحادی فکر کو مختلف محاذوں پر پروان چڑھایا جا رہا ہے۔ان سب کو جدید تعلیم کے پرکشش لبادے میں پیش کیا جا رہا ہے۔جدید دنیاوی تعلیم روزگار کے مواقع فراہم کرتی ہے اور ان سے استفادہ کے لیے ضروری اہلیت اور قابلیت بھی پیدا کرتی ہے۔اس اعتبار سے اس کی اہمیت مسلم ہے۔مگر اسی کے ساتھ اس نظام تعلیم اور نصاب تعلیم میں مذہب اور اخلاقیات کے مضامین کے شامل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے منفی اثرات بھی نظر آ رہے ہیں۔ان میں بنیادی طور پر الحاد و لادینیت، بدعقیدگی

وبدعملی، مادیت اور دنیاداری، اخلاقی بگاڑ قابل ذکر ہیں۔ اور جس معاشرے میں یہ باتیں پائی جائیں، وہ صحت مند معاشرہ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج سماج میں نت نئے فتنے پیدا ہورہے ہیں۔ اور برائی، بے حیائی اور جرائم میں اضافہ ہورہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جن افراد سے سماج بنتا ہے ان کی فکری، روحانی، عملی اور اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ نہیں دی جاتی۔ اسی لیے موجودہ دور میں دینی و مذہبی اور روحانی و اخلاقی تعلیم و تربیت کی ضرورت دو چند ہوگئی ہے۔

نئ نسل کسی بھی ملک وملت کے لیے مستقبل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر ان کی فکروفہم اور کردار وعمل کی تہذیب وآراستگی کے لیے ان کی صلاحیتوں، قوتوں اور طبیعتوں کو صحیح اور مثبت سمتوں کی رہنمائی فراہم کی جائے تو وہ معاشرہ وسماج کے مفید افراد بنیں گے اور ملک وملت کی خدمت اور نمائندگی کا کام بہتر طور پر انجام دے سکیں گے۔ اسی لیے ہم سب کی مشترکہ اور اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے اپنے علاقے میں مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ اپنی نئ نسل کی دنیا اور آخرت کو بہتر بنانے کی سرگرم کوشش کریں، اسلامی تعلیمات کو عام کریں اور اسلام دشمن طاقتوں اور منصوبوں کو ناکام بنائیں۔

ہم سارے اہل علم وقلم حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہماری درخواست کو قبول فرمایا اور منتخب عناوین پر اپنی تحریر ومقالہ لکھ کر ہمیں عنایت فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالی ان تمام حضرات کے قلمی تعاون کو قبول فرمائے۔ ان کے علم، عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین!

''سالنامہ الحبیب'' کے اس شمارے کی تیاری میں ہم نے حتی الامکان زبان و بیان اور کتابت کو درست رکھنے کا خاص خیال رکھا ہے۔ پھر بھی قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ان کو کوئی کمی یا خامی نظر آئے تو اس کی نشاندہی کریں اور برائے کرم مجلس ادارت کو اطلاع دیں۔ اسی کے ساتھ ہم قارئین سے گزارش کرتے ہیں کہ اس سالنامے کے آئندہ شماروں کو بہتر بنانے کے

لیے ہمیں اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔ان شاءاللہ ،شکریہ کے ساتھ ان تجاویز اور مفید مشوروں کو ہم قبول کریں گے۔

اللہ تبارک وتعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو خلوص وللّٰہیت کے ساتھ علم وعمل اور دعوت وتبلیغ کے میدان میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اسلام وسنیت کی خدمت میں زندگی گزارنے کا جذبۂ صادق عطا فرمائے۔اہل سنت و جماعت کی تعلیمات کی اشاعت کی توفیق مرحمت فرمائے۔اور مسلک اعلی حضرت پر استقامت نصیب فرمائے۔آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

☆☆☆

تعلیم وتربیتِ اطفال

(مسائل اور حل،نقوشِ راہ)

تعلیم وتربیت اطفال: اہمیت، ضرورت اور لائحہ عمل

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد سجاد عالم رضوی مصباحی صاحب
اسسٹنٹ پروفیسر وصدر شعبہ تاریخ پریسیڈینسی یونیورسٹی، کولکاتا

تربیت کا لغوی معنی پالنا، پوسنا، غذا پہونچانا اور نشو ونما دینا ہے۔ یہ لفظ تعلیم کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ اور اس طرح سے بچوں اور بچیوں کی سیرت وشخصیت، ایمان وعمل، اخلاق وسلوک سنوارنا تربیت کہلاتا ہے۔ مذہب اسلام میں تعلیم وتربیت کا مقصد بچوں اور بچیوں کو ان اوصاف کا حامل بنانا ہے جن کی بدولت وہ اپنے خالق ومالک، رب تبارک وتعالیٰ کے نیک بندے اور بندیاں بنیں اور دونوں جہاں میں فلاح وکامیابی کے اہل بنیں۔ تربیت ایک تدریجی عمل ہے۔ عمر کے لحاظ سے افراد کی اعتقادی، عملی، اخلاقی اور نفسیاتی پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ضروری تعلیم دینا اور عملی زندگی میں اس کو نافذ کرنے کے لیے تیار کرنا تربیتی عمل کہلاتا ہے۔ عموما تعلیم کا لفظ انسان کے فکری اور تربیت کا لفظ عملی پہلو سے متعلق ہوگیا ہے۔ تربیت کے بغیر تعلیم بے اثر رہتی ہے۔ تعلیمی مرحلہ میں انسان کو جو سکھایا جاتا ہے، اسے تربیت کے مرحلہ میں بارآور عملی شکل دینا مقصود ہوتا ہے۔ اس طرح سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ تعلیم وتربیت کے مابین ایک گہرا ربط ہے اور یہ دونوں مقصد تعلیم کے حصول کے لیے وسیلہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس وقت پوری دنیا میں اسلام دشمن قومیں اور طاقتیں اس تاک میں ہیں کہ وہ کسی نہ کسی طرح سے مسلمانوں کی نئی نسل کو اپنے قابو میں کریں، انہیں ذہنی غلام بنائیں، انہیں خراب کریں

اور ان کے ذہنوں اور دلوں سے دین اسلام کے نقوش کو مٹادیں۔ اس مقصد کے لیے مختلف وسائل اور ذرائع اور متعدد ثقافتی (کلچرل) اور تعلیمی (ایجوکیشنل) اداروں کا استعمال کر رہے ہیں۔ جدید تعلیم کا نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ جس میں بچوں کی ایمانی، دینی، اور اخلاقی تربیت کا فقدان ہے۔ ہمارے نونہالوں کو جدید کلچر اور جدید تعلیم نے الحاد اور لادینیت کے دوراہے پر لا کھڑا کر دیا ہے۔ اس کے اثرات بہت ہی تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ جو بچے ان کی زد میں آ رہے ہیں ان کی دنیا بھی تباہ ہو رہی ہے اور آخرت بھی۔

موجودہ دور میں سماج میں جو انتشار اور عملی و اخلاقی مسائل پیدا ہو رہے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ تعلیم و تربیت کے مابین فصل پیدا کر دیا گیا ہے۔ تعلیم اور تعلیمی اداروں کا جال پھیلتا جا رہا ہے۔ مگر اسی کے ساتھ المیہ ہے کہ تربیت کے پہلو کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ مادیت کا زور بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ متعدد ادارے اور تنظمیں اس فکر کو پروان چڑھانے اور پھیلانے کی کوشش میں سرگرم عمل ہیں کہ انسان کے لیے بس اس دنیا ہی کی زندگانی ہے۔ اور اس کی ضروریات اس کے جسم اور جسمانی خواہشات تک ہی محدود ہیں۔ اسی لیے جدید تعلیم میں ایسے مضامین کو فروغ دیا جا رہا ہے جو اس فکر سے ہم آہنگ ہوں۔ سائنس وٹکنالوجی کے میدان میں ترقی پر توجہ ہے۔ حالات کے دباؤ میں آ کر لوگ مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کرنے کی تگ و دو میں لگ جاتے ہیں اور طرح طرح کے ہنر سیکھتے ہیں۔ تا کہ وہ اپنی زندگی کے معیار کو بہتر بنا سکیں، روزگار کے مواقع سے فائدہ اٹھا سکیں، زندگی کی دوڑ میں دوسروں سے پیچھے نہ رہ جائیں اور سماج کی نظر میں انہیں معزز مقام حاصل ہو۔ جدید تعلیم کو ہی سماجی عزت اور مقام کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ مگر اس تعلیم میں اخلاقی و عملی تربیت کے پہلو پر اتنی توجہ نہیں ہے۔ اور یہی بات افسوس ناک بلکہ تشویشناک ہے۔ کیونکہ اسلام کی نظر میں زندگی کا روحانی پہلو ہر طرح کی توجہ کا مستحق ہے، اور مادی پہلو کی جو بھی اہمیت ہے وہ محض اس لیے کہ وہ روحانی زندگی کو سدھارنے کا ذریعہ ہے۔

اسلامی نظریہ کے مطابق انسان صرف جسم، یا عقل، یا روح کا نام نہیں، بلکہ ان تینوں کے مجموعہ سے انسان کا وجود قائم ہے۔ تربیت کے لحاظ سے ان کو ایک دوسرے سے الگ کر کے نہیں دیکھا جاسکتا ہے۔ اگر جسم، روح اور عقل میں سے کسی ایک کو دوسرے سے علیحدہ کر دیا جائے تو انسانی وجود کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ان کو ایک ساتھ کام میں لگانے سے ہی انسان اور زندگی دونوں میں توازن و اعتدال پیدا ہوگا اور اس طرح سے ایک ''نیک اور صالح انسان'' وجود میں آئے گا۔ انسانوں نے تعلیم وتربیت کے جو اصول بنائے ہیں ان میں شمولیت اور جامعیت کی کمی ہے۔ تعلیمی وتربیتی اصول اور ان پر مبنی جزئیات جامع اور ہمہ گیر نہیں۔ اسی لیے وہ انسانی وجود اور اس کی ضرورتوں اور حاجتوں کی تکمیل میں ناکام ہیں۔ کیونکہ ان میں اگر انسانی وجود کے ایک پہلو کے کسی ضابطہ میں زور دیا گیا ہے تو دوسرا پہلو نظر انداز ہوگیا ہے۔ وجہ یہ کے ان اصول و ضوابط کے مرتبین نے انسان کے اصل مقام اور اس کی ضرورتوں کی رعایت نہیں کی۔ اسلامی تعلیمات نے تربیت کے جو اصول پیش کیے نہیں ان میں یہ نقص نہیں ہے۔ اس نے انسان کے تینوں اجزا کو تسلیم کیا ہے اور ان میں توازن اور اعتدال قائم کرنے کی دعوت دی ہے۔ جب کہ تعلیم وتربیت کے جدید نظریات میں جسم وعقل کو تسلیم کیا گیا ہے اور روح کو مطلقا نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ نظریات جس فلسفہ پر مبنی ہیں وہ مادیت پسند اور الحادی ہے۔ اس میں دین یا معبود کا کوئی تصور نہیں ہے۔

جدید تعلیم کا مقصد ایک صالح وطن پرست اور مفید شہری تیار کرنا ہے۔ مگر وطن پرستی کے معیار میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ رنگ ونسل، زبان، جغرافیہ، وغیرہ بہت سے ایسے عوامل ہیں جو وطن پرستی میں نمایاں کردار نبھاتے ہیں۔ جب کہ اسلام میں تعلیم وتربیت کا مقصد وطن، نسل، رنگ، جغرافیہ، یا زبان کے دائروں میں محدود نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مقصد ''صالح انسان'' کی تیاری ہے جس کے دل میں ایمان، صلاح وتقوی اور ایثار وقربانی کی قندیل روشن ہو، وہ اپنے

مفاد سے پہلے دوسرے کے مفاد کو اہمیت دے اور انسانیت کو غیر اللہ کی بندشوں سے نکال کر اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں سربسجود کرے۔ جدیدیت کے علم برداروں نے تربیت کی بنیاد مطلق آزادی پر رکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مذہبی یا اخلاقی ضوابط فرد کے لیے رکاوٹ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے ان تمام قیود وضوابط سے فرد کو آزاد رکھنا ضروری ہے۔ لیکن اسلام کی نظر میں اخلاقی ضوابط قید نہیں بلکہ ان کی حیثیت ایک میزان و معیار کی ہے جس سے ہر فرد اپنے اور دوسروں کے حقوق وفرائض کو سمجھ سکتا ہے۔ اہل مغرب کا تصور ہے کہ دین واخلاق کا کام ''ضمیر'' سے لیا جاسکتا ہے۔ لیکن اسلام کی نظر میں ضمیر کی حیثیت محکوم کی ہے، حاکم کی نہیں۔ اسے پورے طور پر اسلامی اخلاق وآداب کا پابند ہونا ضروری ہے۔ دین نے فضائل اور رذائل کا جو معیار مقرر کیا ہے اسی کی روشنی میں ضمیر کے فیصلہ کو دیکھا جائے گا۔

اسلام تربیت کے سلسلے میں انسانی وجود کی مجموعی حیثیت پر نظر رکھتا ہے اور اس کے کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کرتا یعنی اس کے تربیتی اصولوں میں جسم، روح اور عقل ہر چیز کی رعایت کی جاتی ہے اور کسی ایک پہلو پر توجہ دے کر دیگر پہلوؤں سے بے اعتنائی نہیں برتی جاتی۔ اسلام کے نظام تربیت کی ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ زندگی کے ہر مرحلہ میں تربیت اور رہنمائی کی بات کرتا ہے۔ یعنی تربیت کا عمل صرف تعلیمی زندگی تک محدود نہیں، بلکہ انسان زندگی کے جس مرحلہ میں بھی ہو اسے تربیت کی ضرورت ہے۔ اس لیے اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا زریں اصول وضع کیا ہے۔ مسلمانوں کے ہر فرد کو ہر جگہ اور ہر وقت نیکیوں کو پھیلانے اور برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ ہر مسلمان کا فرض منصبی ہے اور اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ تربیت کے لیے عمر کے کسی مرحلہ کی قید نہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے تربیت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کے ظاہر وباطن پر اثر ڈالا جائے اور اس اثر سے اس کا جسم، روح اور عقل ہر چیز متأثر ہو۔

والدین کا کردار: بچوں کی تعلیم وتربیت کے میدان میں والدین اور اساتذہ و معلمین

کا کلیدی کردار ہوتا ہے۔آج ضرورت اس بات کی ہے کہ والدین اپنی ذمہ داریوں کو پہنچانیں اوراپنے بچوں کی گھر پر ہی ایسی تربیت کریں کہ کفروالحاد کی تیز آندھیاں بھی ان کے رخ کو تبدیل نہ کرسکیں۔ان بچوں کی تربیت کا ذمہ اللہ تبارک وتعالی نے والدین پر ڈالی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانوں کے علاوہ تمام مخلوقات کے بچے اپنی تربیت جبلی داعیات کے تحت کرتے ہیں۔انسانی بچے اپنی پیدائش کے بعد سے ہی زندگی کے مختلف مرحلوں میں دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں۔ابتدائی طور پر والدین کی توجہ کی ضرورت کی وجہ سے کوئی بھی معاشرہ والدین کو بچوں اور بچیوں کی تربیت سے بری الذمہ قرار نہیں دے گا۔اسی لیے ضروری ہے کہ وہ ان کی پرورش اور کفالت کے لیے محنت ومشقت کریں۔اسی کے ساتھ ان کی علمی اور اخلاقی تربیت بھی ان کی توجہ کی محتاج ہوتی ہے۔لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بچوں کی پرورش ایک نہایت ہی صبر آزما کام ہے۔اس کے لیے بے پناہ صبر وتحمل، ایثار وقربانی، دل سوزی، نرمی، رحمت ومحبت اور ہمہ وقت شفقت بھری نگرانی درکار ہے۔اللہ تعالی نے والدین کے دل میں زبردست محبت پیدا فرما کر اور اس کی پرورش کا نہایت زور دار داعیہ اور جذبہ دے کر اس مشکل فریضے کو انتہائی خوشگوار، آسان اور دل پسند مشغلہ بنادیا ہے۔ پرورش اور تعلیم وتربیت کے دوران طرح طرح کی تکلیفیں سہہ کر والدین کسی طرح کی اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے بلکہ ان تکلیفوں اور مشقتوں کے بعد جب اپنے نونہالوں پر محبت کی ایک نظر ڈال دیتے ہیں تو دل کی ٹھنڈک اور سکون محسوس کرتے ہیں، فخر ومسرت سے جھوم اٹھتے ہیں اور ایسا سرور واطمینان ملتا ہے کہ پرورش کی صعوبتوں کا احساس بھی باقی نہیں رہتا ہے۔والدین کے دل میں بچے کی بے پناہ محبت اور اس سے غیر معمولی وابستگی کا جذبہ پیدا فرمانا رب العالمین کا احسان عظیم ہے۔دنیا میں نسل انسانی کی بقا اور اس دنیا کو آباد رکھنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ اللہ تعالی یہ جذبہ اور داعیہ ہر انسان کو عطا فرمائے۔تاکہ وہ اپنے فطری جذبے اور داعیہ کے تحت اپنی نسل کی پرورش کرے اور یہ دنیا آباد

رہے۔قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کریمہ پر غور کریں:

’’ الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ۔ ‘‘ (الکھف، ۴۶) (مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی رونق ہیں اور باقی رہنے والی اچھی باتیں تیرے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے زیادہ بہتر اور امید کے کے اعتبار سے زیادہ اچھی ہیں۔) وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔ (الفرقان، ۷۴) (اور وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۔ (التحریم: ۶) (اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر سختی کرنے والے طاقتور فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔)

اس طرح سے ہم دیکھتے ہیں کہ بچے کی تربیت میں بنیادی اور مرکزی کردار والدین کا ہوتا ہے۔ بچوں کے اعلی انسانی اوصاف سے محروم ہوجانے یا برے اور عمومی طور پر ناپسندیدہ عادات واطوار اپنا لینے کی صورت میں وہ کسی طور پر اپنے آپ کو بری الذمہ نہیں ٹھہرا سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بچوں کی تربیت کرنا نہ صرف والدین میں سے کسی ایک کا فرض ہے، بلکہ یہ دونوں کا مشترکہ فریضہ ہے۔ اس بات کی رہنمائی کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’كلكم راع وكلكم مسؤل عن رعيته فالرجل راع فى أهله و هو مسؤل عن

رعیته والمرأة راعیة بیتِ زوجھا۔وھی مسؤلة عن رعیتھا والخادم راع فی مال سیدہ وھومسؤل عن رعیته۔ والولد راع فی مال ابیه وھو مسؤل عن رعیته۔ فکلکم راع وکلکم مسؤل عن رعتیه۔‘‘(ترجمہ: تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور اپنے زیر نگرانی افراد کے بارے میں جواب دہ ہے۔مرد اپنے گھر والوں کا نگراں ہے اور ان کے بارے میں جواب دہ ہے۔عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور وہ اس کے متعلق جواب دہ ہے۔ملازم اپنے مالک کی املاک کا نگراں ہے اور اس کے بارے جواب دہ ہے۔ اور بیٹا اپنے باپ کے مال کا نگراں ہے اور وہ اس کے بارے میں جواب دہ ہے۔تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور ہر ایک اپنی ذمہ داری کے بارے میں جواب دہ ہے۔)(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ؛ باب الجمعۃ فی القری والمدن؛ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ؛ باب فضیلۃ الامیر العادل)

ویسے تو نیک والدین اپنی اولاد کے لیے ہمیشہ مربی و رہنما ہوتے ہیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ اولاد کی شادی سے قبل والدین پر یہ ذمہ داری زیادہ اہم ہوجاتی ہے۔شادی سے قبل کی زندگی دو ادوار پر مشتمل ہوتی ہے۔ پہلا دور تو بچپن کا دوور ہوتا ہے جب کہ دوسرا دور بلوغت و جوانی کا ہوتا ہے۔دوسرے دور کی نسبت پہلا دور یعنی بچپن کا مرحلہ، وہ وقت ہوتا ہے کہ جب والدین اپنی اولاد کی بہترین طریقہ سے کما حقہ تربیت کر سکتے ہیں۔لڑکپن سے ہی اگر بچے کی مثالی اور بہترین تربیت کردی جائے ، اسے تہذیب ، اخلاق ، ادب ، شائستگی کے قالب میں ڈھال دیا جائے تو زندگی کے آخری لحات تک اس کے اچھے، بہتر اور ثمرآور اثرات ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔اگر بچپن میں ہی صحیح تربیت نہ ہوسکی تو باقی ماندہ زندگی تباہی و بربادی میں گزرنے کا اندیشہ ہے۔

سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ’’العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر۔‘‘مفہوم یہ ہے

کہ بچپن کے تعلیم و تربیت کے اثرات ایسے مضبوط اور دیر پا ہوتے ہیں کہ تمام زندگی ختم نہیں ہوتے۔ جیسے پتھر سے نشانات نہیں مٹتے ہیں۔ بچے کے اچھے یا برے اخلاق کی بنیاد پڑنے کا یہی وقت ہے۔اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”مامن مولود یولد علی الفطرۃ۔ فابواہ یھودانہ و ینصرانہ و یمجسانہ کما تنتج البھیمۃ بھیمۃ جمعاء۔ ھل تحسون فیھا۔ من جدعاء۔ثم یقول ابوھریرۃ واقراوا ان شئتم ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾۔ الایۃ۔“

(ترجمہ: ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔اس کے والدین اس کو یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔جس طرح مادہ جانور صحیح سلامت بچہ جنتی ہے۔اس میں کوئی بھی کان کٹا نہیں ہوتا۔ پھر حضرت ابوھریرہ نے کہا کہ آپ چاہیں تو یہ آیت کریمہ تلاوت کریں: ”فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ-الایۃ(صحیح مسلم، کتاب القدر؛ بات معی کل مولود یولد علی الفطرۃ۔)

اولاد کی نیک تربیت جہاں ہمارے لیے دنیا میں نیک نامی اور عزت و رفعت کا باعث اور سکون وراحت کا ذریعہ بنے گی وہیں مرنے کے بعد ہمارے لیے صدقہ جاریہ بن جائے گی۔اور اس کا نفع اجر وثواب کی صورت میں ہمیشہ پہنچتا رہے گا اور آخرت میں درجات میں بلندی اور نجات کا باعث بنے گا۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”اذامات الانسان انقطع عملہ الامن ثلاثۃ ۔صدقۃ جاریۃ ، او علم ینتفع بہ، او ولد صالح یدعو لہ۔“(ترجمہ: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے سارے دنیاوی اعمال کا سلسلہ کٹ جاتا ہے۔مگر تین (اعمال) کا سلسلہ باقی رہتا ہے۔صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے (لوگوں کو) فائدہ حاصل ہو، ایسی نیک اولاد جو اس کے لیے

دعا کرے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ؛ باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ۔) ایک دوسری حدیث میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی نے فرمایا: ''ان العبد لترفع له درجة فيقول اى ربِّ اَنیٰ لی هذا۔ فيقال باستغفار ولدِک لک۔'' (اللہ تبارک وتعالی کے ہاں جب انسان کے درجات بڑھائے جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے، اے میرے رب! میرے درجات میں بلندی کا کیا سبب ہے؟ تو جواب ملتا ہے: تیری اولاد جو تیرے مرنے کے بعد تیرے لیے استغفار کرتی ہے۔) (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب؛ باب برالوالدین۔)

اولاد سے یہ سعادت حاصل کرنے کے لیے ہمیں بھی کچھ ذمہ داریاں ادا کرنا ہوں گی کہ ہم ان کی تربیت اسلامی اصولوں اور تعلیمات کی روشنی میں کریں۔ ایمان وعقیدہ کی دولت ان کے دلوں میں جاگزیں کریں۔ ہم اپنی نسلوں کو دین حنیف سے روشناس کرائیں۔ پھر ان کو دینی ماحول میں رہنے پر آمادہ کریں۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام ہمارے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ جس میں ہمارے لیے زندگی گزارنے کے تمام طریقے موجود ہیں۔ یہ تو ہماری ذمہ داری ہے کہ اسلامی تعلیمات کو ہر معاملہ میں مشعل راہ بنائیں اور اپنی اولاد کو بھی انہیں اصولوں پر کاربند رکھنے کی کوشش کریں۔ یہ جو اولاد ہمارے لیے اور خود اپنے لیے آخرت میں کامیابی کا باعث بنتی ہے۔ اس کی تربیت کی فکر کر کے ان کو آگ سے بچانے کی ہر ممکن تدبیر کرنی چاہئے۔ اسی بات کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا ہے: ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچالو۔'' اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اپنے اہل وعیال کو علم وادب سکھاؤ۔ اسی طرح سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں: ''اعملوابطاعة الله واتقوامعاصی الله وأمروا أهليكم بالذكر ينجيكم الله من النار۔'' (اپنے اعمال میں اللہ تبارک وتعالی کی اطاعت اختیار کرو، اور اللہ تبارک و

تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور اپنے اہل وعیال کو ذکر کا حکم دو، تو اللہ تبارک وتعالیٰ تم کو آگ سے نجات دے گا۔) (تفسیر ابن کثیر، ۳۹۱/۴) اس لیے والدین کا فریضہ ہے وہ اپنے سامانِ آخرت یعنی اولاد کی تربیت دینی ماحول میں کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل کو آخرت میں نجات کا ذریعہ بنا دے۔

اساتذہ اور معلمین کا کردار: تعلیم وتربیت کارِ نبوت ہے۔اور اساتذہ اور معلمین انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ التسلیم کے وارثین ہیں۔مندرجہ ذیل آیات کریمہ کو پڑھیں اور ان پر غور وفکر کریں: لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۔ (آل عمران، 146) ترجمہ: ”بے شک اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا جب ان میں ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہی میں سے ہے۔ وہ ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔اگرچہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔“

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۔ (البقرہ: 151) ترجمہ: ”جیسا کہ ہم نے تمہارے درمیان تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جو تمہیں معلوم نہیں تھا۔“

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ

الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ۔ (آل عمران: 110) ترجمہ: ’’(اے مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لیے ظاہر کی گئی، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب (بھی) ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر تھا، ان میں کچھ مسلمان ہیں اور ان کی اکثریت نافرمان ہیں۔‘‘

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (التوبہ:122) ترجمہ: ’’مسلمانوں سے یہ تو نہیں ہوسکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔‘‘ اس طرح سے معلمین کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت وہ اس نہج پر کریں کہ وہ امت مسلمہ کے بہترین افراد اور ’’عبد صالح‘‘ کے اوصاف سے خود کو آراستہ کرسکیں۔ معلم کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود علم کے ساتھ عمل میں بھی کامل ہو۔ بچے شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنے استاد سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے لیے قابل تقلید نمونہ ہے۔ ان کی پوری زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب تھی۔ ظاہر و باطن یکساں تھا۔ زبان سے جو کچھ فرمایا اس پر عمل کر کے دکھایا۔ اسی لیے ضروری ہے کہ معلمین ایمان وعمل، خوف آخرت، نیکی اور پرہیزگاری، عفو و درگزر، تحمل و بردباری، خوش اخلاقی وملنساری، خندہ پیشانی اور دوسرے کی دلداری، تواضع وانکساری، طہارت ونظافت، نظم وضبط، قناعت وتوکل، احساس ذمہ داری جیسے اوصاف کے حامل بنیں اور بچوں کے سامنے ایک قابل تقلید نمونہ پیش کریں۔

حضور حجۃ الاسلام کا پیش کردہ لائحۂ عمل: شہزادۂ اعلی حضرت حجۃ

الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے آج سے تقریباً اٹھانوے سال پہلے ۱۹۲۵ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس، مرادآباد میں جو خطبۂ صدارت پیش کیا تھا اس میں انہوں نے مسلمانوں کی صلاح وفلاح کے موضوع پر جن چار عناوین پر گفتگو کی تھی اوران کو کامیابی کی کنجی قرار دیا تھا، وہ حسب ذیل ہیں: ۱۔تبلیغ، ۲۔مذہبی تعلیم، ۳۔حفظ امن اور حصول اتحاد، ۴۔ اصلاح معاشرہ۔آپ نے مدارس ومکاتب اوران کے نظام کے سلسلے میں جو لائحہ عمل پیش فرمایا تھا، اس کے چند اقتباسات ذیل میں پیش ہیں:

''یہی ممبران دیہات میں مسلمانوں کی تعلیم کا انتظام کریں۔ جہاں قریب قریب چھوٹے چھوٹے کئی گاؤں ہوں، وہاں دو یا چار گاؤں کے لیے کسی ایک گاؤں میں مدرسہ قائم کردیا جائے ۔جس میں قریب کے دیہات کے لڑکے بآسانی پہنچ سکیں اور بڑے گاؤں میں جداگانہ مدرسہ کھولا جائے ۔ان مدارس میں بچوں کی تعلیم کے لیے وقت معین ہو۔اورایک وقت جوانوں اور بوڑھوں کو دینیات کی تعلیم دینے کے لیے رکھا جائے۔ اور یہ تعلیم تقریر کے ذریعہ سے ہوتا کہ ناخواندہ لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔ مدرسہ قائم کرتے وقت سب سے پہلے گاؤں کا ایسا شخص تلاش کرنا چاہیے جو تعلیم دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اگر وہ بوجہ اللہ اس خدمت کو قبول کرے، بہت بہتر، ورنہ کوئی قلیل معاوضہ اس کے لیے مقرر کردیا جائے اور جہاں دیہات میں پڑھے ہوئے لوگ نہ ملیں، وہاں لامحالہ باہر سے انتظام کرنا پڑے گا۔

ابتدا میں بچوں کو اسلامی قاعدہ (مصنفہ مولانا مولوی امجد علی صاحب اعظمی) یا اور کوئی قاعدہ جو انجمن اہل سنت یا مدرسۃ التبلیغ نے منظور کیا ہو شروع کرایا جائے۔قرآن پاک کی تعلیم لازمی ہے۔اس کے ساتھ دینیات کے لیے بہار شریعت پڑھائی جائے۔ جب اردو کی کچھ استعداد ہو جائے تو تاریخ حبیبِ الٰہ پڑھائی جائے۔ اس کے ساتھ ہی قدر ضرورت حساب بھی سکھایا جائے۔ لکھنے پر خاص توجہ مبذول رہے۔

لڑکیوں کا تعلیم کا انتظام بھی نہایت ضروری ہے۔ اس میں دینیات کے علاوہ سوزن کاری اور معمولی خانہ داری کی تعلیم تا بحد امکان لازمی ہے۔ پردہ کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

بوڑھے جوان کاشتکار، مزدور، محنتی۔۔۔۔۔ جو پڑھنے کا وقت نہیں پاتے انہیں روزانہ ایک وقت مقرر کرکے بہار شریعت کے مسئلے سمجھا کر سنائے جائیں اور کوشش کی جائے کہ اس پر عمل بھی کریں۔

اس طرح قصبات میں محلہ مدرسے کھولے جائیں۔۔۔۔ ایک مدرسہ ان چھوٹے مدرسوں سے زیادہ نصاب کا بھی کھول دیا جائے جن میں مدرسوں کے طلبہ اپنی تعلیم پوری کرنے کے بعد [مزید تعلیم] حاصل کرنے کے لیے داخل ہوں۔ علاوہ بریں انگریزی مدارس کے طلبہ کے لیے مدرسۃ اللیل (رات کا مدرسہ) کھولا جائے۔ جس میں ایک گھنٹہ انہیں دینیات کی تعلیم دی جائے۔

ضلع کا مدرسہ اس سے اور زیادہ بڑا ہونا چاہئے اور وہاں ایک عالم کم از کم رہنا ضروری ہے۔ اگر بالفعل ممکن نہ ہوسکے تو معمولی مدرسہ کھول کر بتدریج ترقی کی جائے۔ اگر کسی ضلع میں مسلمانوں کی تعداد کم ہو اور وہاں کے تمام مصارف برداشت نہ کرسکیں۔ تو صدر دفتر صوبہ سے استدعا کی جائے کہ وہاں کی تعلیم کی اعانت کرے۔

ملک میں دو یا چار ایسے کامل النصاب مدرسہ ہونے ضروری ہیں جو جملہ علوم وفنون کی تکمیل کا عمدہ ذریعہ ہوں۔ بلکہ ہر صوبہ میں کم از کم ایک ایسا مدرسہ ہونا ضروری ہے۔ ان مدارس کو مدرسۂ عالیہ کہنا چاہئے۔ باقی تمام مدرسے ان کے ماتحت ہوں۔۔۔۔۔ اور حسب ضرورت ان مدارس کو ان سے مدد بھی ملے۔ یہ جملہ مدارس ایک جمعیۃ عالیہ کے ماتحت ہوں۔ اور اس کو ان پر عام اختیارات حاصل ہوں۔ نصاب جمعیۃ عالیہ کا منظور کیا ہوا پڑھایا جائے۔

جمعیۃ عالیہ کے ماتحت ایک محکمہ تصنیف ہونا چاہئے جس میں ملک کے منتخب افاضل شامل ہوں۔

اور وقتی ضروریات کے علاوہ جو دفعۃً پیش آئیں۔ باقی ہر تصنیف جمعیۃ عالیہ کی پسندیدگی اور منظوری کے بعد قابل رواج سمجھی جائے۔ یہ بہت فتنوں اور اختلافوں کا سد باب ہے۔'' (تفصیل کے لیے دیکھیں، خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، ۱۹۲۵ تا ۱۹۴۷، مرتب محمد جلال الدین قادری، مکتبہ رضویہ گجرات، ص:۱۳۹۔۱۹۱)

ان کلمات میں حضرت حجۃ الاسلام نے تعلیم و تربیت کے لیے جو لائحۂ عمل پیش کیا تھا اور جن امور کی طرف توجہ دلائی تھی وہ آج بھی اپنی معنویت رکھتے ہیں بلکہ آج ان کی اہمیت اور ضرورت مزید بڑھ گئی ہے۔ وہ مسلمانوں کا ایک مضبوط نظام تعلیم چاہتے تھے۔ بچوں، بڑوں اور اپنے روزگار میں مصروف لوگوں کے لیے علیحدہ علیحدہ طرزِ تعلیم کے قائل تھے۔ اسی کے ساتھ انہوں نے مسلم لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ ''ان کا پیش کردہ نظام قصبہ کے مدارس کو ضلع کے بڑے مدرسہ، اور ضلع کے مدارس کو صوبہ کے مدرسہ عالیہ کے ماتحت منظم کرتا ہے۔ پھر یہ صوبائی مدارس عالیہ خود جمعیت کے زیر نگرانی ہوتے ہیں۔ اس طرح مدارس اور تعلیم کا ایک مربوط اور منظم نیٹ ورک وہ تشکیل دینا چاہتے تھے۔ ان کے پیش نظر مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا ایک وسیع اور ہمہ جہت منصوبہ تھا۔'' (آل انڈیا سنی کانفرنس کے تاسیسی اجلاس میں مولانا حامد رضا خان کا خطبہ: ایک جائزہ، وقار حسین اور ڈاکٹر نصیر الدین، ششماہی تحقیق مجلہ، القمر، جلد ۳، شمارہ ۱، جنوری۔ جون ۲۰۲۲)

مندرجہ بالا نکات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ علمائے اہل سنت و جماعت نے ہر دور میں اطفال و اولاد کی تعلیم و تربیت کی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں اور اس کے ساتھ عملی اقدامات بھی اٹھائے ہیں۔ موجودہ دور میں قوم و ملت کے ذمہ دار حضرات مندرجہ بالا تجاویز پر غور و فکر کریں، آگے بڑھیں، قیادت فرمائیں اور ملت اسلامیہ کے نونہالوں کی دینی و اخلاقی تعلیم و تربیت کے لیے سرگرم کوشش کریں۔ نئی نسل کو مادیت، لادینیت اور اعتقادی، عملی اور اخلاقی بحران سے بچانے کی کوشش کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو ایمان، عمل اور حسن اخلاق کی توفیق عطا فرمائے آمین!

مکاتب کا قیام اور ان کے تحفظ وترقی کے اصول:

از: حضرت مولانا طفیل احمد مصباحی صاحب
بھاگلپور، بہار

مدارس ومکاتب کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے کسی زندہ دل اور حقیقت آشنا شاعر نے کیا ہی پیاری بات کہی ہے:

یہ ''مدرسہ'' ہے ترا میکدہ نہیں ساقی
یہاں کی خاک سے انساں بنائے جاتے ہیں

یہاں شعر میں صرف ''مدارس'' ہی مراد نہیں، بلکہ اس میں ''مکاتب'' بھی شامل ہیں۔

مدارس دراصل دینی تعلیم وتربیت کا دوسرا پڑاؤ ہیں، ابتدائی اور اساسی پڑاؤ یہی مکاتب ہیں، جہاں سے مدارس کو طلبہ کی فوج مہیا کرائی جاتی ہے۔ اگر یہ مکاتب نہ ہوں تو مدارس کا وجود ختم ہو جائے۔ کیوں کہ ان کو کمک اور رسد ملنا بند ہو جائے گا۔ مکاتب کے فارغ التحصیل طلبہ، مدارس میں مبتدی طلبہ کے روپ میں داخل ہوتے ہیں۔ مسجدِ نبوی کے بابرکت چبوترے سے دینی تعلیم وتربیت کا جو چشمۂ شیریں جاری ہوا تھا، موجودہ مدارس ومکاتب اسی کی بل کھاتی لہریں ہیں، جن سے تشنگانِ علومِ نبویہ زمانۂ خیر القرون سے آج تک مسلسل سیراب ہو رہے ہیں اور اپنی علمی تشنگی بجھا رہے ہیں۔ فیضانِ نظر اور مکتب کی کرامت سے ہی بچوں میں آدابِ فرزندی اور آدابِ دین داری پیدا ہوتے ہیں۔ مکاتب ومدارس، اسلام کے مضبوط اور مستحکم قلعے ہیں۔

دینِ اسلام کو آکسیجن اور بھرپور توانائیاں انہیں مدارس و مکاتب سے ملتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج اسلام مخالف طاقتیں سب سے پہلے انہیں کو ختم کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ کیوں کہ وہ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ جب تک یہ مدارس و مکاتب موجود رہیں گے، نہ اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹایا جا سکتا ہے اور نہ اس کی بنیاد کمزور کی جا سکتی ہے۔ مفکرِ اسلام حضرت علامہ قمر الزماں خاں اعظمی کے بقول: یہ ایک حقیقت ہے کہ جن ملکوں میں مدارس کو ختم کر دیا گیا، وہاں اسلام مٹ گیا۔ امام بخاری اور بہت سے ائمۂ حدیث وفقہ کی سرزمینوں میں صحیح سے کلمہ پڑھنے والے نایاب ہیں۔ وسط ایشیا کی وہ تمام ریاستیں جو اشتراکیت کی زد میں آئیں، وہاں مدارس کو مٹا کر اسلام کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ کچھ اور ملکوں میں اسی طرح کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس صورت میں علمائے کرام کو تمام مساجد کو جز وقتی درسگاہوں میں تبدیل کرنا ہوگا۔ مساجد کے تمام ائمہ اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں اور کوشش کریں کہ متعلقہ آبادی یا محلے کا کوئی بچہ دینی تعلیم سے محروم نہ رہنے پائے اور سنِ بلوغ تک پہنچنے سے قبل دینی تعلیم سے اس قدر آگاہ ہو جائے کہ وہ در پیش چیلنجوں کا مقابلہ کر سکے۔ علما و ائمۂ مساجد کے لیے تدریس کے ساتھ تبلیغِ دین اب لازم وضروری ہے۔ مکاتب کے قیام کا مقصد مسلمان بچوں کو ابتدائی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنا، ان کو قرآن پڑھانا اور دین اسلام کی بنیادی باتوں سے ان معصوم بچوں کو آگاہ کرنا ہے۔ بچوں کے ذہن و دماغ چوں کہ سفید بورڈ کی مانند ہوتے ہیں، ابتدائی مرحلے میں ان کے ذہن و دماغ کی سادہ تختیوں پر آپ جو رنگ چاہیں چڑھا سکتے ہیں، اس لیے اس ننھی سی عمر میں ان کو دی گئی اسلامی تعلیم و تربیت بڑی اہمیت کی حامل ہوا کرتی ہے۔

یہ جو کہاوت ہے: "التعليم في الصغر كالنقش في الحجر". محض کہاوت ہی نہیں، بلکہ یہ اپنے اندر بڑی معنویت اور زمینی صداقت رکھتی ہے۔ مکتب کی تعلیم کا آغاز الف، با، تا اور یسر القرآن، عمّ پارہ، الٓمّٓ اور قرآن پاک سے ہوتا ہے۔

حدیثِ پاک: "خیرکم من تعلّم القرآن و علّمه" کے مطابق قرآن شریف پڑھنا اور پڑھانا کارِثواب اور شرف و اعزاز کی بات ہے۔ قرآنی تعلیم و تعلم کا سلسلہ زمانۂ رسالت سے جاری وساری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک یہ مبارک سلسلہ جاری رہے گا۔ قرآن مقدس کی صراحت کے مطابق حضور معلمِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ طیبہ کا مقصد لوگوں کو قرآنی آیات پڑھ کر سنانا، ان کا تزکیہ کرنا اور انسانوں کو تعلیمِ کتاب وحکمت کے زیور سے آراستہ کرنا تھا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت کریمہ اس پر دال ہے: ﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ (سورۃ الجمعۃ، آیت:۲)

وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کُھلی گمراہی میں تھے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیغمبرانہ مشن کی تکمیل کے لیے تا دمِ حیات ان خطوط (تعلیمِ کتاب وحکمت و تزکیۂ نفس) پر عمل پیرا رہے اور اپنے جانثار صحابہ کے اندر تعلیمِ کتاب وحکمت کی روح پھونکتے رہے، جس کے نتیجے میں ایک ایسا صاف وشفاف اور مہذب معاشرہ وجود میں آیا کہ دنیا جس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام فرمایا، جس کی تفصیل سیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔ زمانۂ خیر القرون میں مکاتب کی تعلیم کا منظم اور شاندار اہتمام ہوتا تھا۔ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں بچوں کی معقول تعلیم وتربیت کے لیے مکاتب قائم کیے اور معلمین کے لیے بقدرِ کفایت بیت المال سے وظیفے مقرر کیے۔ خلفائے راشدین کے علاوہ دیگر مسلم امرا وخلفا کا بھی یہی طریقۂ کار رہا۔ بہت سارے علما وفقہا اور نامور محدثین نے اپنی ابتدائی تعلیم

انھیں مکاتب میں حاصل کی تھی۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ اپنی مکتبی تعلیم کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’میں اپنی ماں کی گود میں یتیم تھا، میری ماں نے مجھے ایک مکتب کے حوالے کر دیا۔ جب میں نے قرآن ختم کیا تو میں مسجد میں جا کر علمائے کرام کی علمی مجالس میں بیٹھنے لگا‘‘ مکتب کی تعلیم کی اسی اہمیت وافادیت کے پیشِ نظر ہمارے اسلاف واکابر نے مسلم علاقوں میں جگہ جگہ مکاتب ومدارس قائم کیے، تاکہ دینی تعلیم وتربیت کا سنہرا نبوی دور قائم ودائم رہے۔ جس طرح دعوت وتبلیغ کے مختلف ذرائع ہیں، اسی طرح تعلیم وتعلّم کے بھی مختلف ذرائع ہیں۔ برِصغیر پاک وہند سمیت تقریباً تمام مسلم ممالک میں دینی تعلیم کے فروغ واستحکام اور اسے عام کرنے کے جو ذرائع مروج ومقبول ہیں ، ان میں ایک اہم ترین ذریعہ ’’مکاتب‘‘ یا ’’مکاتبِ اسلامیہ‘‘ بھی ہے۔ تعلیم وتربیت کے لیے مکاتب کے علاوہ گاؤں دیہات اور شہر وقصبات میں سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیویٹ پرائمری اسکولوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ مسلمان بچے اور بچیاں ان اسکولوں اور اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ویسے تو مکاتب کے ساتھ عظیم پیمانے پر مسلم اسکولوں کا قیام بھی وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ لیکن اس مضمون میں میری گفتگو کا موضوع ومحور ’’مکاتب‘‘ ہیں۔ ہمارے ملک کے آئین نے ہمیں یہ بنیادی دستوری حق دیا ہے کہ ہم ملکی قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کر کے اپنے بچوں کی بہتر تعلیم وتربیت کا انتظام کریں۔

قیامِ مکاتب اور ان کے تحفظ و ترقی کے اصول: الحاد وارتداد اور ضلالت وگمرہی کی جو وبا آج چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے، اس سے بچنے کا واحد طریقہ ’’مکاتب کا قیام واستحکام‘‘ ہے۔ مکاتب کی ضرورت ہر دور میں رہی ہے اور رہے گی، لیکن آج جو افسوس ناک صورتِ حال پائی جا رہی ہے، اس سے مکاتب کی ضرورت واہمیت پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ مکاتب کے ذریعہ ہی ہم آنے والی نسلوں کے دین وایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ قومی و

ملی احوال پر گہری نظر رکھنے والے بعض علمائے کرام نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اس دور میں مدارس فرض کفایہ اور مکاتب فرض عین ہیں، جو بہت حد تک درست اور سچی بات ہے۔ مکاتب ،کشتِ دین وایمان کے لیے ہریالی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ قصرِ اسلامی کی بنیاد ہیں اور اسلامی سماج کے لیے ریڑھ کی ہڈی کے مانند ہیں۔ ان کو کسی بھی حال میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ایک صالح اور صاف وشاف معاشرے کی تشکیل میں مکاتب اہم رول ادا کرتے ہیں۔ غیر مسلم طبقہ اور بالخصوص عیسائی مشنریز تعلیم کے نام پر اپنے باطل عقائد ونظریات کی تبلیغ وترسیل کے لیے جی توڑ کوششیں کر رہی ہیں اور مسلم بچوں کو گمراہ کر رہی ہیں اور ایک ہم ہیں کہ روایتی انداز کے ’’مکاتب ومدارس‘‘ پر اکتفا کیے بیٹھے ہیں۔ دینی غیرت اور ملی ضرورت ہمیں آواز دے رہی ہے کہ ہم تعلیم کے میدان میں آگے بڑھیں۔ جگہ جگہ مکاتب کے جال بچھائیں۔ عصری تقاضوں سے ہم آہنگ تعلیمی ادارے قائم کریں۔ اسکول اور کالج کی بنیاد رکھیں۔ کیوں کہ یہ دور تعلیم کا دور ہے۔ علم واکتشاف کا دور ہے۔ آج انہیں اقوام کے ہاتھوں میں عالمی قیادت وسربراہی کا پرچم ہے، جن کے پاس علم کی دولت اور تعلیم کا سرمایہ ہے۔ لہٰذا قوم کے اربابِ حل وعقد، مساجد ومدارس کے اراکین وممبران، علمائے کرام، مفتیانِ عظام، وارثینِ انبیا، حفاظ اور ائمہ حضرات کو چاہیے کہ مسلم علاقوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں مکاتب کا قیام عمل میں لانے کی کوشش کریں اور جہاں پہلے سے مکاتب موجود ہیں، ان کے نظامِ تعلیم وتربیت کو درست کر کے ان کو مضبوط ومستحکم بنائیں۔ کیوں کہ یہ مکاتب ہماری بنیاد ہیں۔ بنیاد کے کمزور ہوتے ہوئے بلند وبالا اور عالی شان مضبوط عمارت کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔

قیامِ مکاتب اور ان کے تحفظ وترقی کے لیے اگر خلوص وللّٰہیت کے ساتھ مندرجہ ذیل اصول اور طریقۂ کار اپنائے جائیں تو ان کے خاطر خواہ نتائج وثمرات مرتب ہوسکتے ہیں:

(۱) اس بات کا ماقبل میں تذکرہ کیا جا چکا ہے کہ مسلم علاقوں میں مکاتب پہلے سے موجود

ہیں، لیکن ان کی حیثیت محض رسمی ہے اور ان میں روایتی طریقے پر تعلیم دی جا رہی ہے۔ اس طریقۂ کار کو بدلنا بہت ضروری ہے۔ قیامِ مکاتب یا ان کے تحفظ و استحکام کے لیے ہمیں سب سے پہلے مسلمانوں اور مسلم بچوں کے والدین کو علم کی اہمیت، اس کے فوائد و ثمرات اور جہالت کے دینی و دنیوی نقصانات بتانے کی ضرورت ہے۔ علمائے کرام اور ائمہ حضرات کو خصوصیت کے ساتھ اس سلسلے میں آگے آنا ہوگا۔ جلسوں میں مقررین حضرات سے علم کی اہمیت پر تقاریر کرائی جائیں۔ جمعہ کے خطاب میں علم کے حوالے سے خصوصی گفتگو کی جائے۔ مسلم محلے میں ہفتہ واری تعلیمی و تربیتی پروگرام منعقد کیا جائے اور اس میں عوام و خواص اور بالخصوص خواتین کو پردے کے ساتھ شرکت کی دعوت دی جائے اور علم کے فوائد و ثمرات پر مفصل و مدلل گفتگو کی جائے۔

(۲) علم کی اہمیت و ضرورت سے روشناس کرانے کے بعد اب عوام کو مکاتب کے قیام کی ضرورت و افادیت سمجھائی جائے۔ ان کو بتایا جائے کہ مکاتب آپ کی اولاد کی ترقی کا پہلا زینہ ہے، اسی کے سہارے وہ آگے بڑھے گی اور اعلیٰ تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوگی۔ اس تناظر میں عیسائی مشنریز کی تعلیمی سرگرمیوں سے بھی امتِ مسلمہ کو آگاہ کریں کہ وہ کس طرح تعلیم کے نام پر مسلم بچوں کو الحاد اور لادینی کی طرف لے جا رہی ہیں اور ان نونہالوں کو گمراہ کر رہی ہیں۔

(۳) ہر مسلم محلے میں چند اہلِ خیر اور دین دار حضرات آپ کو ضرور مل جائیں گے۔ مکاتب کے قیام و استحکام میں ان کو ضرور اپنے اعتماد میں لیں اور ان کے ساتھ مل کر مکاتب کے قیام و استحکام کے راستے ہموار کریں۔ اسی طرح نوجوانوں کا اعتماد و تعاون بھی ضروری ہے۔

(۴) بچوں کے والدین اور ان کے سرپرستوں سے خصوصی ملاقات کی جائے اور ان سے بچوں کو مکاتب میں بھیجنے کی گزارش کی جائے۔ اگر ایک بار میں وہ اس طرف مائل نہ ہوں تو بار بار ان سے گزارش کی جائے، کبھی تو کوشش بارآور ہوگی۔ دعوت و تبلیغ کی طرح مسلمانوں کے گھر گھر دستک دی جائے اور ہر گھر سے ایک دو بچہ تعلیمِ مکاتب کے لیے حاصل کیا جائے۔ ان شاء اللہ!

اس کے بہتر اور خاطر خواہ نتائج سامنے آئیں گے اور قطرہ سے سمندر بننے میں دیر نہیں لگے گی۔

(۵) بچوں کے ذہن ودماغ اور افتادِ طبع کو سامنے رکھتے ہوئے مکاتب کا از سرِ نو نصابِ تعلیم مرتب کیا جائے۔ جیسے تیسے صرف قرآن شریف اور اردو کی پہلی دوسری کتاب پڑھا دینے سے قیامِ مکاتب کا مقصد پورا نہ ہوگا۔ اس سلسلے میں جید علمائے کرام اور کچھ مسلم ماہرینِ تعلیم کی خدمات حاصل کی جائیں اور ان سے مفید مشورے لیے جائیں۔

(۶) مساجد کے برآمدے یا چبوترے میں بچوں کی تعلیم کا سلسلہ برسوں سے جاری ہے۔ قیام مکاتب کے لیے مساجد کے بجائے کسی مناسب جگہ کا انتظام کیا جائے۔ کیوں کہ بالعموم دیکھا یہ جاتا ہے کہ نابالغ اور بے شعور بچے مساجد کے تقدس کا خیال نہیں کر پاتے اور مساجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

(۷) مکاتب کے لیے یونیفارم ڈریس بھی ہونا چاہیے۔ تاکہ بچوں اور ان کے والدین کو اسکول کی طرح مکاتب کی اہمیت کا بھی احساس ہوسکے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ جب بچوں کو اسکول بھیجا جائے تو پوری طرح تیار کر کے یونیفارم ڈریس میں بھیجا جائے اور مکاتب میں بھیجا جائے تو یوں ہی سول ڈریس اور معمولی لباس میں۔

(۸) بالعموم مکاتب کی تعلیم مفت دی جاتی ہے اور بچے ہفتے میں ایک دن جمعرات کو پانچ دس روپے استاد کو ادا کر کے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ اس طرزِ عمل سے مکاتب کی اہمیت ووقعت کم ہو گئی ہے۔ جب کوئی چیز فری اور مفت میں ملتی ہے تو اس کی اہمیت کا احساس نہیں ہوتا۔ مکاتب کے معلم کو چاہیے کہ وہ کم از کم فی طالب علم ایک سو روپے ماہانہ ضرور وصول کرے۔ جب بچے پیسے دے کر تعلیم حاصل کریں گے تو ان کو اور ان کے والدین کو مکاتب کی اہمیت کا اندازہ ہوگا۔

(۹) ہماری نئی نسل اور ہمارے چھوٹے معصوم بچے ہی ہماری آن بان شان اور مستقبل کے معمار ہوتے ہیں، اس لیے ان کی ذہنی واخلاقی تربیت خالص اسلامی نہج اور دینی خطوط پر ہونا

نہایت ضروری ہے۔ان کو ایسی دینی فضا مہیا کرانا ضروری ہے، جس میں خالص اسلامی تہذیب کی چھاپ ہو اور وہ اجنبی ثقافت کے تمام ایمان سوز اثرات سے پاک ہو اور یہ کام ابتدائی مرحلے میں ''مکاتب کے قیام واستحکام'' سے ہی ممکن ہے۔مسلم اسکول یا کالج کھولنے کا مرحلہ بعد میں آتا ہے۔مکاتب کا قیام اور منظم طریقے سے ان کا استحکام بقائے اسلام کا ضامن اور تحفظِ ایمان کا باعث ہے۔مکاتب میں ان بچوں کے قلوب واذہان پر دین و مذہب اور اسلامی تعلیمات کے نقوش اتنے گہرے انداز میں مرتسم کر دیے جائیں اور ان کو ''صبغة الله و صبغة الاسلام'' کے رنگ میں اس طرح رنگ دیا جائے کہ آگے چل کر ان کے دلوں پر الحاد اور بے دینی کا کوئی رنگ چڑھنے ہی نہ پائے۔

(۹)صحت منداور مثبت ماحول طلبہ کی کردار سازی میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔والدین اپنے بچوں کو گھر میں کیسا ماحول مہیا کراتے ہیں اور اساتذہ اسکول میں کس قسم کی فضا قائم کرتے ہیں، یہ چیز تربیت پر خصوصیت کے ساتھ اثر انداز ہوتی ہے۔آج ہمارے تعلیمی ادارے ماحول سازی اور تربیت کے معاملے میں مجرمانہ غفلت کے شکار ہیں۔ بچوں کے پاس ذہانت اور ٹائیلینٹ کی کمی نہیں،لیکن ان کو مثبت اور خوش گوار ماحول نہ ملنے اور مناسب تربیت نہ ہونے کی وجہ سے ان کی فطری صلاحیتیں ٹھٹھر کر رہ جاتی ہیں۔موجودہ تعلیمی نظام نے طلبہ وطالبات کے اندر چھپے انسان کو مار دیا ہے اور اسے کمرشیل بنا دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کا ذہن ودماغ آج خالص تاجرانہ بن چکا ہے۔تعلیم وتربیت سے زیادہ ان کو اپنے ''اچھے کیریئر'' کی فکر ستاتی ہے۔ وہ بڑے ہو کر ہر رشتے کو نفع اور نقصان کی ترازو میں تولنے کے عادی بن جاتے ہیں۔ جب ہمارے بڑوں نے ہی اخلاقی قدروں کو پامال کر دیا ہے تو پھر ان بچوں سے شکوہ وگلہ کیسا؟

مکاتب کے قیام اور اس کے طریقۂ کار پر روشنی ڈالنے کے بعد اب ہم ان کے تحفظ و استحکام کے حوالے سے کچھ مفید باتیں اپنے مسلمان بھائیوں سے اور مکاتب کے معلموں سے کہنا

چاہتے ہیں:

مسلم معاشرے میں مکاتب اور پرائمری سطح کے مدارس کی کمی نہیں۔ کوئی مسلم گاؤں، محلہ، بستی اور قریہ ایسا نہیں جہاں مکتب یا پرائمری مدرسہ نہ ہو۔ ہمارے یہاں بالعموم مکاتب کو مساجد سے منسلک کر دیا گیا ہے، جن میں مسلم بچوں کو صرف روایتی انداز میں تعلیم دی جا رہی ہے اور وہ تعلیم بھی محض ناظرۂ قرآن اور اردو خوانی تک محدود ہے، جس کے خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آ رہے ہیں۔ آج ہماری قوم اتنی چالاک اور ہوشیار ہوگئی ہے کہ وہ مسجد کے امام کو تقرری کے وقت ہی صاف صاف کہہ دیتی ہے کہ امامت کے ساتھ بعد نمازِ فجر ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ بچوں کو پڑھانا ہوگا۔ بعض علاقوں میں تو امام یا مؤذن کو زبردستی دو وقت (بعد فجر اور بعد مغرب) بچوں کی تعلیم پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ہماری قوم کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ زبردستی دی جانے والی اور دلائی جانے والی تعلیم کبھی مفید اور سودمند نہیں ہوسکتی۔ تنخواہ سات یا آٹھ ہزار اور ڈیوٹی ڈبل۔ کیا ہماری قوم اتنی کنگال ہوگئی ہے کہ وہ اپنے امام کو دس پندرہ ہزار روپے ماہانہ تنخواہ دینے کے لائق بھی نہیں بچی ہے۔ شادی بیاہ، بینڈ باجا، ڈھول تاشہ، ڈی جے، رقص و سرود، عرس، قوالی، تعزیہ اور ذہنی عیاشیوں کی خاطر جلسہ کے نام پر کروڑوں روپے خرچ کر دینے والی مسلم قوم آخر اپنے اماموں کے ساتھ یہ سلوک کیوں کرتی ہے، اس رویّے کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ جب تک یہ طریقۂ کار نہیں بدلا جائے گا، مکاتب کا نظام درست یا مضبوط نہیں ہوسکتا۔ کم تنخواہ میں امامت کرنے والے بے چارے امام اپنے معاشی استحکام کے لیے دعا تعویذ، تیجہ، چالیسواں اور سورۂ بقرہ پڑھنے کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کی توجہ زیادہ تر ان امور کی طرف رہتی ہے۔ مکتب سے اضافی رقم نہ ملنے یا پھر بچوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے سب کو سنبھالنا مشکل ہوتا ہے، اس لیے امام مجبور ہو کر محض خانہ پُری کرتا ہے اور بچوں کا سبق جیسے تیسے سن کر چھٹی دے دیتا ہے۔ رسمی اور محض خانہ پُری کرنے والی مکتب کی یہ تعلیم دینی نقطۂ نظر سے ہمارے بچوں کے روشن مستقبل کی ضامن نہیں

بن سکتی۔ اس حوالے سے قوم کے ذمہ داروں کو غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔ ٹو ان ون (Two In One) سے اب کام چلنے والا نہیں۔ جب تک امام اور مؤذن کو اچھی اور معقول تنخواہ نہیں دی جائے گی، ان سے مکاتب کی بہتر تعلیم کی امید نہیں کی جا سکتی۔ اگر چہ معمولی تنخواہ پر امامت کے ساتھ مکتب میں خلوص اور محنت کے ساتھ پڑھانے والے افراد بھی موجود ہیں، لیکن ایسے افراد کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ آج اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ہم مکاتب کے نظامِ تعلیم کو درست، منظم اور مستحکم کریں، اگر چہ اس کے لیے ہمیں بے پناہ جانی و مالی قربانیاں دینی پڑے۔ مکاتب کے نظامِ تعلیم و تربیت کی مضبوطی کے سبب کفرستان میں بھی ایمان باقی رہ سکتا ہے، ورنہ مکاتب کی بے اعتنائی اور زبوں حالی کے باعث ایمانستان میں رہ کر بھی نئی نسلوں کے دین و ایمان کی سلامتی کی گارنٹی نہیں لی جا سکتی۔

مکتب کی تعلیم کی اسی اہمیت و ضرورت کے پیشِ نظر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تین چیزیں لوگوں کے لیے ضروری ہیں:

(۱) حاکم و امیر، ورنہ لوگ ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہو جائیں گے۔

(۲) مصحف یعنی قرآن شریف کی خرید و فروخت، ورنہ کتاب اللہ کا پڑھنا اور پڑھانا بند ہو جائے گا۔

(۳) عوام الناس کی اولاد کو تعلیم دینے کے لیے معلم، ورنہ لوگ جاہل رہ جائیں گے۔

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ جب مکتب کے پاس سے گزرتے تو فرماتے: ”یہی بچے ہماری قوم کے رہنما ہیں۔“ (طبقات ابن سعد: ۵/۱۴۱، بیروت)

سچر کمیٹی کی رپورٹ میں یہ ایک اہم اور چونکا دینے والا انکشاف سامنے آیا ہے کہ مسلمانوں میں مدرسہ جانے والے بچوں کی تعداد محض چار فیصد ہے اور باقی مسلم بچوں کی کثیر تعداد عام اسکولوں میں تعلیم پاتی ہے، جو بالعموم غیر مسلموں کے زیر اہتمام چلتے ہیں، جہاں تعلیم کم اور

سیکولر، مغربی، ملحدانہ اور مشرکانہ کلچر زیادہ سکھایا جاتا ہے۔ لاک ڈاؤن اور کورونا جیسے عالمی وبا کے بعد یہ فیصد اور بھی کم ہو گیا ہے۔ ابھی چند ماہ پیشتر راقم الحروف اپنے علمی و تحقیقی پروجیکٹ کی تکمیل کے لیے دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ اور جامعہ اشرفیہ، مبارک پور گیا تھا۔ ندوہ کے ایک ہونہار طالب علم نے بتایا کہ لاک ڈاؤن کے بعد مجموعی تعداد سے تقریباً ایک ہزار طلبہ یہاں کم ہو گئے ہیں۔ کچھی یہی حال جامعہ اشرفیہ اور دیگر مدارس کا بھی ہے۔

لاک ڈاؤن کے بعد مکاتب کی تعلیم بھی کافی حد تک متاثر اور بے ضابطگی کا شکار ہوئی ہے۔ اس لیے از سرِ نو مکاتب کی تعلیم کا جائزہ اب ناگزیر ہو گیا ہے۔ اکثر جز وقتی مکاتب (جو بالعموم مساجد کے چبوترے میں قائم ہوتے ہیں) میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ایک ہی استاد ہے اور اس کے سامنے مختلف سطحوں کے بچے دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ناظرہ، عم پارہ، یسرنا القرآن اور حروف شناسی کے مرحلے طے کرنے والے چار پانچ سال کے بالکل چھوٹے بچے ایک ہی استاد کے پاس پڑھتے ہیں۔ اس قسم کے جز وقتی مکاتب میں ایک استاد کے پاس ساٹھ، ستر، اسّی اور سو کے قریب بچے تعلیم پاتے ہیں۔ کتابیں مختلف ہونے کے سبب اُستاد سارے بچوں کو اجتماعی تعلیم نہیں دے سکتے، لامحالہ وہ انفرادی طور پر سارے بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ اب آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ گھنٹے دو گھنٹے کی مجموعی تعلیم جب انفرادی طور پر دی جائے تو ایک طالب علم کے حصے میں کتنا وقت آتا ہوگا اور قوم کے بچوں میں قرآن پڑھنے کی کتنی استعداد پیدا ہوتی ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ آج مکتب کی تعلیم محض رسمی ہو کر رہ گئی ہے۔ امام صاحب کو پڑھانے سے زیادہ تعویذ لکھنے اور فاتحہ و تیجہ کی فکر ہوتی ہے۔ تعلیم کے قیمتی اوقات میں ناظرہ پڑھنے والے ہوشیار بچوں کو ”قرآن خوانی و ایصالِ ثواب“ کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ مکتب کی اس رسمی تعلیم نے بچوں کو درست قرآن پڑھنے سے بھی محروم کر رکھا ہے۔ نتیجتاً وہ بچے اسی ناقص پڑھائی کے ساتھ مکتب سے باہر آجاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر وہ مدارس کا رخ کرتے ہیں تو کچھ حد تک ان کی قرآن خوانی

درست ہو جاتی ہے، لیکن تا دمِ حیات ان کی قراءت و تجوید درست نہیں ہو پاتی اور جو بچے مکتب سے نکلنے کے بعد مدارس میں داخلہ نہیں لے پاتے اور والدین کی غفلت اور کوتاہی کے باعث یوں ہی تضییعِ اوقات کر کے کھانے کمانے کی عمر تک پہنچ جاتے ہیں تو اب والدین کو ان کے ذریعۂ معاش کی فکر لاحق ہونے لگتی ہے، اب یا تو ان بچوں کو کوئی ہنر سیکھنے پر لگا دیا جاتا ہے یا پھر محنت مزدوری کے لیے بھیج دیا جاتا ہے اور اس طرح وہ پوری زندگی نہ قرآن درست پڑھتے پاتے ہیں اور نہ ان کی تجوید درست ہو پاتی ہے اور وہ اپنی عمر کے آخری پڑاؤ تک ناقص طریقے سے ہی قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور ان کو یہ احساس بھی نہیں ہو پاتا کہ وہ قرآن مقدس جیسی کتاب کو (جن کے مخارج صحیح طریقے پر ادا نہ ہونے کی صورت میں نماز نہیں ہوتی) کو غلط پڑھ رہے ہیں۔ ہمارے استاذِ محترم، تلمیذِ حافظ ملت حضرت علامہ مفتی، حافظ و قاری مفتی محمد ظلّ الرحمٰن رحمتؔ ضیائی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ”غیرِ حافظ قرآن درست پڑھ ہی نہیں سکتا“ اگر چہ وہ عالم ہو۔ الا ماشاءاللہ۔

اور یہ دراصل مکتب میں دی جانے والی ناقص تعلیمِ قرآن کا نتیجہ ہے۔ ایک بات ہمیشہ دھیان میں رکھنی چاہیے کہ مکاتب کو محض قرآن اور اردو پڑھانے تک محدود نہ کریں، ان میں کچھ نمایاں تبدیلی لائیں۔ جہاں تک ہو سکے مکاتب میں بچوں کو تجوید کے ساتھ قرآن کی تعلیم دی جائے۔ اسلام کے چھوٹے چھوٹے بنیادی عقائد، چھوٹی چھوٹی احادیث و ادعیۂ ماثورہ حفظ کرائی جائیں۔ اسی طرح ناظرہ پڑھنے والے بچوں کو ”کتاب العقائد“ اور ”انوارِ شریعت“ از بر کرا دی جائیں، ان شاءاللہ اس کے مثبت اور نتیجہ خیز اثرات دیکھنے کو ملیں گے۔ جب مکتب کی تعلیم کا وقت ختم ہو جائے تو چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھٹی دے دی جائے اور باشعور بچوں کو (جن کی عمر دس سے پندرہ سال کے درمیان ہو) کو روک لیا جائے اور روزانہ کسی بھی موضوع پر کم از کم دس منٹ لیکچر دیا جائے۔ مثلاً: ان کو پریکٹیکلی وضو، غسل اور دیگر اسلامی عبادات کی ادائیگی کے طریقے

بتائے ہیں۔ آسان انداز میں اسلام کے بینادی عقائد سے ان کو آگاہ کیا جائے۔ نیز ان کے دلوں میں اللہ و رسول و بزرگانِ دین کی محبت و عظمت پیدا کی جائے۔ اسی طرح حسنِ اخلاق، کھانے پینے اور گفتگو کے اسلامی آداب، مسجد کے آداب، والدین کی خدمت، علم کی فضیلت و اہمیت اور بڑوں کی تعظیم جیسے عنوان پر نصیحت کر کے ان کی بہتر تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے۔

مکاتب کی تعلیم کی ناکامی کی ایک بڑی وجہ تنخواہ کی کمی یا امامت کے ساتھ مفت تعلیم کا رواج ہے۔ چوں کہ ملک کے سینکڑوں مکاتب، مساجد کے زیرِ انتظام چلتے ہیں اور ائمہ حضرات کو اسی امامت کی تنخواہ پر مکتب کی معلمی پر جبراً مامور کر دیا جاتا ہے، جس کا فطری نتیجہ یہ سامنے آتا ہے کہ وہ بچوں کو توجہ اور محنت سے نہیں پڑھاتے ہیں۔ بچوں کی کثیر تعداد اور ان کی تعلیم پر مامور صرف ایک استاد (امام یا معلم) بھی مکاتب کی تعلیم کی ناکامی کی ایک بڑی وجہ ہے۔ امام کے علاوہ مؤذن یا کسی دوسرے معلم کو بھی الگ سے مقرر کیا جائے۔ کیوں کہ ایک شخص بیک وقت پچاس، ساٹھ، ستر یا اس سے زائد بچوں کی معلمی کا فرض کما حقہ انجام نہیں دے سکتا۔ اب جہاں تک دوسرے معلم کی تنخواہ کا مسئلہ ہے تو اس کو اس طرح حل کیا جا سکتا ہے کہ ہر بچے سے ایک سو روپیہ ماہانہ فیس وصول کی جائے اور اس رقم کا نصف حصہ امام کو اور باقی نصف کسی دوسرے معلم کو دیا جائے۔ اس طرح اضافی رقم ملنے کے سبب امام صاحب محنت سے بچوں کو پڑھائیں گے اور زیادہ بچوں کا بوجھ بھی ان کے سر نہیں آئے گا اور اس طرح بچوں کی بہتر تعلیم و تربیت کا انتظام و اہتمام ہو سکے گا۔

مکاتب کی تعلیم کی ناکامی یا کمزوری کی ایک وجہ یہ بھی رہی ہے کہ ان کا صدر یا سکریٹری جاہل یا معمولی پڑھا لکھا شخص ہوتا ہے اور وہ مکاتب کی بہتر تعلیم و تربیت کا نظم و نسق کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ اندھیروں سے اجالوں کی امید فضول ہے۔ ہماری قوم کا بھی عجیب حال ہے۔ گاؤں میں کسی با اثر اور پیسے والے آدمی کو دیکھا، بلا جھجک اس کو مسجد یا مدرسے کا صدر یا سکریٹری

بنا دیا۔ نا اہلوں کو عہدہ و منصب سپرد کرنا، قیامت کی علامت ہے۔ جاہل شخص کسی بھی جہت سے مسجد و مدرسہ یا مکتب کا صدر و سکریٹری یا متولی بننے کا حق دار نہیں ہے۔ اس رویّے کو بدلنے کی ضرورت ہے، تب کہیں جا کر مکاتب کی بہتر تعلیم کو یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

مقامِ غور و فکر: آج ملک کے حالات کس قدر خطرناک اور افسوسناک ہیں، وہ عوام وخواص سے پوشیدہ نہیں۔ قدم قدم پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ ہماری کوتاہی، تساہل، نا عاقبت اندیشی اور غفلت شعاری نے وہ برے دن دکھائے ہیں کہ اللہ کی پناہ! ایک منظم سازش کے تحت آج مسلمانوں کو تعلیمی پسماندگی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ ان کے ساتھ سوتیلا سلوک کیا جا رہا ہے۔ تجارت، سیاست، اقتصاد و معیشت، ملازمت اور نوکری کے دروازے مسلمانوں پر بند کیے جا رہے ہیں۔ لہٰذا وقت کی اہم ترین ضرورت اور حالات کا جبری مطالبہ ہے کہ ہم ہوش کے ناخن لیں۔ قومی غیرت اور ملی بیداری کا فکری و عملی ثبوت پیش کرتے ہوئے اپنی ہمہ جہت پسماندگی کا دانش مندانہ جائزہ لیں۔ سب سے پہلے آپسی اتحاد و اتفاق کا ماحول قائم کریں اور اپنی قیادت کو مضبوط کرتے ہوئے نئی نسل کی بہتر اور نفع بخش تعلیم و تربیت کی طرف اپنے عنانِ توجہ مبذول کریں۔ تعلیمی میدان میں آگے بڑھیں، تعلیمی حوالے سے خود کفیل بنیں۔ تعلیم و تجارت اور ملازمت و معیشت کے نت نئے طریقوں کے بارے میں غور وفکر کریں اور اس حوالے سے ایسے طریقہ ہائے کار متعین و منتخب کریں جو ''قدیم صالح اور جدید نافع'' کے حامل ہوں۔ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ اعراس، قوالی اور جلسہ وجلوس کے نام پر ہم کس طرح بے دریغ اپنی دولت خرچ کر رہے ہیں، لیکن مسلم بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لیے معیاری اسکولز یا کالجز کھولنا تو دور کی بات ہے، ہم معیاری مکاتب و مدارس کے قیام سے بھی کوسوں دور ہیں۔ یہ بے حسی اور یہ غفلت شعاری آخر کب تک، مسلمانوں کا اپنا اسکول اور مضبوط عصری تعلیمی پلیٹ فارم نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے بچے غیروں کے اسکول میں داخلہ لیتے ہیں

اور شعوری و غیر شعوری طور پر اغیار کی تہذیب و ثقافت اور کلچر کو اپناتے ہیں اور یہی مسلم بچہ آگے چل کر جب ڈاکٹر، انجینئر اور پروفیسر بن جاتا ہے تو اس کو اسلامی تعلیمات میں (معاذ اللہ!) خامیاں نظر آنے لگتی ہیں اور وہ دینی افکار و نظریات کو شکوک وشبہات کی نظروں سے دیکھنے لگتا ہے۔ مسلم بچوں کے ذہن و دماغ میں لا دینیت اور صلح کلیت کے جراثیم نہ پنپنے پائیں، اس کے لیے ہمیں ابتدائی مرحلے میں ہی ان کی ٹھوس دینی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا ہوگا۔ ایک مسلمان ڈاکٹر بن جائے، انجینئر بن جائے، پروفیسر اور سائنس داں بن جائے، لیکن دینِ اسلام کا پٹہ اپنے گلے سے نکال کر پھینک دے ایسی مہلک تعلیم سے کیا فائدہ، اعلیٰ عصری تعلیم کے نام پر ہماری مسلم بیٹیاں عصری دانش گاہوں، کالجز، یونیورسٹیز کا رخ کر رہی ہیں اور وہاں مخلوط نظامِ تعلیم کے زیرِ اثر بے پردگی، بے حیائی اور بیبا کی کا درس لے رہی ہیں۔ محبت کے نام پر غیر مسلم لڑکوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہی ہیں اور کفر وارتداد کا شکار ہو رہی ہیں۔ اس زاویے سے بھی ہمیں غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں خلوص وللّٰہیت کے ساتھ دین و دانش کی خدمت انجام دینے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین!!

☆☆☆

موجودہ دور میں مکاتب اسلامیہ:
قیام، نصاب اور نظام کیسا ہو؟

از: حضرت مولانا شمیم اختر مصباحی صاحب
رسول پور، اڈیشا

علم ایک نعمت الٰہی ہے۔ علم اللہ عزّ وجل کی صفاتِ قدیمہ میں ایک صفت ہے۔ علم کی اہمیت کے لیے یہی کافی ہے کہ قرآن کی پہلی تعلیم حصولِ علم کے بارے میں ہے۔ جیسا کہ اللہ عزّ وجلّ کا ارشاد ہے: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾ (سورۃ العلق :۱) یعنی پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ اللہ عزّ وجلّ نے سب سے پہلے جنسِ بشر کو جس تاج کرامت سے نوازا، وہ تاجِ علم ہی ہے اور جماعتِ ملائکہ پر سیدنا آدم علیہ السلام کو فضیلت علم ہی کی بنیاد پر ملی۔ علمِ دین حاصل کرنا اللہ عزّ وجلّ کی رضا کا سبب، بخشش و نجات کا ذریعہ اور جنت میں داخلے کا ضامن ہے۔

علمِ دین کے فضائل پر آیاتِ قرآنیہ اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہیں۔ ان میں سے دو فرامین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قارئین کی خدمت میں پیش ہیں:

۱۔ جو شخص طلبِ علم کے لیے گھر سے نکلا تو جب تک واپس نہ ہو، اللہ عزوجل کی راہ میں ہے۔
(سنن ترمذی، کتاب العلم، باب فضل طلب العلم، حدیث: ۲۶۸۶)

۲۔ جو کوئی اللہ عزّ وجلّ کے فرائض کے متعلق ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ کلمات سیکھے، اسے

اچھی طرح یاد کر لے اور پھر لوگوں کو سکھائے تو جنت میں داخل ہوگا۔

(الترغیب والترہیب، ج:۱،ص:۵۴،حدیث:۲۰)

مکاتب اسلامیہ کی اہمیت: آج دنیا میں دو طرح کے تعلیمی نظام رائج ہیں، ایک وہ جس کا مقصد دین و مذہب کی تعلیم و ترویج ہے۔ دوسرا لادینی تعلیمی نظام جس کا دین و مذہب سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کو دینی تعلیمی سے بیر ہے۔لادینی نظام کا واحد مقصد یہ ہے کہ نئی نسل کے دل و دماغ سے دینی و مذہبی اسپرٹ بالکل ختم کردی جائے۔اور وہ سمجھ ہی نہ سکیں کہ ان کا دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟ ہم کیا ہیں؟ ہم پر کتنے فرائض و واجبات ہیں؟اسی مقصد کی تکمیل کے لیے نرسری اسکول اور مشینری اسکول کا آغاز ہوا اور اب تو مہذب معاشرہ اسی میں اپنے بچوں کو پڑھانا باعث فخر و تفاخر سمجھتا ہے۔اس کا نقد فائدہ یہ ہوا کہ بچے ابتدا ہی سے جدید اخلاق وتہذیب کے حامل اور اعلیٰ پیشہ وارانہ تعلیم کے لائق و فائق بن جاتے ہیں،لیکن وہی بچے بنیادی دینی ضروری تعلیم سے بالکل خالی و عاری ہوتے ہیں۔نتیجہ نہایت ہی خوفناک وافسوسناک ہے۔ کہ مسلم گھرانے میں پیدا ہونے والا بچہ ہے مگر اسے یہ معلوم نہیں کہ نماز کیسی پڑھنی ہے؟اور وضو کا کیا طریقہ ہے؟ پاکی وناپاکی کا کیا طریقہ ہے؟حتی کہ بہتوں کو غسل فرض کا طریقہ نہیں معلوم۔افسوس! ایسے میں مکاتب اسلامیہ کی اہمیت آشکارا ہوجاتی کہ مسلم امہ کو اس کی کتنی ضرورت ہے۔عام مسلمانوں کو ''باعمل مسلمان اور واقف کار مسلمان'' بنانے میں اس کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہے۔ورنہ کسے اتنی فرصت کہ مدارس عربیہ کا رخ کرے؟ کہاں اتنا ٹائم ہے کہ علمائے دین کی صحبت اختیار کرے؟ بلکہ وہ ان پاک باز اہل علم کو قدامت پسند اور فرسودہ خیالات کا حامل سمجھتا ہے؛اس لیے جگہ جگہ مکاتب کا جال بچھانا، لادینیت و دہریت پر قابو پانا اور اسلامیان ہند کی مسلمانیت کو بچانا وقت کی اہم پکار ہے۔

نظام اور نظم وضبط: دوسری جانب مکاتب اسلامیہ اپنے ناقص نظام تعلیم و نصابِ تعلیم کی ابتری کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں وہ اہمیت بٹھا نہ سکے جو ایک نرسری اسکول

کو حاصل ہے۔ جب کہ اللہ تعالی نے کائنات کی ہر چیز کو نظام کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ جیسے سورج کا وقت مقررہ پر نکلنا اور وقت مقررہ پر غروب ہونا سالہا سال سے یہی نظم ہے۔ اسی طرح چاند کا گھٹنا بڑھنا، دن کے اجالے کے بعد رات کا اندھیرا، رات کے اندھیرے کے بعد دن کا اجالا، یہ سب اللہ تعالی کے بنائے ہوئے ایک منظم نظام کے تحت ہیں۔ اور اس میں انسانوں کے لیے راحت ہے کہ ان کے اوقات متعین ہونے کی وجہ سے سب کو سہولت ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر کام منظم طریقے سے کرنا چاہیے۔ مکتب میں بھی نظام ہونا ضروری ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل فوائد ہیں:

(۱) ہر کام وقت پر ہوگا اور کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوگی۔

(۲) کم وقت میں زیادہ کام ہوگا۔

(۳) بہترین نتائج حاصل ہوں گے۔

(۴) بچوں کی عملی تربیت ہوگی۔

(۵) مکتب کے تئیں لوگوں کا اعتماد بحال ہوگا۔

(۶) یہ مکتب دوسرے مکاتب کے لیے مہمیزِ فکر و عمل کا باعث ہوگا۔ اور بھی فوائد اس میں مضمر ہیں۔ صرف انہی چند پر میں اکتفا کرتا ہوں۔

نظام بہتر بنانے کے لیے چند مفید گزارشات:

(۱) بچوں کی اچھی تعلیم کے لیے ضروری ہے کہ استاذ صحیح مخارج حروف کے ساتھ قرآن شریف پڑھ سکتا ہو۔

(۲) مکتب کا تدریسی تجربہ رکھتا ہو تو بہتر ہے۔

(۳) اردو لکھنا پڑھنا اچھی طرح جانتا ہو۔

(۴) تربیت یافتہ ہو، اگر ممکن ہو تو ادارہ اپنے خرچ پر استاذ کو کسی معیاری ادارہ میں تین دن

یا ہفتہ بھر کے لیے تدریسی تربیت کے لیے بھیجے۔ اس سے کام کرنے کا سلیقہ اور محنت کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

(۵) اپنے کام کو خوش دلی اور اخلاص کے ساتھ کرنے والا ہو۔ بوجھ سمجھ کر یا محض ملازمت کی نیت نہ ہو بلکہ تعلیم قرآن کو عام کرنے کی نیت ہو۔

(۶) دعوت وتبلیغ اور اصلاحِ امت کا جذبہ کارفرما ہوں۔

(۷) سخت مار پیٹ کے بغیر محبت اور تنبیہ وتادیب کا طریقہ جانتا ہو۔

(۸) وضع قطع شرعی ہو۔

(۹) مکتب کے اغراض ومقاصد سے واقف ہوں۔

(۱۰) مقامی ہو تو بہتر تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت کی پابندی کر سکے۔

(۱۱) داخلہ فارم کا نظام ہو، تاکہ طالب علم سے متعلق تمام ضروری تفصیلات مکتب کے ریکارڈ میں رہے۔اس سے تعلیمی وانتظامی خامیاں دور کرنے میں مدد ملتی ہے۔ مثلاً: یہ آسان ہو جائے گا کہ جب سے ادارہ بنا ہے، کتنے بچوں نے داخلہ لیا تھا، کتنے بچوں نے ناظرہ قرآن کریم مکمل کیا، کتنے بچے چھوڑ کر چلے گئے، کیا خامیاں ہیں کہ اتنے بچے چھوڑ کر چلے گئے، اس پر غور کیا جا سکے۔

(۱۲) مکتب میں یونی فارم کا نظام ہونا چاہیے اور یونی فارم اسلامی لباس کا ہونا چاہیے تاکہ بچہ بچپن سے ہی نفسیاتی طور پر اسلامی تہذیب وثقافت کو اپنانے کے لیے تیار رہے، ایک اچھا پاکیزہ ماحول بنے، آنے والے مہمان پر اچھا اثر پڑے، اسلامی لباس پہننے کی عادت بنے، بچوں میں امتیاز ختم ہو جائے اور بچہ احساس کمتری کا شکار نہ ہو پائے۔

(۱۳) مکتب میں ششماہی اور سالانہ امتحان کا نظام ہونا چاہیے تاکہ بچے کی تعلیمی صلاحیت و معیار کی جانچ ہو۔ تعلیمی رپورٹ کا نظام ہونا چاہیے تاکہ والدین اپنے بچے کی تعلیمی کارکردگی سے واقف رہیں۔ اس سے مکتب کا معیار بنتا ہے اور تعلیمی امور میں کافی مدد ملتی ہے۔

(۱۴) فیس کا نظام بنائیں، فیس کے نظام سے معلّم کو معیاری تنخواہ دینے میں سہولت ہوگی، ادارہ کے مالیات کے نظام میں معاونت ہوگی اور مکتب خود کفیل ہوگا، والدین اور سرپرستوں کو ترغیب دیں کہ جس طرح کھانا پینا انسانی زندگی کا لازمی عنصر ہے اسی طرح تعلیم خاص کر دینی تعلیم میں خرچ کرنا بڑا کارِثواب ہے، علم دین کی اہمیت اجاگر ہوگی اور والدین، طلبا اور اساتذہ فکرمند رہیں گے۔

(۱۵) ایک سالانہ اسٹیج پروگرام ہو، اس میں بچوں کے والدین کو خصوصی طور پر مدعو کیا جائے، بچوں کے مختلف تعلیمی وتربیتی پروگرام کیے جائیں اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے ان کے درمیان انعامات تقسیم کیے جائیں اور زیادہ حاضری دینے والے کو بھی ایوارڈ دیا جائے تاکہ دوسروں کو ترغیب ہو۔

قیام: مکاتب کا قیام اتنا مشکل نہیں ہے۔ الحمد للہ! مدارس دینیہ کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ ان میں ایک مکتب بآسانی کھولا جاسکتا ہے یا جہاں مدارس نہ ہو وہاں کمرہ کرایہ پر لیا جاسکتا ہے یا مساجد کے صحن میں درسگاہ لگایا جاسکتا ہے۔ لیکن اہم یہ ہے کہ اس میں باضابطہ تعلیمی نظام ہو اور موقع بہ موقع دینی تربیتی نشست ہو، تاکہ طلبہ میں تعلیم کے تعلق سے بیداری رہے۔

نصاب: تعلیمی مراحل میں سے ایک مرحلہ نصابِ تعلیم کا ہے۔ اگر نظام اچھا ہو مگر نصاب تعلیم نہ ہو، بچہ کیا پڑھ رہا ہے اس سے سروکار نہیں، تو اس سے بھی مطلوبہ مقصد حاصل نہ ہوگا۔ جیسے درخت تو لگالیا لیکن اس میں پانی و کھاد نہیں ڈالا اور ضروری کاٹ چھانٹ نہیں کی تو وہ درخت اتنا ثمر آور نہیں ہوگا جتنا ہونا چاہیے۔ بلکہ کبھی پھل دے گا اور کبھی نہیں۔ اسی طرح بچہ کو ابتدا سے صحیح مخارج کے ساتھ حروف کی شناخت، مختلف کلمات قرآنیہ کے ذریعہ مرکبات کی مشق اور تجوید کے بنیادی ضروری قواعد سے واقفیت نہ ہو وہ تو کما حقہٗ قرآن کی تلاوت کرنے سے محروم رہے گا۔

نصاب کیسا ہونا چاہیے؟ کیسے ابتدا کی جائے؟

اولاً قواعد کی کوئی جامع کتاب پڑھانی چاہیے جیسے ''یسّرنا القرآن'' جسے حضرت مولانا افروز قادری صاحب نے ترتیبِ جدید ومفید اضافہ اور عمدہ طباعت کے ساتھ شائع کیا ہے اور مدنی قاعدہ جسے ''مکتبۃ المدینۃ'' نے شائع کیا ہے۔اب ''نورانی قاعدہ'' یا بغدادی قاعدہ کی ضرورت نہیں۔ مذکورہ بالا دونوں کتابیں نہایت جامع ہیں۔ اس میں ضروری قواعد، دعا، تمام کلمات، نماز میں پڑھے جانے والے دعاے ماثورہ اور مختصر طریقہ وغیرہ موجود ہیں۔ ''یسّرنا القرآن'' ۲۶/اسباق پر مشتمل ہے جبکہ مدنی قاعدہ ۲۲/اسباق پر مشتمل ہے۔ان میں سے کوئی ایک کتاب ختم کر کے بچہ بآسانی ناظرہ قرآن پڑھ سکتا ہے۔کوشش یہ ہو کہ سال بھر کے اندر قواعد کی کتاب ختم کر کے قرآن پاک شروع کرایا جائے۔

اردو قواعد میں ''تعمیر ادب قاعدہ'' بہت مفید ہے تاکہ بچہ اردو حروف کی شناخت کر سکے اور بغیر اعراب کے اردو پڑھنے کی مشق کر سکے۔ پھر ''تعمیر ادب حصہ اول'' چلایا جائے۔اب بچہ اردو بآسانی پڑھ سکتا ہے۔اس کے بعد ''اسلام کی بنیادی باتیں'' حصہ اول، دوم، سوم بالترتیب حسبِ معیارِ طالبِ علم پڑھائی جاسکتی ہیں۔اس میں اللہ عزوجل، انبیاے کرام علیہم الصلاۃ، ملائکہ عظام، صحابہ کرام اور سیرت رسول سے متعلق بینادی ضروری باتیں مندرج ہیں۔اخیر میں ''انوار شریعت'' از علامہ مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ کو شامل نصاب کرنا مفید رہے گا۔ناظرہ قرآن کے ساتھ یہ مذکورہ بالا کتابیں چار سال کے اندر پڑھائیں جائیں۔

☆☆☆

اسلام میں اولاد کی تعلیم وتربیت کی اہمیت وفضیلت

از: حضرت مولانا محمد الیاس قادری مصباحی صاحب
استاذ جامعۃ الحبیب، رسول پور

اللہ کریم نے نظام آفرینش میں اپنی حکمت کے تحت تمام مخلوق کی ہدایت کا انتظام فرمایا ہے ، دنیا کی دیگر مخلوقات کی بہ نسبت انسان کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے اعمال کی انجام دہی میں ارادہ واختیار کا مالک ہوتا ہے پس انسان اپنے رشد و ہدایت کو اپنے مقصد حیات کی سمت بھی دے سکتا ہے اور اس کے برخلاف بھی کرسکتا ہے۔ لہذا انسان اپنے رشد کے لیے رہنمائی کا ضرورت مند ہوتا ہے۔

اسی انسانی ضرورت کی تکمیل کے لیے اللہ کریم نے ہر دور میں اپنے نبیوں کو مبعوث فرمایا جنھوں نے انسانیت تک پیغام حق پہنچایا اور ایسے افراد تیار کیے جو ایک مطلوب الٰہی معاشرہ کی تکوین وتکمیل میں ان کی مدد کرسکیں، فی زماننا ہدایت حاصل کرنے اور کرامت وشرافت کے ان بلند مقامات تک پہنچنے کے عمل کو تربیت کہتے ہیں۔

انسان کی پیدائش اس کے اندر مقدر استعداد کے ساتھ ہوئی ہے۔ لیکن ابتدا میں وہ خام حالت میں ہوتی ہے جبھی وہ دوسرے کا محتاج ہوتا ہے۔ پھر دھیرے دھیرے وہ اپنی صلاحیت کے استعمال پر قادر ہو جاتا ہے اور اس سے روحانی ضروریات ملحق ہو جاتی ہیں خواہ وہ انفرادی ہو

یا اجتماعی، ان ساری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک ایسے ماحول کا نیاز مند ہوتا ہے جو ان ساری ضروریات پر کافی ہو، اس ماحول کے انتظام کی ذمہ داری اللہ کریم نے والدین و دیگر ذمہ داران کو دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ﴾ (التحریم:٦)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرّے فرشتے مقرر ہیں۔ (کنزالایمان)

یعنی اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری اختیار کرکے، عبادتیں بجالا کر، گناہوں سے باز رہ کر، اپنے گھر والوں کو نیکی کی ہدایت اور بدی سے ممانعت کرکے اور انہیں علم و ادب سکھا کر اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے تحت مندرجہ ذیل روایتیں منقول ہیں: عن علی رضی الله تعالى عنه فى قوله تعالى: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ﴾ الخ يقول: اى أدبوهم و علموهم.قال على بن ابى طلحة : اعملوا بطاعة الله و اتقوا معاصى الله و مروا أهليكم بالذكر ينجيكم الله من النار. قال مجاهد: اتقوا الله و اوصوا أهليكم بتقوى الله.

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی انھیں ادب سکھاؤ انھیں تعلیم دو۔ حضرت علی بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: یعنی اللہ پاک کی اطاعت و فرماں برداری کرتے رہو اس کی نافرمانی کرنے سے بچتے رہو۔ اللہ کریم تمھیں جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا فرمائے گا۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں: اللہ سے ڈرو اور اپنے گھر والوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کر جاؤ۔

قران مجید میں زندگی کے جو حقائق مذکور ہیں وہ پورے قران میں پھیلے ہوئے ہیں۔ البتہ بعض مقامات ایسے ملتے ہیں جہاں کسی ایک حقیقت کو اجمالاً یکجا بیان کر دیا جاتا ہے، حکمت اور تعلیم و تربیت کی تلاش میں جب ہم قران مجید کو بنظر عمیق دیکھتے ہیں تو سورۂ لقمان اپنی طرف توجہ کھینچ لیتا ہے اور تعلیم و تربیت کے سوغات لٹاتا ہوا نظر آتا ہے، اس سورہ میں الہامی حکمت کے مطابق اسلامی کردار کو اللہ تبارک و تعالی نے یوں بیان فرمایا ہے: ﴿ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْن. ﴾ (لقمان:۴،۵)

ترجمہ: وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین لائیں وہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں۔ یعنی وہ جنھوں نے شریعت کی پیروی کرتے ہوئے اچھے اعمال کیے، مفروضہ نمازیں کامل طور پر پڑھی، واجب زکوۃ مستحقین کو دی، خویش و اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کی، بعث بعد الموت پر ایمان لایا، دار آخرت میں جزا و سزا کا ایقان کیا، ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ کے مطابق ساری امیدیں اللہ سے وابستہ رکھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو راہ یاب ہیں اور جن کے لیے فلاح کی نوید ہے۔ (اس آیت کی نوعیت احاطہ و احصار کی نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ اوصاف وہ ہیں جن کے بغیر اسلامی کردار وجود میں نہیں آسکتے)

مطلوب کردار کی اس تفصیل کے بعد غیر مطلوب کردار کی بھی جھلک دیکھیں۔

اللہ فرماتا ہے: ﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ. ﴾ (لقمان :۶)

ترجمہ: اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سمجھے اور اُسے ہنسی بنالیں اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ (کنز الایمان)

اور کچھ لوگ وہ ہیں جنھوں نے دل کو گم راہ کرنے والے حرام، لغو اور باطل کلام کو پسند کیا اور حق

سے پھیرنے والے دیگر آلات واشیاء کی طرف رغبت کی، خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی راہ حق سے دور کردیا، اللہ کریم کی آیتوں کا ٹھٹھا کیا تو یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے عذاب مہین ہے۔

کفیلوں کی یہی کوشش ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہیے کہ اپنے ماتحت کو اس کردار کا تحفہ دیں جس کے نتیجے میں ﴿ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ کی خوشخبری ہے نہ کہ وہ جو ﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ﴾ کی باتیں لائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ذمہ داران اس حدیث کی زد میں آجائیں جسے ابن حبان نے نقل فرمایا ہے: "إن الله سائلٌ كل راعٍ عما استرعاه، أحفظ ذلك أم ضيّع ؟"(ابن حبان، الصحیح، کتاب السیر، باب فی الخلافۃ والامارۃ) ترجمہ: **بیشک اللہ تعالیٰ** ہرنگران سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کرے گا، کہ اس نے اس کی حفاظت کی یا اسے ضائع کردیا۔

اولاد کے حقوق کے حوالے سے حضور اعلی حضرت نے اپنے رسالہ "مشعلة الارشاد فی حقوق الاولاد" میں ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل نے اگرچہ والد کا حق ولد پر نہایت اعظم بتایا ہے یہاں تک کہ اپنے حق کے برابر اس کا ذکر فرمایا کہ ﴿ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ﴾ (حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا) مگر ولد کا حق بھی والد پر عظیم رکھا ہے کہ ولد مطلق اسلام، پھر خصوص جوار، پھر خصوص قرابت، پھر خصوص عیال ان سب حقوق کا جامع ہو کر سب سے زیادہ خصوصیت خاصہ رکھتا ہے۔

پھر سیدی اعلی حضرت علیہ رحمہ نے مرفوع احادیث کے حوالے سے ۸۰ر حقوق اولاد شمار کرائے جن میں سے چند یہ بھی ہیں:

جب تمیز آئے ادب سکھائے کھانے، پینے، ہنسنے، بولنے، اٹھنے، بیٹھنے چلنے، پھرنے، حیا، لحاظ، بزرگوں ماں باپ استاد اور دختر ہو تو شوہر کے بھی اطاعت کے طرق اور آداب بتائے۔

عقائد اسلام وسنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی وقبول حق پر مخلوق ہے اس وقت کا

بتایا پتھر کی لکیر ہوگا۔حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و تعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان وعین ایمان ہے۔

قوم کی برتری کا راز اس کے فرزندوں کی تکریم وتادیب میں مضمر ہے۔پس غروب آفتاب پر وہ ایک سبق سیکھ جائے اور طلوع شمس پر انھیں ایک درس مل جائے۔وہ چلے تو جھکی جھکی سی نظر ساتھ چلے۔دنیا کی رنگینیوں سے مرصع شیش محل میں وہ نہ رہے، بلکہ اس کی صبح وشام مسلمان ہو اور یہ کسی فرد واحد کا کام نہیں، فرد واحد کی ذمہ داری نہیں بلکہ معاشرے کا ہر فرد اس میں اپنا کردار ادا کرے۔ اللہ کریم فرماتا ہے:﴿وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (آل عمران:۱۰۴) ترجمہ: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد ہیں۔(کنزالایمان)

لہذا تعلیم وتربیت کی کاوش میں جتنا ہم کامیاب ہو پائیں گے اتنا ہی ہماری قوم کا اقبال بلند ہوگا ، اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں''أكرموا أولادكم وأحسنوا أدبهم''یعنی اپنی اولاد کا اکرام و تعظیم کرو اور انھیں بہترین ادب سکھاؤ۔اس لئے کہ اکرام اس کے اندر والدین کی محبت ڈال دے گا پس اگر اکرام و تعظیم سے وہ غلط فہمی کا شکار ہو جائے تو اسے حسن ادب کی تعلیم دے(ابن ماجہ،کتاب الادب،باب برالولد والاحسان الی البنات،ج:۲)

اللہ تبارک وتعالی کی کوئی بھی تخلیق عبث نہیں ہے۔اللہ فرماتا ہے: ﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا﴾ (المومنون:۱۱۵) تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمھیں بیکار بنایا۔پس رب عزوجل نے جب انسان کو بنایا تو اسے بھی ایک مقصد دیا اور وہ ہے عبادت کرنا۔اللہ فرماتا ہے:﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴾ (الذریات:۵۶) اور میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔لہذا ایک انسان کا سفر جب مہد سے لحد تک اپنے مقصد

کے ہمراہ ہو تو خیر، ورنہ یہاں بھی خسران اور وہاں بھی نقصان، تعلیم و تعلم نہ صرف اس مسافت کو احسن طریقے پر طے کرنے کی قوت دیتا ہے بلکہ آیت قرآنی: ﴿هُوَ الَّذِيٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَ دِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَ لَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ﴾ (الصّف:۹) کے مطابق انسان کو اپنے فرض منصبی کو پہچاننے کی طاقت عطا فرماتا ہے اور اس طریقے سے مرور ایام کے ساتھ تعمیر و ترقی کے نئے ابواب کھلتے چلے جاتے ہیں۔

تعلیم و تربیت کی یہ ذمہ داری چوں کہ والدین کے سر ہے، اس لیے انھیں اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ ''أدِّبوا أولادَكم على ثلاثِ خِصالٍ حُبِّ نبيِّكم وحبِّ أَهلِ بيتِهِ وقراءةِ القرآنِ'' (اپنی اولاد میں تین چیزوں کی عادت ڈالو: اپنے نبی سے محبت، اہل بیت اطہار سے محبت، قرآن پاک کی تلاوت) کے مطابق اپنے اولاد کی تربیت کریں اور اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں۔

اسلام میں تعلیم و تعلم کے اہمیت وفضیلت مذکورہ بالا آیات و احادیث سے ظاہر و باہر ہے، مزید برآں اگر علم سے متعلق دو چند آثار پیش کیے جائیں تو معاملہ اظہر من الشّمس کا ہوتا ہے۔

تربیت کے موضوع سے ملنے والے الفاظ میں سے ایک لفظ تعلیم ہے، یہ دونوں مترادف یا مساوی نہیں ہے بلکہ تعلیم ایک جز و لاینفک کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ تربیت کا مفہوم اس سے کہیں زیادہ عام ہے، بالفاظ دیگر ان دونوں کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے تعلیم، تربیت کے مقدمہ کے طور پر تربیت سے پہلے ہوتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کو اس نہج پر ترتیب دیا ہے کہ ہر باب کے شروع میں ان آیات کو پیش کیا جو مطلوب کے ایضاح کے لیے معانی و مفاہیم کا ایک ذخیرہ لیے ہوئے ہیں چناں چہ جب آپ نے ''کتاب العلم'' کو بیان فرمایا تو اللہ کریم کی اس آیت کو پیش فرمایا:

﴿يَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ ۙ وَالَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادلۃ،۱۱)

ترجمہ: اللہ تمھارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔ (کنزالایمان)

یعنی اللہ تبارک وتعالی ایمان والوں کے اور خصوصاً علماء کے درجات بلند فرمائے گا مدد کرنے کے ساتھ، اچھے ذکر کرنے کے ذریعے، لوگوں کی آنکھوں میں رعب پیدا کر کے، دنیا میں اور آخرت میں جنت کے بالا خانوں میں ٹھکانے عطا فرما کر درجات بلند فرمائے گا۔ (تفسیر مظہری، ج: ۹، تحت الآیۃ)

امام حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کی طرح ہوتے۔ پس علم حاصل کرو، کیونکہ علم کا سیکھنا خشیت ہے، اس کی جستجو عبادت ہے، علم پر تکرار جہاد ہے، لاعلموں کو علم کا تحفہ دینا صدقہ ہے، علم والوں پر خرچ کرنا قربت الٰہی کا سبب ہے، تنہائی میں مونس ہے، خلوت میں ساتھی ہے، اس کے ذریعے اللہ تبارک و تعالی قوم کو خیر کی طرف ترقی عطا فرماتا ہے۔

اس آیت کے تحت ''تفسیر ابن کثیر'' میں یہ روایت موجود ہے کہ حضرت نافع بن عبدالحارث کی ملاقات مقام ''عسفان'' میں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے ہوئی اور آپ نے نافع بن عبدالحارث کو مکہ کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ پس یہاں جب ملاقات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے دریافت فرمایا کہ مکہ میں اپنی جگہ کس کو چھوڑ آئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: ابن ابزیٰ کو۔ تو آپ نے فرمایا: تم مکہ کی حاکمیت ایک آزاد کردہ غلام کے سپرد کر آئے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ وہ اللہ کی کتاب کا جاننے والا، فرائض کا علم رکھنے والا اور اچھا وعظ کہنے والا ہے۔ تو حضرت عمر نے فرمایا: '' أما إن نبيكم قد قال: إن الله يرفع بهذا الكتاب قوماً و يضع به آخرين۔ '' یعنی سچ فرمایا آقا کریم نے کہ اللہ تبارک وتعالی اس کتاب کے ذریعے ایک قوم کے درجے بلند فرمائے گا اور دوسری قوم کو کمتر کر دے گا۔ (تفسیر ابن کثیر، ج: ۸، المجادلۃ، تحت الآیۃ)

دوسری آیت جوامام بخاری نے پیش فرمائی وہ ہے: ﴿رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ (طٰہٰ:۱۱۴) ترجمہ: اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم میں اضافے کی دعا مانگنے کی تعلیم دی، تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ علم کی فضیلت پر یہ آیت واضح طور پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ اللہ تبارک وتعالی نے کسی بھی امر پر زیادتی کا مطالبہ نہیں فرمایا سوائے علم کے (واضح رہے کہ یہاں علم سے مراد علم شرعی ہے)

دوسری جگہ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (الفاطر:۲۸) ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ اس آیت میں خوف الٰہی کو جماعت علماء کے ساتھ منحصر کر دینا علم کی فضیلت پر بین ثبوت ہے۔ لہذا خالق عالم کی معرفت جس کے اندر جتنا زیادہ اور اتم ہوگی وہ اتنا ہی زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوگا۔ حضرت ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں اللہ کا خوف نہیں وہ عالم نہیں۔

(خازن، الفاطر، ج:۳، تحت الآیۃ)

فرمان الٰہی ہے: ﴿كُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ﴾ (آل عمران:۷۹) ترجمہ: اللہ والے ہوجاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو۔ اسلام نے اولاد کی تربیت پر بڑا زور دیا ہے کیوں کہ اولاد سے ہی ہماری امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ اگر انھیں صحیح تربیت نہ دی گئی تو ہماری امیدوں پر وہ کھرے نہ اتریں گے اور کہیں نہ کہیں ہم بھی اس کے ذمہ دار ہوں گے۔

اس کے علاوہ آج کا یہ پرفتن دور جہاں زندگی کے ہر محاذ پر ایمان کے لٹیرے موجود ہیں وہیں جدت پسندی، فریب کاریاں، سوشل میڈیا، کیبل نیٹ ورک اور انٹرنیٹ جیسے سوشل میڈیا کے خطرات ہمیشہ لاحق ہیں، ایسے وقت میں اپنی اولاد و ماتحت کو اچھی اسلامی تربیت دینا والدین اور دیگر ذمہ داران کی اولین ذمہ داری ہوتی ہے۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''کسی باپ کی طرف سے اس کی اولاد کے لیے سب سے بہتر تحفہ یہ ہے کہ وہ اس کی اچھی تربیت کرے۔''

نسأل اللہ تعالیٰ أن یعین الابوین و إیانا علی تربیۃ الاولاد و العیال تربیۃ صحیحۃ سلیمۃ و صلی اللہ علی النبی الأمی و آلہ و بارک و سلم ﷺ

☆☆☆

فرمان تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

مذہبِ مہذب اہل سنت و جماعت یہی سچا مذہب ہے اور یہی سچا راستہ جو اللہ و رسول تک پہنچانے والا ہے۔

(مطبوعہ: اختر اعلی حضرت، ص: ۱۵۰)

اسلام کی نظر میں تعلیم کا مقصد

از: حضرت مفتی تنویر رضا مرکزی صاحب
استاذ جامعۃ الحبیب، رسول پور

خالق کائنات نے اس دنیائے فانی میں بے شمار مخلوقات پیدا فرمائے جن کی شمار کو نوک قلم پہ لانا ممتنع ومحال ہے مگر اس رب ذوالجلال نے کسی بھی مخلوق کو بے فائدہ وبے کار پیدا نہ فرمایا۔ اور کیوں نہ ہو کہ خود اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ﴾ (ص: ۲۷) ترجمہ: اور ہم نے اسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار نہ بنائے۔ (کنزالایمان)

اور ہر مخلوق کو مختلف شکل وصورت اور صفات وکمالات سے آراستہ وپیراستہ فرما کر تمیز کا مبنیٰ بنا دیا لیکن ان میں انسان کو سب پر فوقیت اور برتری عطا فرمائی اور اشرف المخلوقات بنایا۔ ویسے تو اس کی چند وجوہات ہیں مگر ان میں سے سب سے خاص اور اہم وجہ یہ ہے کہ رب قدیر نے انسان کو عقل وخرد، فہم وفراست اور علم کی لازوال دولت سے نوازا ہے، یوں تو اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو دیگر تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے مگر علم کے بغیر انسان کی سربلندی دیگر مخلوقات پر ایسا ہی ہے جیسا کہ بے دال کے بودم؛ کیونکہ علم کے بغیر انسان مثل بے دست وپا کے ہے۔

دین اسلام میں علم کی فضیلت واھمیت: مذہب اسلام میں علم کے مقصد پر روشنی ڈالنے سے پیشتر لازم ہے کہ علم کو سمجھ لیا جائے؛ کیوں کہ جب کسی شي کے مقصد کو بیان کیا

جائے تو کما حقہ اس وقت تک اس کو سمجھنا مشکل ہے جب تک فی نفسہ اس شی کو نہ سمجھ لیا جائے۔

علم ایک ایسا نور ہے جس کے ذریعے انسان ایمان ویقین کی دنیا آباد کرتا ہے، بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے، بروں کو اچھا، دشمن کو دوست اور بے گانوں کو اپنا بناتا ہے۔علم کی فطرت میں خیر اور بھلائی ہے، علم ہر مشکل وقت میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے، علم ہر زمانے میں پیش آنے والے مشکلات سے نمٹنے کے لیے معاون بنتا ہے، علم بنیادی طور پر صلاحیت اور قابلیت پیدا کرتا ہے، علم سے آراستہ ہونے کے بعد انسانی ذہن ودماغ میں وسعت اور کشادگی پیدا ہوتی ہے اور اسی کے بعد ریاست، سماج اور معاشرہ کی ترقی ممکن ہو پاتی ہے۔

علم کی فضیلت واہمیت، ترغیب وتاکید دین اسلام میں جس بلیغ ودل آویز انداز میں پائی جاتی ہے، اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔ تعلیم وتربیت اور درس وتدریس تو گویا اس دین برحق کا جزو لاینفک ہے۔ دین اسلام میں علم کی فضیلت واہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو سب سے پہلے انھیں تمام اشیاء کے ناموں کا علم عطا فرمایا اور اس کے ذریعے تمام فرشتوں پر فوقیت وبرتری عطا فرمائی، چناں چہ رب تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓـئِكَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ﴾ (البقرۃ:۳۱،۳۲)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا۔ سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ۔ بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ بے شک تو ہی علم وحکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

نیز جب وحی کی ابتدا ہوئی اس وقت عرب کی حالت ناگفتہ بہ تھی، قتل وغارت گری، چوری، ڈکیتی، قتلِ اولاد، زنا، بت پرستی کوئی بھی ایسی برائی نہ تھی جو ان میں نہ پائی جاتی تھی، پھر بھی اللہ

تبارک وتعالیٰ نے وحی کا آغاز ﴿إقرأ﴾ یعنی ''پڑھ'' سے فرمایا۔تو ابتدا میں ہی تعلیم کی طرف ذہن کو مبذول کرانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ تعلیم ہر برائی اور ہر مرض کا علاج ہے اور پروردگار عالم نے اپنے کلام مقدس میں علم اور علماء کی فضیلت میں بہت سی آیات کریمہ نازل فرمائی، کہیں ارشاد فرمایا: ﴿ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ﴾ (المجادلۃ، ت: ۱۱) ترجمہ: اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔ (کنزالایمان)

کہیں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ (الزمر: ۹) ترجمہ: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔ (کنزالایمان)

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے: ﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾ (الفاطر: ۲۸) ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (کنزالایمان)

اور علم کی فضیلت اور اس کو حاصل کرنے کی ترغیب کے حوالے سے بکثرت احادیث مبارکہ بھی وارد ہوئی ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: " فضل العالم على العابد كفضلى على أدناكم " (جامع الترمذی، ج:۲، باب العلم، ص: ۹۳) ترجمہ: عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے ادنی پر۔

اور فرمایا: " فقيه أشد على الشيطان من الف عابد " (ایضاً) ترجمہ: ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ہے۔ نیز ارشاد فرمایا: " من خرج في طلب العلم فهو في سبيل الله حتى يرجع " ترجمہ: جو شخص علم دین حاصل کرنے کی غرض سے نکلا وہ لوٹنے تک اللہ کی راہ میں ہے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے علم کے متعلق ارشاد فرمایا:

لیس الجمال بأثواب تزيننا ان الجمال جمال العلم والأدب
ليس اليتيم الذی قد مات والده بل اليتيم يتيم العلم و الحسب

ترجمہ: خوبصورتی ان کپڑوں سے نہیں جو ہمیں زینت بخشتے ہیں، بے شک خوبصورتی علم اورادب کی خوبصورتی ہے۔ یتیم وہ نہیں جس کا والد انتقال کر جائے بلکہ یتیم وہ ہے جو علم وحسب سے یتیم ہو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا کہ انسان کون ہے؟ انھوں نے فرمایا: علمائے کرام، پوچھا گیا، بادشاہ کون ہے؟ فرمایا: پرہیز گار لوگ، پوچھا گیا: بے وقوف کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو دین کے ذریعے دنیا کھاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے غیر عالم کو انسانوں میں شمار نہیں فرمایا؛ کیوں کہ جس خصوصیت کے ذریعے انسان تمام جانوروں سے ممتاز ہوتا ہے وہ علم ہے، پس انسان اس وصف کے ذریعے انسان ہوتا ہے جس کے باعث اسے عزت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت داغ دہلوی کہتے ہیں:

رہتا ہے نام علم سے زندہ ہمیشہ داغؔ اولاد سے تو بس یہی دو پشت چار پشت

تعلیم کا مقصد: کسی بھی سماج اور معاشرے کی تشکیل میں تعلیم اور مقصد تعلیم کا اہم ترین کردار ہوتا ہے، انسانی زندگی پر تعلیم کا بڑا گہرا اثر ہوتا ہے، اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق انسان کو اللہ کا بندہ اور خلیفہ قرار دیا جائے تو پھر اس کی تعلیم کا مقصد ہوگا کہ وہ یہ جانے کہ رب کی بندگی کے تقاضے کیا ہیں؟ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ذرائع کیا ہیں؟ وہ کیا چیز ہیں جو اسے خلافت ارضی کا اہل بناتی ہیں؟ تعلیم ایسی ہونی چاہیے جو اسے علم وبصیرت کی دولت سے مالا مال کر دے، زندگی کی ابدی اور روحانی حقیقتوں کا ادراک کرا سکے، سائنس اور معاشرتی رجحانات کو صحیح رخ پر ڈال سکے اور انفرادی واجتماعی حیثیت سے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انھیں نبھا سکے۔ اسلام نے مقصد تعلیم کو جو وسعت اور ہمہ گیری عطا کی ہے اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

عقیدہ اور ایمان کی جڑیں مضبوط کرنا: تعلیم کے مقاصد کثیرہ میں سے سب سے اہم اور خاص مقصد یہ ہے کہ تعلیم کے ذریعے ایمان وعقیدہ کی جڑوں میں آبیاری ہونی چاہیے اور ایسے طریقے پر تعلیم حاصل کرنا چاہیے کہ اس سے اللہ کی وحدانیت اور اس کے رسول کی محبت اور اسلامی تعلیمات کی اہمیت اور دولت اسلام کی قدر و قیمت سے آگاہی ہو سکے اور یہ بات کسی ذی عقل پر پوشیدہ نہیں کہ ایمان کی جڑوں کو مضبوط کرنے کا سب سے پہلا زینہ عشق مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے؛ کیوں کہ محبت رسول ہی ایمان کی جان ہے۔

پیارے آقا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: " لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب ألیه من والده و ولده والناس اجمعین "(مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان ص:۱۲)

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

قران تو ایمان بتاتا ہے انھیں — ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہے یہ

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

جان ہے عشق مصطفی روز فزوں کرے خدا — جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے — زندگی ہے نبی کی نبی کے لیے

فرق باطلہ اور غیر اسلامی نظریہ و تہذیب سے حفاظت:

جہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنے ذہنوں میں عقیدہ و ایمان کی اہمیت، حقانیت اور برتری کو پیوست کیا جائے، وہیں اس بات کی بھی شدید ترین ضرورت ہے کہ فرق باطلہ، غیر اسلامی نظریات اور غیر اسلامی تہذیب کے زہریلے اثرات سے حفاظت کی جائے، خاص کر گمراہ

بد دین فرقوں سے حفاظت کرنا اشد ضروری ہے؛ کیوں کہ گمراہ، بد دین ایمان کے لٹیرے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ﴾ (التحریم:٦)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (کنز الایمان)

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

سونا جنگل رات اندھیری کالی بدلی چھائی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیم تھانوی

سیرت و کردار سازی: سیرت و کردار سازی کے لیے قرآن میں ایک بڑا جامع لفظ ''تزکیہ'' ہے تزکیہ کے معنی: پاک و صاف اور ستھرا کرنے کے ہیں۔ انسان کے اندر خیر و شر دونوں طرح کی قوت موجود ہوتی ہے، تعلیم کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ خیر کی قوت کو طاقتور بنائے، تقویٰ کے میلانات کو پروان چڑھائے اور شر کی قوت کو کمزور اور برائی کے رجحانات کو بے اثر کر دے۔

صلاحیتوں کی نشوونما: اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو بے شمار صلاحیتوں اور خصوصیتوں سے نوازا ہے، انسان شکل و صورت کے اعتبار سے مخلوقات میں سب سے بہتر اور عقل و خرد کے اعتبار سے سب سے برتر قدرت کی صناعی کا بہترین شاہکار ہے لیکن عام طور پر انسانوں نے اللہ کے دیے ہوئے ان انمول تحفوں کی قدر و قیمت نہیں پہچانی اور خالق و مالک کی

شکر گزاری کی بجائے نافرمانی اور سرکشی پر آمادہ ہوئے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ تعالی نے جو صلاحیتیں بخشی ہیں، تعلیم کے ذریعے انھیں پروان چڑھایا جائے اور انھیں صحیح سمت دینے کی کوشش کی جائے۔

سماجی ذمہ داریاں نبھانا: تعلیم کی روشنی میں انسان کی تربیت ایسے انداز میں ہونی چاہیے کہ وہ خود اپنی ذات کے لیے، اپنے سماج اور اپنے معاشرے کے لیے نفع بخش ثابت ہو، اسے انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا احساس ہو اور حقوق ادا کرنے والا ہو۔

حاصل یہ ہے کہ اسلام کی نگاہ میں تعلیم کا مقصد ہے: انسان کو اللہ کا نیک بندہ اور زمینی خلافت کا اہل بنانا اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے تعلیم و تربیت کے دوران ان امور پر توجہ دینا جو اس سلسلے میں معاون ہو سکتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ قرآنی آیات اور احادیث طیبہ کی روشنی میں تعلیم کے یہ وہ چند مقاصد ہیں جو ہر مسلمان مرد و عورت کے پیش نظر رہیں۔ اللہ تعالی ہم سب پر اپنا فضل فرمائے۔ حصول علم کا جذبہ عطا فرمائے اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

بچوں کی دینی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار

از: حضرت مولانا غلام زرقانی مرکزی ازہری صاحب
سابق استاذ جامعۃ الحبیب، رسول پو، اڈیشا

اسلام میں اولاد کی تعلیم وتربیت ایک اہم فریضہ ہے۔ جس کی تمام تر ذمہ داری والدین پر ہے۔ اس لیے کہ اولاد کی تعلیم وتربیت میں بنیادی اور مرکزی کرداران کے والدین کا ہوتا ہے۔ ان کی سیرت سازی کے معاملے میں ماں باپ کو جو اہمیت حاصل ہے، وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ مگر صد افسوس کہ اکثر ماں باپ اس حوالے سے غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور یہ دور جدید کا بہت بڑا المیہ ہے جس پر توجہ دینا ہر ماں باپ کے لیے لازم ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے والدین کے دل میں اولاد کی بے پناہ محبت اور ان سے غیر معمولی وابستگی کا جذبہ پیدا فرما کر بہت بڑا احسان فرمایا ہے، تاکہ وہ اپنی فطری جذبے سے مجبور ہو کر اپنی نسل کی پرورش کرے اور یہ دنیا آباد رہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہر بچہ فطری طور پر خدا پرست ہے، لیکن خارجی عوامل کے زیر اثر صورت بدل جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِيۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا﴾ (سورۃ الروم: ۳۰) (یعنی یہ) اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت (ہے) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ (کنز الایمان) اس آیت میں ”فطرت“ سے مراد دین اسلام ہے اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مخلوق کو ایمان پر پیدا فرمایا ہے۔

حدیث پاک ہے: ”عن ابي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ كل مولود

یولد علی الفطرۃ فابواہ یھوّدانہ او ینصّرانہ او یمجّسانہ“

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے پھر اس بچے کے ماں باپ اسے یہودی نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔“

یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں والدین کا نمایاں کردار ہوتا ہے۔ بایں طور کے ایک بچہ جب دنیا میں آنکھیں کھولتا ہے، تو اس کے اندر فطری طور پر اسلام سے قریب ہونے اور اسے قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ یعنی اگر اسے کسی مذہب کی طرف نہ پھیرا جائے تو وہ مسلمان ہی رہے گا۔ مگر چونکہ بچے کا شب و روز والدین کے ساتھ گزرتا ہے، ان کے اقوال و اعمال کو برابر سنتا اور دیکھتا ہے، تو پھر وہ اسلام سے دور ہو کر ان کے نقش قدم پر چل پڑتا ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں: ”بچہ والدین کے پاس اللہ تعالی کی امانت ہے۔ اور اس کا دل ایک عمدہ صاف اور سادہ آئینہ کی مانند ہے، جو بالفعل اگرچہ ہر قسم کے نقش و صورت سے خالی ہے، اس کے باوجود ہر طرح کے نقش و اثر کو فوری طور پر قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہے۔ اسے جس چیز کی طرف چاہیں مائل کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس میں اچھی عادات پیدا کی جائیں اور اسے علم نافع پڑھایا جائے تو وہ عمدہ نشو نما پا کر دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کر لیتا ہے۔ یہ ایک ایسا کار خیر ہے جس میں اس کے والدین اساتذہ اور مربی وغیرہ سب حصہ دار ہوتے ہیں، لیکن اس کی بری عادات سے صرف نظر کیا جائے اور اسے جانوروں کی طرح کھلا چھوڑا جائے، تو وہ بد اخلاق ہو کر تباہ ہو جاتا ہے۔ جس کا وبال اس کے ولی اور سرپرست کی گردن پر پڑتا ہے۔ تو اب والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچے کے لیے ایسا ماحول پیدا کریں، جس سے کہ ان کے دل میں اسلام کی سچی محبت پیدا ہو اور قرآن و حدیث میں یہ ذمہ داری واضح طور پر والدین کے سپرد کی گئی ہے۔

اور یہاں یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ اولاد کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی آخرت میں مواخذہ کا سبب بن سکتی ہے۔ اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا

اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ .﴾(سورۃ التحریم، آیت نمبر:٦)

اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (کنزالایمان)

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ''کلکم راع وکلکم مسؤول عن رعیته'' یعنی ''تم میں سے ہر شخص راعی (نگہبان) ہے اور ہر شخص سے قیامت کے دن اس کے رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

یعنی ہر ایک شخص سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ کیا اس نے اپنی ذمہ داریاں پوری کی تھیں؟ اسی طرح والدین سے سب سے پہلے ان کی اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اولاد کی اچھی یا بری تعلیم وتربیت کا دارومدار والدین کی ذہن سازی اور اخلاق و کردار پر منحصر ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والدین کو تعلیمی وتربیتی ذمہ داری کی طرف رغبت دلائی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اکرموا اولادکم واحسنوا ادبھم'' یعنی ''اپنی اولاد کی تکریم (عزت افزائی) کیا کرو اور انہیں اچھے اداب سکھایا کرو۔'' (ابن ماجہ)

نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ما نحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن'' ''کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ نہیں دیا۔''

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ واحادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ ذمہ داری کتنی اہم ہے اور یہ ذمہ داری صرف ماں پر یا صرف باپ پر نہیں ڈالی گئی بلکہ یہ مشترکہ عمل ہے، اور میاں بیوی باہمی تعاون سے اس ذمہ داری کو انجام دیتے ہیں۔ اس عظیم ذمہ داری (بچوں کی تعلیم وتربیت) کے اہم ترین نکات درج ذیل ہیں:

بچوں کی ایمانی تعلیم و تربیت: ایمانی تعلیم وتربیت سے مراد یہ ہے کہ جب

بچوں کے اندر شعور و سمجھ پیدا ہو جائے تو والدین پر ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ایمان کی بنیادی تعلیم و تربیت سے آراستہ کریں۔مثلاً: اللہ تعالی پر ایمان لانا، فرشتوں پر ایمان لانا، تمام رسولوں پر ایمان لانا، یوم آخرت، اچھی بری تقدیر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لانا وغیرہ۔اسی طرح عقل و شعور آنے پر حلال و حرام کے احکامات کے علم سے بھی اراستہ کرنا چاہیے۔اسی سلسلے میں اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:''عقائد اسلام و سنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی و قبول حق پر مخلوق ہے۔اس وقت کا بتایا پتھر کا لکیر ہوگا۔'' (فتاوی رضویہ، صفحہ نمبر: ۴۵۴، جلد نمبر: ۱۵)

اور مربی و معلم پر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اسی عمر میں بچے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سچی محبت کا درس دیں تا کہ وہ ان کے نقش قدم پر چل کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکے۔امام اہل سنت اعلی حضرت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان و عین ایمان ہے اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آل و اصحاب اور اولیاء و علماء کی محبت و عظمت تعلیم کرے کہ اصل سنت و زیور ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے۔
(فتاوی رضویہ، صفحہ نمبر: ۴۵۴، جلد نمبر: ۱۵)

اخلاقی تعلیم و تربیت: بچوں کو ایمانی تعلیم و تربیت کے ساتھ اخلاق و کردار کی تربیت کرنا بھی بہت ضروری ہے اور بچپن سے ہی ان کا عادی بنانا لازمی ہے تا کہ جب وہ مکلف ہوں تو یہ تمام کمالات و صفات ان میں موجود ہوں۔اخلاقی تعلیم و تربیت کا اعلی معیار تو یہ ہے کہ مومن کا وجود معاشرے کے لیے فوائد سے بھر پور ہو اور اخلاقی تربیت کا سب سے ادنیٰ معیار یہ ہے کہ لوگ مومن کے شر سے محفوظ رہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''ان خیارکم احاسنکم اخلاقا'' یعنی تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔(بخاری و مسلم)

تو اب والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کو برے کاموں سے متنبہ کریں، سچائی، امانت، لوگوں کی مدد، بڑوں کا احترام، مہمانوں کی عزت اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی

ترغیب دیں۔ گالی گلوچ، غیبت، چغلی، جھگڑا اور گندے کلمات کی ادائیگی سے باز رکھیں، تاکہ بری عادات واخلاق ان میں جذب نہ ہوجائیں۔

جسمانی تعلیم و تربیت: اسلام نے والدین پر جو ذمہ داریاں عائد کی ہیں، ان میں ایک ذمہ داری جسمانی تربیت بھی ہے۔ تاکہ بچے اپنے عقیدے، دین اور بدن میں ہر لحاظ سے قوی ہوجائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: ”المؤمن القوي خير واحب الى الله من المؤمن الضعيف“، یعنی طاقتور مومن کمزور مومن کی نسبت زیادہ بہتر ہے اور اللہ کو زیادہ پیارا اور پسند ہے۔ (بخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ کو طاقتور مومن اس لیے پسند ہے کہ وہ عبادت کی ادائیگی کے لیے تازہ دم رہتا ہے، جلدی تھکتا نہیں، بدنی عبادتوں کے لیے مستعد رہتا ہے۔ مثلاً: نماز، روزہ اور حج وغیرہ۔ اسی طرح جسمانی ورزش بھی جسمانی تعلیم وتربیت کا ایک حصہ ہے۔ مثلاً: تیر اندازی وغیرہ۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ہمیں اس بات کا حکم ہے کہ ہم اپنی اولاد کو تیر اندازی اور قران مجید کی تعلیم دلائیں۔“ (کنز العمال) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو خط لکھا: ”اپنی اولاد کو تیرا کی اور گھڑ سواری سکھاؤ۔“ (درمنثور) بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام ریاضت اور ورزش کی کس قدر ترغیب دیا کرتے تھے۔

ذہنی و عقلی تعلیم و تربیت: ذہنی وعقلی تربیت سے مراد یہ ہے کہ علوم شرعیہ اور دیگر علوم عصریہ سے ایسی تربیت کی جائے جس سے کہ بچے کے افکار میں پختگی پیدا ہو۔ ”عقلی تربیت بھی“ ایمانی، اخلاقی اور جسمانی تربیت کی طرح تربیت کا ایک اہم حصہ ہے۔ کیونکہ ایمانی تربیت ہی عقلی تربیت کی بنیاد ہے۔ جسمانی تربیت اس کو بنانا اور تیار کرنا ہے۔ ”اخلاقی تربیت“ بچوں کو اعمال صالحہ کا عادی بنانا۔ اور ”عقلی تربیت“ کے ذریعے ان کو سمجھدار اور تعلیم یافتہ بنانا ہے۔ عقلی تربیت مندرجہ ذیل امور میں منحصر ہے:

۱۔بچوں کی تعلیم کا خاص خیال رکھنا۔
۲۔قران وسنت اوراسلامی تاریخ کی روشنی میں ذہن سازی کرنا۔
۳۔بچوں کوان کاموں سے بچانا ہے جوجہنم میں لے جانے کا سبب ہیں۔
تربیت نبوی کی کچھ مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

محبت وشفقت کابرتاؤ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ۔"ياخذني فيقذني على فخذه ويقعد الحسن على فخذه الاخر ثم يضمها ثم يقول: اللهم ارحمهما فاني ارحمهما"

ترجمہ: اللہ کے رسول مجھے لیتے اور اپنی ایک ران پر بیٹھاتے اورحسن بن علی کو اپنے دوسرے ران پر بیٹھاتے پھر دونوں کو چمٹا لیتے پھر فرماتے اے اللہ ان دونوں بچوں پر رحم فرما کیونکہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔(بخاری شریف)

توضیح: اس حدیث میں بچوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحم وشفقت کے عملی نمونہ کا بیان ہے۔

فرائض کی تاکید: حضرت عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"مروا اولادكم بالصلاة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر وفرقوا بينهم في المضاجع"

ترجمہ: جب تمہارے بچے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب وہ دس برس کی عمر کو پہنچ جائیں (اور وہ نماز میں سستی کریں) تو اس پر انہیں ضرب لگاؤ اور ان کو جدا جدا بستر پر سلاؤ۔(سنن ابوداؤد)

توضیح: اس حدیث میں دو باتوں کی تاکید کی گئی ہے ایک یہ کہ بچوں کو چھوٹے سے ہی نماز کی عادت ڈالی جائے تاکہ مکلف ہونے پر اس فریضہ کو کما حقہ ادا کرسکے۔

دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ دس سال کے بچے کا بستر الگ الگ ہونا چاہیے۔اس عمر میں

بچے اگرچہ بالغ نہیں ہوتے مگر ان کے اندر کچھ نہ کچھ تمیز اور شعور ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کر دے اور جب دس برس کا ہو نماز مار کر پڑھائے۔ آگے فرماتے ہیں اس عمر سے اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ سلائے۔ جدا بچھونے، جدا پلنگ پر اپنے پاس رکھے۔'' اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سونے اور اس کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری شریف)

خلاصہ بحث: بچوں کو دینی تعلیم سے اراستہ کرنا اور قرآن وسنت کی روشنی میں تربیت کرنا یہ وقت کا اہم ترین تقاضہ ہے اس میں کسی قسم کی کوتاہی بڑے نقصان کا باعث ہوسکتی ہے۔ لہذا اماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ تربیت میں ہر اس چیز کی کوشش کرے، جوان بچوں کے لیے دینی ودنیاوی اعتبار سے مفید ہو۔ اور ہر اس چیز سے بچانے کی کوشش کرے، جوان کے لیے مضر ہو۔

اللہ تبارک وتعالی اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہمارے بچوں کی حفاظت فرمائے۔ اوران کی تعلیم وتربیت میں آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

☆☆☆

منصب تدریس اور اس کی ذمہ داریاں

از قلم: حضرت مولانا محمد اصغر علی مصباحی صاحب

استاذ دار العلوم مجاہد ملت، دھام نگر شریف، اڈیشہ

تدریس کے معنی درس دینا، بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانا یا مختلف علوم و فنون میں مہارت پیدا کرانا ہے۔ کار تدریس اور دیگر پیشوں میں بڑا فرق ہے، لوہار، بڑھئی، سنار وغیرہ کو اپنے پیشے کے سلسلے میں ایسی چیزوں سے واسطہ پڑتا ہے جو بے جان ہوتی ہیں جن کا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ یہ ساری چیزیں پورے طور پر کاریگر کے تصرف و اختیار میں ہوتی ہیں وہ اپنی فنی مہارت کا جس طرح چاہیں مظاہرہ کریں یہ چیزیں مزاحمت نہیں کرتیں، لیکن معلم اور مدرس کو ایک زندہ باشعور ہستی (بچے) سے سابقہ پڑتا ہے جو ہستی صاحب ارادہ ہوتی ہے، جس کی اپنی خواہشات اور دلچسپیاں ہوتی ہیں۔ اگر اس کی آمادگی اور خواہش شامل حال نہ ہو یا اس کی عمر، فہم اور سابقہ معلومات کا لحاظ نہ کیا جائے تو معلم کی ہزار کوششوں کا نتیجہ لا حاصل ہوگا۔

منصب و مرتبہ: تعلیم و تدریس ایک معزز اور قابل احترام منصب ہے۔ معلم و مدرس تعلیم و تربیت کا وہ بنیادی عنصر ہے جس کے بغیر تعلیم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ماہرین تعلیم کے بقول استاد کا کردار ایک اچھے مالی کی طرح ہے جس طرح باغ میں پودوں کی مناسب افزائش مالی کی بھرپور کوشش کے بغیر نہیں ہوسکتی، اسی طرح بچوں کی تعلیم و تربیت بھی معلم کی بھرپور توجہ کے بغیر ناممکن ہے۔

تعلیم وتدریس نہایت ہی مقدس اور معزز پیشہ ہے۔ ہر مذہب وسماج میں اساتذہ کو بڑا احترام حاصل ہے؛ کیونکہ سماج میں جو بھلائیاں اور نیکیاں موجود ہیں اور لوگوں میں خدمت خلق کا جو جذبہ کار فرما ہے وہ دراصل تعلیم ہی کا نتیجہ ہے۔اسی لئے اساتذہ کا احترام اسی قدر ضروری ہے جتنا اپنے والدین کا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ میں حدیث کی نقل وروایت اور فہم ودرایت میں بڑے اعلیٰ درجے کے مالک ہیں، اور تفسیر وفہمِ قرآن میں بڑے مفسر تسلیم کئے گئے ہیں۔لیکن اس مقام ومرتبہ کے باوجود صورت حال یہ تھی کہ حضرت زید بن ثابت انصاری کی سواری کی رکاب تھام لیتے اور کہتے تھے کہ ہمیں اہل علم کے ساتھ اسی سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے سامنے ورق پلٹتا تو بہت نرمی سے کہ کہیں آپ کو بار خاطر نہ ہو۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ اپنے استاد حضرت حماد کے مکان کی طرف پاؤں کرنے سے احتیاط کرتے تھے۔

معلمی کا سلسلہ ایک ایسا مقدس مشغلہ ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اعلی صفت اور فرائض نبوت میں سے ایک فریضہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (سورۃ آل عمران : ۱۶۴)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک وصاف بنائے، اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے۔ جب کہ یہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”انما بعثت معلما“ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ دعا فرمائی: ''اللھم اغفر للمعلمین وأطل اعمارھم و بارک لھم فی کسبھم و معاشھم''

اے اللہ! قرآن سکھانے والوں کی مغفرت فرما اور ان کی عمریں دراز فرما اور ان کی کمائی اور معاش میں برکت عطا فرما۔

ان تمام روایات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ منصب تدریس کتنا بڑا منصب ہے۔ اساتذہ کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے انہیں علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو سکھانے کی توفیق بخشی۔

ذمہ داریاں: جو شخص جتنے بلند منصب و مقام پر فائز ہوتا ہے اسی اعتبار سے اس کی ذمہ داریاں بھی زائد ہوتی ہیں۔ ایک معلم کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے کارِ تدریس کو ریا اور دکھاوا سے خالی رکھے۔ روایت میں جو مرتبہ و منصب کا بیان ہے اس کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ معلم اخلاص کے ساتھ یہ کام انجام دے، دوسرا اور کوئی مقصد نہ ہو۔

معلم شاگرد کے حق میں باپ کا درجہ رکھتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو وہی پیار و محبت دے جو ایک باپ اپنے بیٹے کو دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے شاگردوں کے حوالے سے فرماتے تھے کہ اگر ان پر ایک مکھی بھی بیٹھ جائے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (تذکرۃ السامع، ص:۴۹)

اسلاف کرام کو اپنے شاگردوں سے ایسی محبت ہوتی کہ وہ ان کی ذاتی دشواریوں کو بھی حل فرماتے تھے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے فقیہ و محدث ہیں۔ جب یہ تحصیل علم کی خاطر مدینہ طیبہ پہونچے تو حضرت امام مالک نے اپنے ہونہار شاگرد کو خود اپنا مہمان بنایا۔ اور جب تک مدینہ میں رہے ان کی کفالت کرتے رہے۔ اس طرح کے بے شمار واقعات کتابوں

میں موجود ہیں۔ لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ مدارس کو چھوڑ کر تمام درسگاہیں ایک تجارت بن کر رہ گئیں ہیں۔ اساتذہ تاجر ہیں اور طلبہ گاہک۔

استاذ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے طلبہ کا خیر خواہ ہو۔ اس کی ترقی سے خوش ہو اور اس کی تکلیف و ناکامی دیکھ کر رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہو۔ ساتھ ہی ساتھ استاذ اپنے مضمون پر مناسب محنت کرتا ہو اور اس کے مطالعہ و تحقیق میں ارتقاء اور تسلسل ہو۔ اس کے بغیر وہ اپنے طلبہ کو کماحقہ فیضیاب نہیں کر سکتا۔ نیز اوقات درس کا پابند ہو۔ اوقات درس کو اپنے طلبہ کے لئے امانت تصور کرے۔ قرآن کریم میں کم ناپ تول کرنے کی مذمت ہے۔ اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ناپ تول کی کمی میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ وہ اوقات ملازمت میں سے کوئی حصّہ اپنے کام میں خرچ کرے۔

معلم کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنے طلبہ کی نفسیات کا خیال رکھے۔ طالب علم کے ساتھ اہانت آمیز سلوک کرنا اور اس کی تذلیل کے درپے ہونا کسی بھی طرح استاذ کے شایان شان نہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ اگر کسی کی غلطی پر ٹوکنا ہوتا تو تنہائی میں توجہ دلاتے اور اگر متعدد افراد کو اس غلطی میں دیکھتے تو مجمع عام میں کسی کا نام لئے بغیر مبہم انداز میں توجہ دلاتے۔

استاذ کو باوقار ہونا چاہئے۔ اگر معلم خود ہی اخلاقی پستی کا شکار ہو، طلبہ سے سطحی گفتگو کرنے والا ہو اور ان کے ساتھ ہنسی مذاق کرتا ہو تو طلبہ بجا طور پر اس معلم کو اپنا بے تکلف دوست سمجھنے لگتے ہیں اور استاذ کا درجہ نہیں دیتے۔ کیونکہ یہ ایک فطری بات ہے کہ انسان خود کتنا ہی برا ہو، اپنے بزرگوں کو اس سے الگ دیکھنا چاہتا ہے۔ معلم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حتی الامکان طلبہ سے خدمت لینے سے گریز کرے اور اپنے شاگردوں کو دین دار بنانے کی فکر کرے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے خود باشرع اور دیندار بنے اور اپنی ذات کو عملی نمونہ کے طور پر پیش کرے۔

معلم کی ذمہ داری طلبہ کو چند اسباق پڑھا دینا ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا فرض طلبہ کی شخصیت تعمیر کرنا، ان میں حکمت و دانائی پیدا کرنا اور انہیں سماج کا ایک متحرک اور مفید رکن بنانا ہے۔ اس

ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ معلم طلبہ اور سماجی تقاضوں کے درمیان ایک نظریاتی اور فکری پل تعمیر کرے۔

موجودہ دور میں فروغ علم کی رفتار اتنی شدید ہے کہ حصول علم کے طریقوں میں بنیادی تبدیلیوں کے بغیر کامیابی حاصل کرنا دشوار ہو چکا ہے۔ علم و عمل کے درمیان ہر خلیج کو پاٹنا استاد کے فرائض میں شامل ہے۔ دور حاضر کے معلم کو صرف روایتی انداز میں تعلیم دے دینا کافی نہیں ہے بلکہ حالات کے پیش نظر جدت طرازی کے سلسلوں کو بھی اپنے والی عمل میں شامل کرنا ضروری ہے۔

موجودہ زمانے میں علم کا دائرہ مسلسل بڑھ رہا ہے۔ معلومات کے خزانے میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایسے حالات میں اب معلم کی ذمہ داری صرف معلومات فراہم کرنا نہیں ہے۔ یہ تو ایک انگلی کی حرکت سے بھی ترقی یافتہ دور میں حاصل کئے جا سکتے ہیں بلکہ ضرورت ہے طلبہ کو نت نئے طریقوں سے واقف کرانا تا کہ طلبہ حالات کا مقابلہ کر سکیں۔

مختصر یہ کہ سماج اور قوم کی تعمیر و ترقی میں اساتذہ کا ایک اہم رول ہے۔ وہ نہ صرف طلبہ بلکہ سماج کے لئے بھی قابل احترام ہیں۔ اس لئے اساتذہ کرام کو چاہیئے وہ اپنے منصب و مرتبہ کا خیال کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ نبھائیں تا کہ وہ سماج اور قوم کو قابل و با صلاحیت افراد دے سکیں۔

☆☆☆

تعلیم نسواں، ضرورت اور طریقۂ کار

از: حضرت مفتی محمد منظم قادری ازہری صاحب
حنفی دارالافتاء دہلی

مغربی کلچر سے جنم لینے والے آزادیٔ نسواں اور حقوق نسواں جیسے دل فریب اور پر کشش نعروں کی طرح گزشتہ برسوں میں تعلیم نسواں کے خوشنما نعرے نے بھی کافی ترقی وعروج حاصل کیا ہے۔ دوسری طرف اور حالیہ چند برسوں کا جائزہ لیا جائے تو برصغیر ایشیا بالخصوص ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تعلیم نسواں کے اس خوش کن نعرہ کے نتیجہ میں بڑے پیمانے پر مدارس نسواں کا وجود عمل میں آیا اور روز بروز ان کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ یقیناً تعلیم نسواں ایک ضروری امر ہے اور ضروری ہی نہیں بلکہ مذہب اسلام نے تعلیم نسواں کو فرض قرار دیا ہے۔ اور یہ مذہب اسلام کا امتیازی وصف ہے کہ اس نے دیگر تمام ادیان و مذاہب کے مقابلے میں علم کے زیور سے مرصع و مسجع ہونے پر زیادہ زور دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اور آخری نبی ﷺ پر جو سب سے اول وحی نازل فرمائی اس میں لفظ ''اقرأ'' کے ذریعہ پڑھنے کو ہی تعلیم دی ہے۔

علم کی اسی اہمیت کے پیش نظر غیب داں نبی محمد عربی ﷺ نے ''**طلب العلم فریضة علی کل مسلم**'' ارشاد فرما کر ہر مرد مسلمان عورت پر علم کا حصول فرض قرار دیا۔ تاریخ اور قوانین عالم سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ دنیا کی سب سے عظیم طاقت کہلانے

والی تنظیم (U.N.O) نے اپنے منشور میں علم حاصل کرنے کو انسان کا بنیادی حق قرار دیا ہے جس میں نہ تو مرد کی تخصیص کی ہے اور نہ ہی عورت کو حصول علم سے منع کیا ہے۔اس نے علم کا ذکر مطلقاً کیا ہے۔جس کا دل کرے وہ اکتساب علم کی برکتوں سے اپنے آپ کو بہرور کر سکتا ہے۔حق اور فرض میں واضح فرق یہ ہے کہ حق نہ لینے پر زور زبردستی اور کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہے جبکہ اس کے برعکس فرض کی عدم ادائے گی کی صورت میں انسان سزا کا مستحق ہوتا ہے۔اس سے بھی واضح وآشکار ہوتا ہے کہ حصول علم کی سب سے زیادہ اہمیت وفضیلت اور تاکید مذہب اسلام میں ہی ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ علم حاصل کرنے کے سلسلے میں مذہب اسلام کی تاکید مردوزن کے لئے یکساں ہے۔تعلیم ہر مردوزن کا نہ صرف حق ہے بلکہ بطور مسلمان ہم پر فرض ہے۔اور ہمارا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ اس باب میں اصولی طور پر مردوزن دنوں کے مابین کوئی فرق نہیں ہے بعض لوگوں کی علاقائی روایات کلچر یا خارجی وجوہات کی بنا پر اس بنیادی حق میں کمی بیشی ہوتی رہی ہے لیکن جہاں تک اسلام کی ہدایت اور خیر القرون سے ہمیں معلوم ہوتا ہے تو مسلم خواتین پر تعلیم کے لازمی ہونے میں کوئی دوسری رائے نہیں رکھی جاسکتی۔غور کرنے کا مقام ہے کہ بھلا وہ مذہب جس نے دنیائے انسانیت کو اخوت و بھائی چارگی کا سبق سکھایا ظلم وتفریق کے دلدل میں دھنسی ہوئی انسانیت کو عدل ومساوات کا درس دیا ذلیل ترین اور حقیر شئ سمجھی جانے والی صنف نازک کو سماج اور معاشرہ میں باوقار مقام عطا کیا بھلا وہ مذہب معاشرہ اور سماج کی نصف آبادی (عورت) کو تعلیم جیسی عظیم نعمت سے کیسے محروم رکھ سکتا تھا۔جبکہ عورت کے دم سے حیات قائم ہے۔عورت کے بغیر انسانی نسل کا استحکام اور نشو ونما ناممکن ہے۔بقائے حیات و معاشرے کا قیام واستحکام جسمانی وروحانی آسودگی عورت ہی کے باعث ہے۔عورت ماں کے روپ میں بے لوث محبت وشفقت وہمدردی اور ایثار وقربانی کی انمول داستان ہے۔عورت بیوی کی صورت میں خلوص ووفاداری اور چاہت کا حسین افسانہ ہے۔عورت بہن کی شکل میں اللہ تعالی

کی بہترین نعمت ہے تو بیٹی کے روپ میں خدا کی رحمت۔ سچ تو یہ ہے کہ عورت انسانیت کی عزت اور اس کا وقار ہے۔

جس کے زلف و رخ سے ہے تشریح صبح وشام
الغرض عورت ہے اک جامع کتاب کائنات

مذہب اسلام نے عورت کو بلند و بالا مقام و مرتبہ عطا فرما کر اس کی حیثیت متعین کر دی ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اسلام نے عورت کو تحت الثری سے اٹھا کر اوج ثریا تک پہنچا دیا ہے۔ علم مرد وزن دونوں کا حق اور دونوں کی زندگی کو بہتر بنانے کا آلۂ کار ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا تفریق جنس امیر وغریب کو حصول علم کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ علم سیکھنا فرض ہے۔ علم کسی کی جاگیر نہیں۔ ایسا نہیں کہ صرف مردوں کو علم حاصل کرنے کا حق ہے اور عورتیں اس حق سے محروم ہیں۔ اسی طرح صرف امراء اور رؤسا علم کو اپنے گھر والوں کے لیے مخصوص بنا کر رکھیں گے اور غریب علم کے لئے ترسیں گے۔ بلکہ اسلام نے یہ اعلان کر دیا کہ ہر شخص اپنی حیثیت اور استطاعت کے بقدر علم حاصل کرے اور ضرورت کے بقدر علم کا حصول ہر مرد وعورت پر فرض ہے۔

اسلام سے قبل عورت کا مقام: تمدن انسانی کی پوری تاریخ کا بہ نظر غائر اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح واضح اور آشکار ہو جاتی ہے کہ عورت کا وجود دنیا میں ذلت وشرم اور گناہ کا وجود تھا۔ بیٹی کی پیدائش باپ کے لئے بلکہ سارے خاندان کے لئے سخت عیب اور موجب ننگ و عار تھی۔ اسلام کے آنے کے بعد عورتوں کی حالت میں جو تبدیلی رونما ہوئی اس نے نہ صرف قانونی اور عملی طور سے بلکہ ذہنی و عقلی طور پر بھی ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا۔ اسلام ہی نے عورت اور مرد دونوں کو ہی بدلا ہے۔ عورت کی عزت اور اس کے حق کا تخیل ہی انسانی دماغ میں اسلام کا پیدا کیا ہوا ہے۔ آج حقوقِ نسواں تعلیمِ نسواں اور بیداریِ اناث

کے جو بلند بانگ نعرے پردۂ سماع سے ٹکرا رہے ہیں ان میں وہ جذبۂ خیر خواہی موجود نہیں ہے جو اس انقلاب انگیز صدا میں تھا جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے بلند ہوئی تھی اور جس نے افکار انسانی کے دھارے کو پھیر دیا تھا۔ وہ آقائے کریم ہی ہیں جنھوں نے دنیا کو بتایا کہ عورت بھی ویسی ہی انسان ہے جیسا کہ مرد۔ اسی طرح اسلام میں عورتوں کا مقام اور اس کی اہمیت اس حدیث سے بھی اجاگر ہوئی ہے جس میں نبیٔ کریم علیہ السلام نے اس شخص کے لئے دوہرے اجر کی بشارت دی ہے جس نے اپنی باندی کی بہتر تعلیم و تربیت کی، پھر اسے آزاد کیا اور اس کی شادی کرادی۔ (بخاری شریف) غور کرنے کا مقام ہے کہ جو مذہب ایک باندی کی تعلیم و تربیت پر دوہرے اجر کی خوش خبری دیتا ہو، بھلا اس مذہب میں اپنی بیٹی اور بہن کی تعلیم و تربیت پر کس قدر اجر و ثواب ہوگا۔

کسی بھی معاشرے کے روشن مستقبل کا انحصار صرف مردوں کی علمی لیاقت اور قابلیت پر نہیں ہوتا بلکہ تعمیر معاشرہ میں عورت کا کردار مردوں سے کہیں عظیم ہوتا ہے۔ رسول اللہ کے فرمان کے مطابق عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگراں ہے۔ اور اس کے لئے وہ اللہ کے نزدیک جوابدہ بھی ہے۔ اتنی بڑی ذمہ داری کا بوجھ وہی عورت اٹھا سکتی ہے جو تعلیم یافتہ ہو۔ خصوصا جسے معاشرتی زندگی میں احکامات خداوندی سے آگاہی ہو اور جو اپنے فرائض و ذمہ داری سے آشنا ہو۔ اپنی آغوش میں پرورش پانے والے بچے کی یہ پہلی معلمہ ہے۔ اور یہیں سے بچہ کی سماجی، تہذیبی اور اخلاقی تعلیم و تربیت کا آغاز ہوتا ہے۔ ماں کے عادات واطوار کی گہری چھاپ بچے پر پڑتی ہے۔ لہذا بچے کے مستقبل کی بہتری کے لئے ماں کی طرف سے صحیح رہنمائی ہی بچے کے مستقبل کو سنوارنے اور اسے ایک اچھا انسان بنانے میں معاون و مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جہاں ایک طرف آقائے کریم کی حکیمانہ تعلیم و تربیت سے مرصع اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی جنہیں آپ نے ستاروں سے تعبیر کیا تو دوسری

طرف خواتین اسلام کی ایسی سیکڑوں مثالیں ملتی ہیں جنھوں نے علم وفن کے میدانوں میں عظیم کارنامے انجام دیئے۔امہات المؤمنین اور صحابیات رضی اللہ تعالی رضی اللہ عنہن صرف لکھنا پڑھنا جانتی تھیں بلکہ تاریخی روایت و واقعات سے بھی اچھی طرح واقف تھیں۔شعر وادب سے بھی شغف ہوتا تھا۔اور کتاب وسنت کا علم وفہم بھی اتنا ہوتا تھا کہ بعض خواتین سے صحابہ کرام ودیگر مشائخ مسفید ہوتے تھے۔

چنانچہ ازواج مطہرات میں سرفہرست حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آتا ہے۔ان کا مرتبہ اتنا بلند وبالا تھا کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں وہ فتوی دیا کرتی تھیں۔ان سے دو ہزار دوسودس (۲۲۱۰) احادیث مروی ہیں۔علم حدیث کے علاوہ فقہ، خطابت اور ادب میں بھی کمال رکھتی تھیں۔بڑے بڑے صحابہ کرام ان سے رجوع کیا کرتے تھے اور فقہی تاریخ، ادبی اور طبی مسائل میں ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ان کے بعد حضرت ام سلمی رضی اللہ عنہا کا مقام آتا ہے۔ان سے ۳۷۸ /احادیث مبارکہ مروی ہیں۔خاص طور پر انکا مقام فقہ میں ہے۔انہوں نے اپنے گھر میں مدرسہ کھول رکھا تھا۔جس میں وہ ناظرۂ قرآن، فن تجوید وقرأت اور احادیث کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔اہل مدینہ کے حضرت شیبہ اور قاری نافع مولی ابن حجر کو ان کے زیر تربیت شاگردی کا شرف حاصل تھا۔اسی طرح حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے ساٹھ احادیث مبارکہ مروی ہیں۔یہ حافظۂ قرآن بھی تھیں۔ان کے علاوہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آتا ہے۔

تعلیم وتدریس کے میدان میں جنھوں نے گراں قدر کارہائے نمایاں انجام دیئے ان میں حضرت زینب بنت ابی سلمہ، فاطمہ بنت قیس، حضرت ام درداء، حضرت اسماء بنت ابوبکر، حضرت شفا بنت عبداللہ، حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہن وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔
حضرت زینب بنت ابی سلمہ نے رحمت دوعالم کے دامن شفقت میں تربیت پائی تھی۔اس لئے

فضل وکمال کے لحاظ سے نہایت ہی بلند مرتبہ پر فائز تھیں ۔علامہ ابن عبدالبر اور علامہ ابن اثیر نے ان کے بارے میں رقم فرمایا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کی فقیہ ترین خاتون تھیں ۔ارباب علم سیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ بڑے بڑے ذی علم واستعداد حضرت زینب سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے ۔حضرت فاطمہ بنت قیس سے چونتیس ۳۴/احادیث مبارکہ مروی ہیں ۔ارباب علم ودانش یوں رقم طراز ہیں کہ یہ صورت وسیرت ہر لحاظ سے ہمہ صفت تھیں ۔اور نہایت دانا، ذی علم اور باکمال خاتون تھیں ۔حضرت اسماء بنت ابوبکر بے پناہ عزم واستقلال، ہمت وحوصلہ اور جرأت ایمان سے لبریز تھیں ۔ان سے چھبیس احادیث مبارکہ مروی ہیں ۔حضرت شفا بنت عبداللہ ان معدودے چند خواتین میں سے تھیں جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں ۔مریض ان کے پاس آتے تھے اور وہ جھاڑ پھونک سے ان کا علاج کرتی تھیں ۔وہ نہایت درجہ عقل وخرد کی مالکہ تھیں ۔انتظامی صلاحیتوں کی مالکہ بھی تھیں ۔حضرت اسماء بنت عمس کا ذکر بڑی جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے ۔حبشہ سے خصوصی طور پر حکمت سیکھ کر آئی تھیں ۔ان سے ساٹھ احادیث مبارکہ مروی ہیں ۔شرک کو ذرہ برابر گوارا نہیں کرتی تھیں ۔معرکوں میں ذوق وشوق سے شریک ہوتیں اور رسول اللہ سے گہری عقیدت رکھتی تھیں ۔

یہ تو ایک ہلکا سا خاکہ ان صحابیات کا ہے جن کے ذریعے اسلامی علوم وفنون کو فروغ حاصل ہوا۔ ورنہ تاریخ کے صفحات ایسے تابناک کرداروں سے بھرے پڑے ہیں جو موجودہ دور میں عورتوں کے لئے مشعل راہ ہیں ۔عہد رسالت اور عہد صحابہ میں اسی علم دین کی بدولت چمنستان اسلام میں پھیلنے والی خوشبو کی لپیٹ نے ہر در ودیوار کو معطر کیا، اور فضل وکمال کی بلندیوں تک پہنچی خواتین اسلام کے بطن پاک سے بے شمار جلیل القدر اہل علم وفضل اور اللہ کے مقرب بندے عالم وجود میں آتے رہے اور اپنی ضیاء پاشیوں سے گم گشتہ بندگان خدا کو راہ راست دکھاتے رہے۔

مگر افسوس! گردش زمانہ نے ہم سے وہ سب کچھ چھین لیا جو ہمیں وراثت میں ملا تھا۔ قرآن وحدیث کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھنے والی نہ وہ خواہش رہی نہ وہ کردار رہے۔ اور نہ حصول علم دین کا وہ شوق جذبہ رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری نئی نسلیں بھی اسی راہ پر چل پڑیں جس راہ کا انتخاب ہم نے خود کرلیا۔ اس بے راہ روی کی ذمہ داری کسی اور پر نہیں خود ہم پر عائد ہوتی ہے۔ قرآن کریم کی سورہ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں متنبہ کیا ہے: ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں''۔ ہر صاحب عقل وفہم یہی کہے گا کہ جہنم کی آگ سے بچنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ہدایات خداوندی اور احکامات نبوی پر عمل پیرا ہوا جائے۔ لیکن عورتوں کو، جن کی آغوش شفقت میں نسلیں پروان چڑھتی ہیں، ہم نے کوئی اہمیت نہیں دی۔ ان کی قابلیت وصلاحیت کو ہم نے تسلیم نہیں کیا۔ اور زندگی کے عملی میدان میں ان کو بے دخل کر کے انہیں عضو معطل بنا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس علم کو فرض قرار دیا ہم نے اس علم سے خواتین کو محروم رکھا۔ جس کے برے نتائج بڑی تیزی سے سامنے آنے لگے۔ ہم نے نہیں سوچا کہ ایک لڑکے میں اگر بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو ایک فرد بگڑتا ہے مگر ایک لڑکی اگر بگاڑ کا شکار ہوتی ہے تو پورے ایک خاندان میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی آغوش میں پلنے والی نسلوں کے مستقبل کا انحصار ایک تعلیم یافتہ اور دینی فہم رکھنے والی ماں پر ہے۔ اسلام چند علوم کو چھوڑ کر باقی کسی علم سے اختلاف نہیں رکھتا مگر اسکولوں اور کالجوں میں رائج موجودہ نصاب تعلیم اور لڑکے اور لڑکیوں کے لئے مخلوط تعلیمی نظام اسلامی نظریات سے میل نہیں کھاتے۔ اسلام کی منشا صرف اتنی ہے کہ ہدایات الٰہی اور احکامات نبوی کے منافی کسی بات پر عمل نہیں کیا جائے اور دوسرے جو بھی علوم ہوں انہیں شریعت اسلامی کی روشنی میں پرکھا اور جانچا جائے۔ اگر کوئی ایسا علم ہو جس سے شریعت اسلامی کی روح مجروح نہ ہوتی ہو تو اسے قبول کرلیا جائے ورنہ اسے چھوڑ دیا جائے۔

احادیث کریمہ کی روشنی میں تعلیم نسواں:

احادیث کریمہ کی روشنی میں تعلیم نسواں کی اہمیت پر گفتگو سے پہلے آیئے قرآن کریم سے تعلیم نسواں کے جواز کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشادفرماتا ہے: ''قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔'' آپ فرما دیجئے کیا جولوگ علم رکھتے ہیں اور جولوگ علم نہیں رکھتے برابر ہوسکتے ہیں بس نصیحت توعقلمندلوگ ہی قبول کرتے ہیں۔اس آیت مبارکہ میں اہل علم کے بارے میں ارشادفرمایا گیا ہے۔عورت اور مرد کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی۔فوقیت علم والے کو ہی ہے وہ چاہے مرد ہو یا عورت۔اس میں جنس وصنف کی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔اب تعلیمِ نسواں کی اہمیت کواحادیث کریمہ کے حوالے سے جاننے اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں:

حدیث: عن عبد الله قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من كانت له ابنة فادبها فاحسن ادبها وعلمها فاحسن تعليمها فاوسع عليها من نعم الله التى اسبغ عليه كانت له منعة وسترة من النار.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا جس کی بیٹی ہوں اوراس نے اسے اچھاادب سکھلایا اوراچھی تعلیم دی اوراس پرانعامات کووسیع کیا جوکہ اللہ نے اس کودیئے ہیں تووہ بیٹی اس کے لئے جہنم سے رکاوٹ اور پردہ بنے گی۔

(طبرانی المعجم الكبير ، رقم حديث: ۱۰۴۷، مجمع الزوائد، ۱۵۸۸)

حدیث: حضرت عطابن رباح سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عباس کوفرماتے ہوئے سنا کہ میں نبی کریم پر گواہی دیتا ہوں یا عطابن رباح نے فرمایا کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس پر گواہی دیتا ہوں۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج و معه بلال فظن ان لم يسمع

فوعظهن وامر هن بالصدقة فجعلت المرأة تلقى القرط والخاتم و بلال یاخذ فی طرف ثوبه.

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف فرما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت بلال تھے نبی کریم نے خیال فرمایا کہ عورتوں نے خطبہ نہیں سنا لہذا انہیں نصیحت فرمائی اور صدقہ کا حکم دیا تو کوئی بالی اور کوئی انگوٹھی ڈالنے لگی جنہیں حضرت بلال اپنے کپڑے کے نپو میں بینے لگے۔

(بخاری شریف)

معلوم ہوا مجلس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عورتیں بھی موجود تھیں لیکن کسی وجہ سے وہ وعظ و نصیحت نہ سن سکیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو باہر آ کر الگ وعظ فرمایا، تو عورتوں نے اپنے زیورات صدقہ کر دیئے۔

حدیث: عن ابی موسی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من كانت له جارية فادبها فاحسن ادبها وعلمها فاحسن تعليمها ثم اعتقها وتزوجها فله اجران الخ۔

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے پاس کوئی باندی ہو پھر وہ اسے مؤدب بنائے اور تعلیم دلائے پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے اس کے لئے دوگنا ثواب ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، رقم حدیث: ٦١٦، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف)

حدیث: آقائے کریم نے تعلیم نسواں کے لئے دن مقرر فرمایا:

عن ابی سعید الخدری قالت النساء للنبی صلی الله علیه وسلم غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوما من نفسک، فوعدهن یوما لقیهن فیه۔ فوعظهن وأمرهن، فكان فيما قال لهن۔ما منكن امرأة تقدم ثلاثة من ولدها، الا كان لها حجابا من النار فقالت امراة: واثنتين.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عورتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں

عرض گزار ہوئیں آپ کی جانب مرد ہم سے آگے نکل گئے۔ لہذا ہمارے استفادہ کے لئے بھی ایک دن مقرر فرما دیجئے آپ نے ایک روز کا وعدہ فرمالیا ان سے ملے، نصیحت فرمائی اور اوامر بتائے اسی کے ساتھ ان سے فرمایا تم میں سے کوئی عورت ایسی نہیں جو اپنے تین بچے آگے بھیجے مگر وہ اس کے لئے جہنم سے آڑ ہو جائیں گے ایک عورت عرض گزار ہوئی کہ دو بچے فرمایا کہ دو بچے بھی۔ (بخاری شریف، مسند حنبل، صحیح ابن حبان)

حدیث: نبی کریم اپنے جانثاروں کو حکم دیتے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو تعلیم دیں سیدنا مالک بن جویرث سے مروی ہے: اتیت النبی فی نفر من قومی فاقمنا عندہ عشرین لیلۃ وکان رحیماً رفیقا فلما رای شوقنا الی اھا لینا قال ارجعوا فکونوا فیھم وعلموھم وصلوا۔ فاذاحضرت الصلاۃ فلیؤذن لکم احکم لیؤمکم اکبرکم۔

میں نبی کریم علیہ السلام کے پاس اپنی قوم کے ساتھ آیا ہم نے بیس راتیں آپ کے یہاں قیام کیا آپ بہت مہربان اور رحم دل تھے جب آپ نے اہل وعیال سے ہماری اداسی محسوس کی تو فرمایا اپنے گھروں میں چلے جاؤ اور انہیں میں قیام کر ان کو تعلیم دو اور نماز پڑھاؤ جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور تم میں سے سب سے بڑا امامت کرائے۔

حدیث: اسلام نے خواتین کی تعلیم کو عام کیا اور شرعی مسائل پر ان کے ازادانہ استفسار کی بھی حوصلہ افزائی کی جیسا کہ ایک بار انصاری صحابیہ اسما بنت یزید آپ کے پاس حاضر ہوئیں اور یوں گویا ہوئیں کہ میں ان کے پاس جا کر مسلمان عورتوں کی نمائندہ بن کر آئی ہوں کہ اللہ تعالی نے آپ کو مرد وزن دونوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے لیکن ہم خواتین پردہ نشیں اور گھروں میں رہتی ہیں اور مرد لوگ جمعہ میں حاضری دینا اور جہاد میں شرکت کی بنا پر ہم سے ثواب میں آگے نکل گئے ہیں جبکہ ہمیں ان کے مالوں کی حفاظت اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا پڑتا ہے کیا ہم مردوں کے اجر میں شریک ہیں نبی کریم نے اپنا چہرہ مبارک صحابہ کی طرف کیا اور استفسار فرمایا

ھل سمعتم مقالۃ امراۃ قط احسن من مسألتھا فی امر دینھا من ھذہ

فقالوا یارسول الله ما ظننا ان المراة تهتدی الی مثل هذا۔ فالتفت النبی الیها ثم قال لها انصرفی ایتها المراة، واعلمنی من خلفک من النساء ان حسن تبعل احدا کن لزوجها وطلبها لمرضاته واتباعها موافقته تعدل ذلک کله۔ قال فادبرت المراة وهی تهلل وتکبر استبشارا.

کیا تم نے اس سے بہتر دین کے بارے میں سوال کرنے والا دیکھا۔ صحابہ نے جواب دیا نہیں ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ کوئی عورت اتنی سمجھ دار گفتگو کر سکتی۔ نبی کریم اسماء کی طرف متوجہ ہوئے اور اے عورت واپس جا کر اپنی پچھلی خواتین کر بتلا دے کہ کسی عورت کا اپنے شوہر سے حسن سلوک، اس کی رضا کی جستجو اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرنا ان تمام نیکیوں کے برابر ہے۔ راوی کہتے ہیں وہ عورت خوشی سے تہلیل وتکبیر کہتے ہوئے واپس لوٹ گئی۔

حدیث نمبر: نبی کریم کا ارشاد گرامی قدر ہے: مروا والادکم بالصلاة فهم ابنا سبع سنین واضربوهن علیها وهم ابناء عشر وفرقوا بینهم فی المضاجع.

اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور ان کو ترک نماز پر مارو جب وہ دس برس کی عمر کے ہو جائیں اور اس عمر میں ان کے بستر علیحدہ کر دو۔

امام نووی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: والحدیث یتناول بمنطوقه الصبي والصبیة وانه لا فرق بینهما بلاخلاف ثم قال النووي قال الشافعي والاصحاب رحمهم الله علي الاباء والامهات تعلیم اولادهم الصغار الطهارة والصلاة والصوم ونحوها وتعلیهم تحریم الزني واللواط وسرقة وشرب المكر الكذب والغیبة وشبهها وانهم بالبلوغ یدخلو في التصلیف وهذا التعلیم واجب علي الصحیح واجرة التعلیم تكون في مال الصبي فان لم تكن له مال فعلي من تلزمه نفقته.

یہ حدیث براہ راست بچے اور بچی دونوں کے بارے میں ہے اور دونوں کے مابین اس بارے میں کوئی فرق نہیں۔ پھر امام نووی فرماتے ہیں کہ امام شافعی اور ان کے اصحاب کہتے تھے

کہ ماں باپ کو چاہیئے اپنے چھوٹے بچوں کو طہارت، نماز اور روزے وغیرہ کی تعلیم دیں۔ ان کو زنا، لواطت، و چوری، نشہ آور شے، جھوٹ، غیبت اور اس جیسے برے کاموں کے حرام ہونے کے بارے میں سکھائیں۔ کیونکہ بالغ ہونے کے ساتھ ان احکام کی پابندی پر ان لاگو ہوجائیں گی۔ صحیح موقف کے مطابق ہر مسلمان کو یہ سکھانا واجب ہے اور ایسی تعلیم کی اجرت بچے کے مال سے لی جائے گی اور اگر اس کا مال نہ ہو تو جس پر اس بچہ کا تکفل واجب ہو اس کو اس تعلیم دینے کے اخراجات ادا کرنے ہوں گے۔

مندرجہ بالا سوطور کو پڑھیں اور غور کریں کہ اس روئے زمین پر اسلام کے علاوہ کوئی ایسا مذہب ہے جس نے سماج کی نصف آبادی کو اتنے واضح اور مساویانہ حقوق عطا کئے ہوں اور ساتھ میں حصول علم کے سلسلہ میں سماج کے دونوں صنف کو یکساں حقوق عطا کئے ہوں۔ آپ دنیا کی تاریخ پڑھ ڈالیں، مذاہب وادیان کا تقابلی مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اسلام کے علاوہ کسی مذہب اور نہ کسی انسانی قانون نے عورتوں کو اتنے مساوی حقوق دیئے ہیں آزادی نسواں اور حقوق نسواں کے نام نہاد علمبرداروں نے عورتوں کو آزادی اور حقوق دلانے کے نام پر ان کو بازاروں اور محفلوں کی زینت بنادیا اور انھوں نے یہ ڈھنڈورا پیٹا کہ اسلام عورتوں کی آزادی کا مخالف اور عورتوں کے حقوق کو غصب کرنے والا مذہب ہے، عورتوں کو صحیح حق تو مغرب نے دیا ہے۔ لیکن اہل خرد اور اہل دانش بخوبی واقف ہیں کہ آزادی نسواں اور حقوق نسواں کی آڑ میں عورتوں کا کس قدر استحصال کیا جارہا ہے۔ ایسے وقت اور ایسے ماحول میں جب کہ معاشرہ کی نصف آبادی خود اپنی حیثیت اور اپنے مقام سے ناآشنا ہے جو اسے اسلام نے عطا کیا ہے ضرورت ہے کہ وہ اپنے مقام کو جانے، اپنی حیثیت کو پہچانے تاکہ وہ مغرب کے خوشنما نعروں سے متأثر نہ ہوسکے۔ اسلام اور مغرب کو حقیقت کی آنکھ سے دیکھ سکے اور یہ تبھی ممکن ہے جب عورت تعلیم یافتہ ہوگی اور اپنے حقوق سے واقف ہوگی۔ اور اس واقفیت کے لئے اسے زیور تعلیم

سے آراستہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ ذمہ داری اسلام نے مردوں کو سونپ دی ہے جو کہ عورت کے مقابلہ میں طاقتور صنف ہے۔

لڑکیوں کی تعلیم ضروری ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ بھی اس نظریہ کی تائید میں یوں خامہ فرساں ہیں علم لڑکیوں کو بھی سیکھنا فرص ہے۔ مگر ان کتابوں سے اجتناب ضروری جن سے عقائد میں فساد برپا ہوتا ہو۔ آپ فرماتے ہیں غرض سنی عالم کی اردو تصنیفات صحیح العقیدہ نیک خصلت سے پڑھوانا ضروری ہے۔ ان ضروریات اور قرآن عظیم پڑھنے کے بعد پھر اگر اردو یا گجراتی کی دنیوی کتاب جس میں کوئی بات نہ دین کے خلاف ہو نہ بے شرمی کی نہ اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے کی اور پڑھانے والی عورت سنی مسلمان پارسا حیادار ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ایک ذی شعور عقلمند پر یہ بات مخفی نہ رہے گی کہ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت نہ دنیاوی تعلیم کے مخالف ہیں نہ کسی اور زبان کو سیکھنے کے مخالف بلکہ آپ بار بار ان الفاظ کو دوہرایئے اور پرکھئے کہ تعلیم کے سلسلہ میں صرف اس مواد کی مخالفت فرمائی جس سے عورت کی ذات پر برا اثر پڑتا ہو۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم، ص:۱۲۹)

تعلیم کا طریقۂ کار تلاش کیا جائے اس سلسلہ میں جب ماضی کے دریچہ میں جھانک کر تعلیم نسواں پر غور کرتے ہیں تو دور نبوت کے ایک واقعہ سے اس سلسلہ میں رہنمائی ضرور ملتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک علیحدہ دن مقرر فرماتا تھا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جس طرح مردوں کے لئے مسجد نبوی میں صفہ کا تذکرہ ملتا ہے عورتوں کے لئے کسی صفہ یا کسی خاص مقام کا تذکرہ دور نبوی میں نظر نہیں آتا۔ خیر القرون میں خواتین اپنے محارم اور شوہروں سے علم دین حاصل کرتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت راشدہ کے زمانے میں اس کے بعد بھی بے شمار محدثات فقیہات ادیبہ اور شاعرات کا تذکرہ تو ملتا ہے۔ لیکن باضابطہ کسی مدرسۂ نسواں کا کوئی ادنی ساذکر بھی نہیں ملتا اور نا ہی خواتین کا حصول علم کے لئے دور دراز مقام کے سفر کا کوئی تذکرہ تاریخ و سیر کی کتابوں میں

دستیاب ہے۔ جبکہ ایسا نہیں ہے کہ اس دور میں باکمال خواتین پیدا نہیں ہوئیں، بلکہ ہر زمانہ اور عہد میں ہر فن میں ممتاز خواتین پیدا ہوئی ہیں جنہوں نے اپنے علم وفن سے عالم انسانیت کو حیران وششدر کر دیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہ اس زمانہ میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے باضابطہ کسی مدرسۂ نسواں کا وجود تاریخ میں نہیں ملتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہ نکالا جائے کہ لڑکیوں کی تعلیم ضروری نہیں ہے۔

الغرض لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام یا تو اس طور پر ہو کہ لڑکیاں جمع نہ ہوں اپنے گھروں یا محلہ کی بیویوں سے تعلیم پائیں۔ لیکن آج کل یہ عادتا مشکل ہے، یا اگر ایک جگہ جمع ہوں تو پھر یہ انتظام ہو کہ مردوں سے سابقہ نہ رکھیں اور اپنی مستورات سے نگرانی کروائیں۔ ان سے خود بات چیت بھی نہ کریں۔ اگر واقعی ضرورت ہو، بغیر مرد کے کام نہ چلتا ہو تو ناظم کوئی متقی عالم دین ہو، نہ کہ آزاد خیال مفکر، تاکہ معلمہ پر اس کے تقوی وخوف کا اثر مرتب ہو۔

گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح عورتوں کو اسلام نے باعزت مقام بخشا اسی طرح عورتوں پر علم کے حصول کو بھی فرض قرار دیا۔ اگرچہ زمانۂ ماضی اور عہد اسلامی میں کسی مدرسۂ نسواں کا وجود نہیں ملتا، لیکن حالات اور زمانہ کی تبدیلی کے پیش نظر مدارس نسواں کا قیام ناگزیر ہے البتہ مدارس نسواں کے منتظمین کو چاہیئے کہ وہ سیدی اعلی حضرت کے تحریری اصول پر سختی سے کار بند رہتے ہوئے ادارے کو چلائیں۔ انشاء اللہ اس کا فائدہ عام ہوگا اور خلق کثیر کو اس سے نفع پہنچے گا اور ان اداروں سے ایسی باکردار خواتین تیار ہو کر نکلیں گی جن سے دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام پھیلے گا اور ان خواتین کے بطن سے مبلغین اسلام اور مجاہدین اسلام جنم لیں گے۔

خاص طور پر اس پر فتن دور میں جبکہ عفریتی طاقتیں اسلام ومسلمانوں کو مٹانے میں حد درجہ کوشش کرتی نظر آرہی ہیں مسلم لڑکیوں کو فتنۂ ارتداد میں پھنسا کر ان کی عفت وعصمت سے کھیلا جا رہا ہے۔ ایسے میں لڑکیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ وپیراستہ کرنا کتنا ضروری ہے ہر محاذ پر ہمیں کام کرنے کی ضرورت ہے لڑکیوں کو ڈاکٹر بناؤ تا کہ ہمارے گھر کی باحیا خواتین بچہ کی ولادت

کے وقت غیر محرم مردوں کے بدنظری کا شکار نہ ہوں یہ چند باتی عجلت میں سپرد قرطاس کیں مزید اس پر لکھنے کی بہت اشد ضرورت ہے۔

☆☆☆

تعلیم وتربیتِ اطفال

نقوشِ راہ

تعلیم وتربیت اطفال کے روشن پہلو

امام غزالی کی تصنیف ''ایها الولد'' کے حوالے سے

ازقلم: حضرت مولانا شمشاد حسین ازہری صاحب
استاذ اللغۃ والادب، الہ آباد

اللہ رب العزت نے ہر دور میں ایسے نفوس قدسیہ کے وجود سے عالم کو نور بخشا ہے جن کی ضیا بار کرنوں سے ایک جہاں ہمیشہ فیض یاب ہوتا رہا ہے۔ انہیں نفع بخش عبقری شخصیات میں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی شامل ہے جن کی علمی خوشبو سے آج بھی مشام جاں عالم معطر ہے۔ کیا عرب کیا عجم بلکہ یوں کہہ لیں کہ امام غزالی ان ستودہ صفات میں سے ہیں جن کی علم شناسی آفاق وانفس کی وسعتوں میں پھیلی ہوئی ہے اور صدیاں گذر جانے کے بعد بھی ان کے علم و فضل کی برکتیں تاہنوز جاری ہیں۔

آیئے امام غزالی کی مختصر سوانح حیات پر روشنی ڈالتے ہیں تاکہ آپ کے مواعظ حسنہ کے سمجھنے میں مزید آسانی ہوسکے۔

امام غزالی کی پیدائش خراسان کے ایک مشہور و معروف شہر طوس میں ۴۵۰ھ مطابق ۱۰۵۸ء میں ہوئی۔ صغر سنی میں ہی والد بزرگ وار کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور آپ یتیمی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوگئے۔ تاہم والد کی وفات بھی آپ کے علمی سفر میں رکاوٹ نہ پیدا کرسکی۔ لہذا علمی تشنگی بجھانے کی خاطر جرجان، نیشاپور، عراق وغیرہ کا تعلیمی سفر کیا اور وہاں کے جلیل القدر

علماء سے استفادہ کیا اور تکمیل علم کے بعد درس وتدریس کے سلسلے میں ملک شام، فلسطین اور مصر کے مشہور شہر اسکندریہ میں ایک مدت تک قیام فرمایا۔ بالآخر اپنے آبائی وطن طوس واپس ہوئے اور نیشاپور کی ایک عظیم دینی درسگاہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور زندگی کے آخری ایام میں شہر طوس میں ہی قیام جاری رکھا۔ جہاں پر ۵۰۵ھ مطابق ۱۱۱۱ء میں علم وفضل کا یہ نیر تاباں ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ شہر طوس کے معروف قبرستان طاہران میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپ کا مزار پرانوار آج بھی عوام وخواص کی زیارت گاہ ہے۔ رب قدیر ان کی تربت پاک پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ان کے فیضان سے سارے عالم کو فیضیاب کرے۔ آمین بجاه النبی الامین.

رسالہ ایہا الولد (الرسالة الوعظية) کے بارے میں: علوم ومعارف کے شناور پر یہ امر سورج یا روز روشن کی طرح واضح وآشکار ہے کہ امام غزالی کی تمام تر تصنیفات اپنے فن میں مصدر ومرجع کی حیثیت رکھتی ہیں، آپ کے نوک قلم سے نکلے ہوئے علمی وادبی شہ پارے لعل وگہر کے مانند، زمانۂ دراز گزر جانے کے بعد بھی ایک عالم کو اپنے نور سے روشن کیے ہوئے ہیں۔ آپ کی یادگار مشہور زمانہ تصنیف منہاج العارفین ہو کہ کیمیائے سعادت، قواعد العقائد، احیاء العلوم ہو کہ آپ کی دیگر تصنیفات، آپ کی جملہ تالیفات فرزندانِ اسلام کے اخلاق ونفوس اور سلوک و برتاؤ کی درستگی کے باب میں دور حاضر میں ایک کلیدی کردار ادا کرتے آرہے ہیں۔ آپ کی نمایاں تصنیفات مثلا مقاصد فلاسفہ اور تہافت الفلاسفہ کو کون فراموش کرسکتا ہے، جو مناطقہ اور فلاسفہ کے گمراہ کن نظریات سے اہل اسلام کو روشناس کراتے ہوئے انہیں جادۂ حق پر گامزن رکھنے میں معاون ومددگار ثابت ہوئیں۔

آپ کی تمام تصنیفات کی طرح آپ کا علمی شاہکار رسالہ ''ایہا الولد'' ان دلچسپ تحریروں میں سے ایک ہے جس کی طرف اہل علم تعلیم وتربیت کے باب میں ضرور رجوع کرتے

ہیں۔ کتاب کیا ہے علم وفضل کا بیش قیمتی خزانہ ہے، جس سے ایک عالم سیراب ہو رہا ہے۔ رب کریم اس رسالے کی برکتیں تا قیامت جاری وساری رکھے۔

واضح رہے کہ جامع الازہر الشریف قاہرہ مصر میں طالب علمی کے زمانے میں بارہا اس رسالہ کے بارے میں پڑھا اور اس کی خوبیوں کے بارے میں اساتذۂ ازہر سے دورانِ محاضرہ سنا اور متعدد بار انٹرنیشنل بک فیر (International Book Fair) میں اس رسالے پر نظر پڑی، تاہم اس رسالے کو حرف بحرف پڑھنے کا موقع اس وقت میسر آیا جب محب گرامی حضرت علامہ مفتی شیخ ریاضت حسین ازہری (خلیفہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ) دام ظلہ نے بچوں کی تعلیم وتربیت کے عنوان پر امام غزالی کی مایہ ناز تصنیف ''ایها الولد'' کے خلاصہ کو لکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ موصوف بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔ تحریر وتقریر کے ساتھ ایک بڑے ادارے کے ناظم کی ذمہ داری حضرت کے کاندھوں پر ہے۔ رب کریم محب گرامی شیخ ریاضت حسین ازہری صاحب کے اقبال وعمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور اسی طرح ان سے دین متین کی خدمت لیتا رہے اور خلوص وللّٰہیت کے ساتھ حضرت موصوف کو مزید کارِ خیر کی توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین۔

عزیزانِ من! بہت کم ایسی تحریریں باصرہ نواز ہوتی ہیں جن کے پڑھتے وقت طبیعت ملول نہیں ہوتی اور انسان اکتاہٹ سے دوچار نہیں ہوتا، راقم الحروف کو اس رسالے کے مطالعہ کے دوران بھی کچھ ایسا ہی تجربہ ہوا کہ کئی کئی بار اس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور ہر دفعہ کچھ نہ کچھ نئی جہتیں اور کچھ نئے افکار سے روشناسی ہوئی لیکن ایک دفعہ بھی طبیعت کو الجھن محسوس نہیں ہوئی۔ بحمدہ علیٰ ذلک.

محترم قارئین! پند وموعظت کی وہ کون سی جہت ہے جو اس رسالے کی زینت نہ بنی ہو، تاہم ہر قاری اپنے اعتبار سے اس کتاب کے موتیوں کا انتخاب کرتا ہے۔ جہاں امام غزالی اس رسالے

کے ذریعہ ایک طرف علوم اسلامیہ کی افادیت اور اہمیت پر اپنے روشن افکار سے اہل علم کے سینوں کو منور کرتے نظر آتے ہیں، وہیں دوسری جانب عمل کے میدان میں ایسے جواہر پارے سپرد قرطاس کرتے ہیں جو اہل اسلام کو اعمال صالحہ سے مزین رکھنے کے سلسلے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

جوں ہی جب بات فکرِ آخرت اور محاسبۂ نفس کی چلتی ہے تو دلائل و براہین کی روشنی میں فکر فردا کو اس انداز میں نکھار کر پیش کرتے ہیں کہ دنیا کی رنگینیوں میں سرمست جرائم پیشہ شخص بھی آخرت کی فکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح جب آپ کا قلم قلبی امراض سے پاکی کے حصول کے لئے چلتا ہے، تو ایسا لگتا ہے، جیسے یہ پوری دنیا کسی فریب کے علاوہ کچھ بھی نہیں، لہذا اس دنیا میں حسد بغض، کینہ، ریا کاری، چغلی، عداوت ودشمنی کا کیا کام؟ یہاں تو صرف محبت واخوت، پیار اور ایک دوسرے کی غمخواری کو ہی جگہ ملنی چاہیئے۔ الغرض اگر چہ یہ رسالہ مواعظ پر مشتمل چند صفحات کا مجموعہ ہے جس کے مختلف مضامین باہم مخلوط ہیں تاہم یہ کہنے میں ذرہ برابر تامل نہیں کر سکتا کہ امام غزالی نے کوزے میں سمندر سمیٹ کر رکھ دیا ہے۔ دعا ہے کہ رب قدیر اپنے حبیب پاک کے صدقے میں میری اس ادنی کاوش کو قبول فرمائے اور امت کے لئے اس کوشش کو نفع بخش بنائے۔ اور محب محترم حضرت العلام مفتی ریاضت حسین ازہری صاحب کے عمر میں بے پناہ بلندیاں عطا فرمائے کہ جنہوں نے مجھے اس کام کے قابل سمجھا۔ آمین یارب العالمین، بجاہ سید المرسلین، والہ اجمعین.

یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ ہر دور میں شیطان اور نفس کی یلغار نوع بنی آدم پر واقع ہوتی رہی جس کے نتیجے میں ہر زمانے کے اہل اللہ نے انسان کو شیطان اور نفس کے ہمزات، شہوات اور ان کی ملمع سازیوں سے بچنے کی تلقین بھی فرمائی اور انہیں جادۂ حق پر گامزن رکھنے کی حتی المقدور کوششیں بھی کیں، اسی سلسلے کی ایک کڑی امام غزالی کی یہ بے مثال تصنیف ہے جس کو اہل

علم کے درمیان رسالہ ''ایھا الولد یا الرسالۃ الوعظیۃ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ رسالہ دراصل آپ کے چند شاگردوں کے اصرار پیہم کے نتیجے میں معرض وجود میں آیا۔ یہ حقیقت کی ترجمانی ہے کہ بلاشبہ امام غزالی نے یہ رسالہ تحریر فرما کر نہ یہ کہ اپنے شاگردوں پر بلکہ ان کے توسط سے پوری امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا جس کی برکتوں سے ایک عالم مستفیض ہو رہا ہے۔ اور ان شاء اللہ اس کی ضیاء پاشیاں صبح قیامت تک جاری رہیں گی۔

آپ کا یہ رسالہ مختلف نصائح کا بہترین مجموعہ ہے جس میں متعدد موضوعات کو پر گفتگو کی گئی ہے۔ دقیق نظری سے مطالعہ کرنے پر اس رسالے کو چند بڑے مضامین پر منقسم کیا جا سکتا ہے جن پر مختصر اور جامع گفتگو زینت قرطاس ہے:

(۱) علوم و معارف کے سلسلے میں نصیحتوں کا دلکش مجموعہ

(۲) اعمال صالحہ اور ممارسات مقبولہ کی بابت مواعظ حسنہ کا دل پزیر گلدستہ

(۳) فکر فردا اور ذکر آخرت کے تعلق سے روح پرور نصیحتوں کا بیش بہا خزینہ

(۴) منفی نظریات کے تئیں مثبت اقدام کے حوالے سے بہترین پند و موعظت

(۵) سلوک و تربیت اور مجاہدۂ نفس کی بابت مشائخ اسلام اور روحانی رہنماؤں کی اہمیت وضرورت اوان سے تعلقات کا دل افروز بیان۔

علوم و معارف کے سلسلے میں نصیحتوں کا بہترین مجموعہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طلباء کو خصوصاً اور تمام شہزادگان اسلام کو عموماً مخاطب فرمایا اور نصیحتوں کے موتی بکھیرتے ہوئے یوں فرمایا:

اے امت کے روشن مستقبل! علوم و معارف کا حصول صرف اور صرف رضائے الٰہی کی خاطر کرو کیوں کہ حصول علم کا مقصد اگر احیاء شریعت، تہذیب اخلاق اور کسر نفس ہے تو بلاشبہ تم قرآن وحدیث میں مذکوران تمام انعامات کے مستحق ہوں گے جس کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ اس کے

بالمقابل حصول علم کا مقصد اگر جاہ طلبی، دنیا پروری اور معاصرین پر اپنی برتری قائم کرنا ہے تو یقینا ایسا علم تمہارے لئے فضیحت، شرمندگی اور وبالِ جان بن جائے گا، جس سے خلاصی کی صورت صرف یہ ہے کہ رجوع الی اللہ اختیار کرو۔ اور وقت کا صحیح استعمال کرو اور حصول علم کا مقصد طلب دنیا ترک کر کے رضائے الٰہی بنالو۔ پھر دیکھو رب تعالیٰ کی رحمتیں تمھاری طرف کیسے متوجہ ہوتی ہے۔

مزید ارشاد فرماتے ہیں: میرے جگر پارو! آؤ میں تمہیں محسن اعظم کی ایک بے مثال نصیحت وموعظت سناؤں جو نبی پاک نے اپنی تمام امت کو فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

''اے بندۂ مومن! اگر تمہاری زندگی کا ایک لمحہ بھی لایعنی امر میں گزر جاتا ہے، تو تمہیں اس پر قیامت تک کفِ افسوس ملنا چاہیئے کہ اب اس کی بازیابی کی کوئی بھی صورت ممکن نہیں۔ یاد رکھو! جس کی عمر کے چالیس سال گزر گئے تاہم اس کی برائیاں اس کی بھلائیوں پر غالب رہیں تو ایسے شخص کو جہنم کا ایندھن بننے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ لہذا اے طالبان علوم اسلامیہ تمہیں خصوصاً اور تمام شہزادگانِ اسلام تمہیں عموماً تضیع اوقات سے بالکلیہ گریز کرتے ہوئے اپنے عنان علم کو رضائے الٰہی کی جانب موڑ دینا چاہیئے۔ اور جو وقت تمھیں ملا ہے اس کی قدر کرتے ہوئے اسے بامقصد کاموں میں لگا کر اپنے روشن مستقبل کے لئے لائحہ عمل تیار کرنا چاہیئے؛ تاکہ آئندہ زمانے میں تمہیں کسی بھی طرح کی پشیمانی اور ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے کہ یقین محکم اور عمل پیہم ہی ترقی اور کامیابی کی شمشیریں تصور ہوتی ہیں۔''

اعمال صالحہ اور ممارسات مقبولہ کی بابت نصیحتوں کا حسین و دلپزیر گلدستہ: بلاشبہ تحصیل علم کا مقصد عمل خیر سے مزین ہوکر اپنی دنیا و آخرت کو تابناک بنانا ہے۔ علم ہو لیکن عمل نہ ہو تو ایسا علم بے سود اور دارین میں فضیحتوں کا سبب بنتا ہے۔ اسی وجہ سے امام غزالی نے بھی اس سلسلے میں کافی توجہ فرمائی ہے اور عمل کے سلسلے میں ایسے دلکش نقوش مرتب فرمائے ہیں، کہ عمل سے عاری شخص کو نور و بصیرت سے سرفرازی ملتی ہے۔

امام غزالی اس بابت کچھ یوں گویا ہوتے ہیں: ''اے نونہالو! اگر تمھیں کہ علم مجرد ہی نجات اخروی کا ضامن ہے، تو تم یقیناً خسارے میں ہو۔''

''میرے عزیزو! تمھیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مبارک کا یہ گوشہ ہمیشہ پیشِ نگاہ رکھنے کی ضروت ہے۔''

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن ایسے عالم کو سخت ترین عذاب سے گزرنا پڑے گا جس نے اپنے علم سے خود کو خوب مزین کیا لیکن عمل سے تہی دامن رہے، بنابرایں علم کے ساتھ عمل کو اپنا وطیرہ بناؤ کہ یہی بروزِ محشر عتاب وعذاب سے حفاظت کا سبب بنے گا۔ ذرا سوچو اور بتاؤ اگر تمھارے پاس ہندوستانی عمدہ تلواریں ہوں اور تم دنیا کے بہترین اسلحہ جات کے مالک ہو نیز جانبازی تمھارے رگ وریشے میں سرایت کیے ہو، بایں ہمہ اگر کسی خوفناک شیر کا تم سے سامنا ہو جائے تو کیا ان صفات سے متصف ہونا ہی تمھیں خونخوار شیر کے خطرات سے محفوظ کردے گا؟ نہیں ہر گز نہیں۔ بلکہ تمھیں ان تمام اسلحہ جات اور اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرنا پڑے گا۔ اسی وقت تم اس جان کاہ حالت سے بحفاظت نکل سکو گے۔ ورنہ تمھیں لقمۂ اجل بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ میرے پیارو! اسی طرح بعینہ تمھارے پاس علوم ومعارف کے بیش بہا لعل وگہر ہیں جو یقینا قابل ستائش ہے لیکن اگر تم اس علم پر عمل سے عاری ہو تو یقین جانو تمھیں بروز قیامت ندامت وشرمندگی سے اپنا سر جھکانا پڑے گا۔

علم چنداں کہ بیشتر خوانی
چوں عمل درتو نیست نادانی

دیکھو تو رب کریم کا فرمان بھی تمھارے سامنے ہے: ﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴾ کہ جس کو باری تعالیٰ سے ملاقات کا یقین ہے اسے عمل صالح سے ضرور متصف رہتے ہوئے شرک جیسی نحوست سے

دوری اختیار کرنا چاہیے۔ایک مقام پر یوں ارشاد ہوا:﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتۡ لَهُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا﴾ کہ ایمان اور عمل صالح سے مزین رہنے والے لوگ ہی جنت کی مہمانی سے نوازے جائیں گے۔کیا ان آیات بینات سے یہ امر آشکار نہیں ہوتا کہ عمل صالح ہی نجات اخروی کا ضامن ہے۔اور عمل سے عاری شخص بروز قیامت خائب وخاسر ہوگا۔ ع

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

اے شہ پارو!عمل ہی کی بناء پر تم ثواب سے نوازے جاؤ گے۔اور اللہ نہ کرے اگر تم عمل ہی سے کورے رہے تو ''الامان والحفیظ۔''

یاد رکھو!عمل سے خالی علم ایک قسم کا جنون ہے جو وبال جان بھی ہے اور باعث ندامت وخسران بھی،کیا تمھاری نگاہوں سے محسن انسانیت رسول کریم کی یہ رہنما حدیث نہ گزری ''لاتکثرالنوم باللیل فان کثرۃ النوم یدع صاحبه فقیرا یوم القیامة'' کہ رات کے وقت کثرت نوم سے اجتناب کرو کہ ایسی نیند بروز قیامت فقر اور مفلسی کا سبب بن سکتی ہے۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انسان خطاؤں اور لغزشوں سے بالکلیہ محفوظ نہیں رہ سکتا۔لہذا توبہ و استغفار کے ذریعہ ہمہ وقت اپنے رب کی رحمتوں کی جستجو کرتے رہو کہ جس نے بھی استغفار کو اپنی زیست کا لاینفک جز بنا لیا وہ یقینا سزاوار رحمتِ پروردگار ہوگا۔توجہ کرنے کی بات ہے کہ رسول ہاشمی نے ارشاد فرمایا کہ رب ذوالجلال تین آوازوں کو بے حد پسند فرماتا ہے۔صبح کے وقت مرغ کی آواز، قاری قرآن خوش الحان کی تلاوت کی آواز، صبح نمودار ہونے سے پہلے دعا واستغفار کرنے والے بندے کی آواز۔

رب کے محبوب رسول عربی نے استغفار کی تلقین اور اس کی مداومت پر کچھ اس انداز میں ارشاد فرمایا: ہر روز صبح کے وقت رب تبارک وتعالیٰ ایسی ہوائیں بھیجتا ہے جو بندوں کی دعاؤں

اور التجاؤں اور ان کے توبہ واستغفار کو رب کریم تک ضرور پہونچاتی ہیں۔اس وجہ سے اے راہ علم کے مسافرو توبہ و استغفار کے ذریعہ اپنے رب کی رحمتوں سے ہمکنار ہونے کی کوششیں کرتے رہو۔اور اللہ کی ذات سے بہتری کی امیدیں قائم رکھو کہ اس کا فرمان ہے: ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو،کوئی بعید نہیں کہ علوم حاصلہ پر عمل مزید علوم تک رسائی کا سبب بن جائے۔اور رب تعالی کی رضا بھی تم کو حاصل ہوجائے۔(باذن اللہ)

فکر فردا اور ذکر آخرت کے تعلق سے روح پرور نصیحتوں کا بیش بہا خزینہ: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ رب قدیر وجبار کا ایسا اٹل فیصلہ ہے جس میں کسی بھی نفس کو چوں و چراں کی قطعاً گنجائش نہیں اور بعث بعد الموت بھی اسلام کے بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے۔لہذا فکر آخرت اور مابعد الوفات کی تیاری ہر نفس کے لئے امر ناگزیر ہے بلکہ حقیقتاً ہوشمندی آخرت کی فکر کرنے اور رضائے الٰہی والے اعمال بجالانے میں ہی مضمر ہے۔

اے اسلام کے شہزادو! فکر فردا اور آخرت کی تیاری بڑی عظیم شئی ہے۔لہذا اس کے سلسلے میں کوشاں رہنا فرزندانِ اسلام کا طریقہ ہونا چاہیئے۔اس کے برعکس امور آخرت میں کوتاہی قطعاً شیوۂ مومن نہیں ہے۔لہذا آخرت کو نگاہوں میں بسا کر زیست کی نعمتوں سے سرفراز ہونے کی کوشش کرو اس انداز میں کہ تمھاری زبان سے نکلنے والا ہر کلمہ اور تمھارے اعضاء و جوارح سے وجود پانے والے تمام حرکات فکر آخرت کے دائرے میں گردش کریں۔آؤ نبی عظمت نشان کی اس حدیث کو پڑھو تا کہ تمھیں پتہ چلے کہ دانا کون ہے؟ نبی پاک ارشاد فرماتے ہیں:

"الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت" ترجمہ: "عقل مند وہی شخص ہے جس نے وقت رہتے ہوئے اپنی حقیقت جان لی اور آخرت کے سلسلے میں عمل کو اپنا وطیرۂ حیات بنالیا"

اے اسلامی شہزادو! تمھیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نصیحتوں کو اپنے زندگی کے لئے مشعل راہ بنانا چاہئے۔آپ فرماتے ہیں: اے انسان! تمھارا یہ ظاہری جسم پرندوں کے پنجرے یا مویشی جانوروں کے اصطبل کے مانند ہے۔ چاہو تو اُسے جنتی فصیل کا گردش کرنے والا خوبصورت پرندہ بناؤ اور خود جنت الفردوس کے مہمان کی حیثیت اختیار کرلو۔اور اگر چاہو تو اسے جانوروں کے اس اصطبل کی طرح رکھو جو اعمال آخرت سے یکسر خالی ہوتا ہے، جہاں عمل آخرت کا کوئی نام و نشان نہیں ہوتا۔ نتیجتاً تمھارا سفر زاویۃ الدار (گھر کے کونے) سے ''ھاویۃ النار'' (آگ کے گڑھے) کو منتہی ہوجائے۔عزیزو! اب فیصلہ تمھارے ہاتھوں میں ہے کہ نار و نور کی اس کشمکش میں تمھیں کس طرف کا سفر کرنا ہے۔اہل خرد جانتے ہیں نار سببِ عار اور نور باعث عظمت و سرور ہے۔

خدا ترس بزرگان دین کا ہمیشہ یہ وطیرہ اور طریقہ رہا ہے کہ وہ لمحہ بھر بھی فکر آخرت سے انحراف نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ان کر ہر عمل آخرت کی فکر کے ساتھ انجام پاتا تھا۔روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو ٹھنڈے پانی کا مشروب پیش کیا گیا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ اور پیالہ ہاتھ سے گر پڑا، افاقہ ہوا تو آپ سے آپ کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! مجھے جہنمیوں کی وہ فریاد یاد آ گئی جس کو رب کریم نے کلام مقدس میں بیان فرمایا ہے کہ اہل نار جنت کے مکینوں سے کہیں گے ﴿اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ﴾ کہ اے جنت نشینو! ہمیں بھی پانی کے چند قطرات یا اللہ کا عطا کیا ہوا رزق دے دو کہ ہماری بھی تشنگی دور ہوجائے۔لیکن ان کو محرومی کے سوا کچھ میسر نہ ہوگا۔لہذا اے جگر گوشو! تمھیں ذکر آخرت اور اہوالِ قیامت سے یکسر غافل نہیں رہنا چاہئے کہ آخرت کی کامیابی ہیں دراصل حقیقی کامیابی ہے۔

اے میرے نونہالو! ذکر و فکر آخرت کی یہ کیفیت اُسی وقت پیدا ہوسکتی ہے جب تم مراقبہ فی

اللہ کی عملی تصویر بن جاؤ۔اس طور پر کہ تمھارا اٹھنے والا ہر قدم رضائے الٰہی کی طلب میں اٹھے اور رسولِ گرامی کا ارشاد پاک ہمیشہ نگاہوں کے سامنے رہے۔آپ نے فرمایا: ''اذا اردت ان تعصی مولاک فاطلب مکاناً لایراک '' کہ اگر تم اپنے رب کی نافرمانی کرنے پر ہی آمادہ ہو تو ایسی جگہ ضرور تلاش کرلو جہاں پر نگاہ رب العالمین کو رسائی نہ ہو۔اور جب یہ ہرگز ہرگز ناممکن ہے تو تمھیں اپنے ذکر وفکر میں اطاعت شریعت لازم کرلینی چاہئے تاکہ بروز قیامت حسرت وندامت سے محفوظ رہو۔رب کریم ہم سب کو اعمال خیر کی توفیق نصیب فرمائے۔اور دنیا وآخرت کی سرفرازی سے ہمکنار فرمائے۔

منفی امور میں مثبت اقدام ''اسلام کا طرۂ امتیاز'': میرے بچو! انسان خطا ونسیان سے مرکب ہے لہذا اس کا فرشتہ صفت ہو جانا اور بالکلیہ گناہوں سے پاک ہو جانا خیال سے پرے ہے۔البتہ جب کبھی انسان پر ایسی حالت طاری ہو جائے تو اسلامی اقدار کی طرف رجوع کرنے میں ہی بھلائی ہے۔حضرت حاتم اصم اور حضرت شقیق بلخی کی مکالماتی روایت اس سلسلے میں آبِ زر سے تحریر کرنے کے قابل ہے۔

حضرت شقیق بلخی نے حاتم اصم سے دریافت کیا: عزیز من میری مصاحبت میں رہتے ہوئے تقریباً تیس ۳۰ رسال کا عرصہ دراز گزر گیا۔کیا ان گذشتہ تیس سالوں میں آپ نے کچھ حاصل بھی کیا ہے یا رفاقت بے معنی ولا حاصل رہی۔جواباً حضرت حاتم اصم نے عرض کیا حضور میں نے آپ کی مصاحبت میں رہتے ہوئے آٹھ ۸ رایسے فائدے حاصل کئے ہیں جن پر عمل کرنا اپنے لئے سعادت اور آحرت میں نجات وحفاظت کا سبب جانتا ہوں۔اس پر حضرت شقیق بلخی نے دریافت کیا کہ آپ ان چیزوں کو بیان کردیں تاکہ خلق خدا بھی ان فوائد کے ثمرات سے بہرہ ور ہو سکے اور یہ فوائد اس کی آخرت کے اصلاح میں معاون ومددگار ہو سکے۔

لہذا انھوں نے مندرجہ ذیل آٹھ ۸ رفوائد جلیلہ بالترتیب بیان فرمائے:

پہلا فائدہ: دنیا میں ہر ایک کا کوئی نہ کوئی محبوب و معشوق ہوتا ہے جو شدت و تکلیف میں مدگار رہوتا ہے۔ البتہ ایک وقت متعینہ گذرنے کے بعد موت کی صورت میں لامحالہ جدائی مقدر ہوتی ہے۔ لہذا میں نے اعمال صالحہ کو اپنا محبوب و معشوق مشغلہ بنالیا کہ ان کی معیت قبر و حشر تک باقی رہنے والی ہے۔ جب کہ ہر ایک محبوب و معشوق اپنے محب اور عاشق کو دنیا میں ہی چھوڑنے والے ہیں۔

دوسرا فائدہ: آج پوری دنیا دامِ نفس میں اس طرح گرفتار ہے کہ اتباع شہوات کرتے ہوئے اپنے خالق کی عصیاں شعاری پر آمادہ ہے۔ جب کہ یہ اس کے لئے زہر ہلاہل سے کم نہیں۔ اسی وجہ سے میں نے قرآن پاک کی آیت کریمہ: ﴿وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى (۴۰) فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾ ''جو اپنے رب کے مقام کا خوف کھاتے ہوئے اتباعِ نفس سے باز رہا، جنت اس کی آخری آرام گاہ ہوگی'' پر عمل کرتے ہوئے اپنے نفس کے خلاف امور انجام دینا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں مجھے قلبی سکون میسر آیا ہوا ہے۔

تیسرا فائدہ: دنیا کے لوگ جمعِ اموال اور زر اندوزی کے سلسلے میں بڑے کوتاہ قد واقع ہوئے ہیں کہ انہیں اس بات کی بھی پرواہ نہیں ہے کہ جمع کیا ہوا مال ان کے حق میں فائدہ مند ہے یا نقصان دہ۔ اس بابت مطالعہ قرآن نے میری رہنمائی فرمائی۔ ارشاد ہوا: ﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ''﴾ ''جو کچھ تمھارے پاس ہے ختم ہونے والا ہے اور جو مال راہ خدا میں صرف کر چکے وہی اللہ کے یہاں باقی رہنے والا ہے''۔ لہذا میں نے انفاق فی سبیل اللہ کو اپنا وطیرہ بنالیا کہ فرمان باری کے مطابق یہی اثاثہ بروز محشر کام آنے والا ہے۔

چوتھا فائدہ: دنیا یہ سمجھتی ہے کہ حقیقی عزت کا راز، زر اندوزی میں مضمر ہے۔ خواہ اس کے لئے ظلم و زیادتی اور قتل و غارت گری جیسے صفات مذمومہ سے ہی کیوں نہ متصف ہونا پڑے۔ لیکن میں نے جب سے آیت کریمہ: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ پر غور کیا ہے

تو مجھے یقین ہو گیا کہ اصل عزت ووقار اختیار تقوی میں ہی ہے۔لہذا میں نے اپنی زندگی کو تقوی کے سانچے میں ڈھال لیا۔اور اسی پر کاربند ہونے کو اپنا نصب العین مقرر کر لیا کہ حقیقی عزت و وقار اسی میں پنہاں ہے۔

پانچواں فائدہ: میں نے محسوس کیا ہے کہ لوگوں کا آپس میں دست و گریباں ہونا، غیبت، چغلی اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کرنا مطلقا حسد کی بنیاد پر ہے۔لہذا میں نے قول باری:﴿نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَہُمۡ مَّعِیۡشَتَہُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا﴾ کہ رب تعالیٰ نے دنیا کے ہر ہر فرد کی قسمت کی چیزیں منقسم کر دی ہیں۔ جب سے اس آیت کریمہ کو میں نے اپنی عملی زندگی میں نافذ کر لیا ہے کہ تمام تر تقسیمات من عند اللہ ہیں۔ میرے اندر سے حسد کی نحوست کا بالکلیہ خاتمہ ہو گیا اور اللہ کی تقسیم پر راضی ہونے کی بناء پر مجھے آج اطمینان قلبی حاصل ہے۔ فالحمد لله علی ذلک.

چھٹا فائدہ: میں نے دیکھا کہ لوگ دنیاوی جاہ وحشم کے فراق میں ایک دوسرے کے دشمن بنے جا رہے ہیں چنانچہ میں نے قول کریم:﴿ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡہُ عَدُوًّا﴾ کہ شیطان ہی تمھارا حقیقی دشمن ہے۔لہذا اس کو اپنا دشمن جانو۔ جب سے میں اس آیت کریمہ میں غور کیا ہے تمام خلق خدا میں صرف شیطان ہی کو اپنا دشمن گردانتا ہوں۔اس کے علاوہ کسی شخص کو اپنا دشمن نہیں سمجھنا، یقین کریں کہ میرے اس احساس نے میرے اندر مخلوق کے تئیں ایسی اخوت پیدا کر دی ہے کہ ماسوی الشیطان ہر ایک کے اندر مجھے اخوت کا پہلو نظر آتا ہے۔ فالحمد لله علی نعمته.

ساتواں فائدہ: معاد کی فکر کئے بغیر معاش کے سلسلے میں لوگوں کو ہمہ وقت سرگرداں پایا ہے۔زراندوزی لوگوں کے رگ وریشہ میں اس طرح بس گئی ہے کہ اس کے چکر میں عزت نفس اور اپنی قدر ومنزلت بھی محفوظ نہ رہی۔ چنانچہ جب سے میں نے فرمان خداوندی: ﴿ وَ مَا مِنۡ دَآبَّۃٍ

فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُهَا﴾ کہ رب تعالیٰ نے تمام مخلوق کا رزق اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے۔ پر غور کیا تو میرا وجدان اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ میں فکر معاش کی بابت بہت زیادہ پریشان نہیں ہوتا کیوں کہ مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ میرا رزق میرے رب کی طرف سے ضرور مل کے رہے گا۔اس طرح سے میں عبادت وریاضت میں مکمل یکسوئی کے ساتھ مصروف عمل ہو گیا ہوں۔

آٹھواں فائدہ: میں نے محسوس کیا کہ لوگ اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے سلسلے میں کسی نہ کسی پر بھروسہ ضرور کیا کرتے ہیں مقصد خواہ حصولِ مال ہو۔حرفت وصنعت یا کسی اور شی کا حصول، جب سے میں نے اللہ کے قول: ﴿وَ مَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ﴾ کہ جو اللہ پر بھروسہ رکھے، اللہ اس کے لئے کافی ہے۔ جب سے میں اس آیت کا عامل ہوا ہوں، کاموں کے بگڑ جانے کا خوف میرے دل سے جاتا رہا کہ اللہ کارساز حقیقی ہے۔ فالحمد لله على هذه المنة.

ان مواعظ مقبولہ کو بغور سننے کے بعد حضرت شقیق بلخی نے ایک بہت ہی تاریخی جملہ ارشاد فرمایا تھا۔آپ نے فرمایا: کتب اربعہ: توریت، زبور، انجیل اور قرآن حکیم کے جملہ احکام انہیں آٹھوں فوائد کے گرد گردش کرتے ہیں۔لہذا جس نے ان آٹھوں امور پر عمل کیا گویا اس نے کتب اربعہ سماویہ پر عمل کیا۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عمل خیر کی توفیق سے نوازے۔

اہل فہم وفراست پر روشن ہے کہ ان جواہر پاروں کی منزلت قطعا لفظوں میں نہیں بیان کی جاسکتی۔یقینا ان امور ثمانیہ (آٹھ فائدوں) پر عمل بلا شبہ دشوار ہے۔تاہم یہ دنیا وآخرت کی بہتری کے ضامن ہیں۔

اے جگر پارو! قرآن وحدیث سے ماخوذ ان دلکش نصیحتوں کے بعد مزید کسی نصیحت کی ضرورت نہیں رہتی۔البتہ سالک راہ حق کو ایک مرشد ومربی کی ضرورت رہتی ہے جو بوقت حاجت اعمال خیر کی تلقین بھی کرے اور اخلاق مذمومہ مقبوحہ کی آلائشوں سے اس کی حفاظت بھی کرتا رہے۔

مرشد برحق کی صفات: آج کی دنیا عیاروں اور مکاروں سے بھری ہوئی ہے۔کوئی بھی کس وناکس مرشد برحق ہونے کا دعوی نہ کر بیٹھے۔اس لئے امام غزالی نے مرشد برحق کی شرطیں بھی نقل فرمائی ہیں ان کا جاننا از حد ضروری ہے تا کہ مرشد برحق اور عیار ومکار دنیا دار پیر کی نشان دہی ہوجائے۔اور انسان رہنما اور راہزن میں امتیاز کر سکے۔

شیخ کی شرطیں تحریر کرتے ہوئے امام غزالی فرماتے ہیں:

(۱) مرشد برحق کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نائب رسول کریم ہو۔ بلفظ دیگر عالم دینِ اسلام ہوتا کہ بوقت ضرورت مسائل دینیہ بیان کرتے ہوئے اپنے مریدوں کی رہنمائی کر سکے۔

(۲) مرشد برحق کی دوسری شرط یہ ہے کہ اس کا روحانی سلسہ پیشوائے اعظم رسول کریم تک پہونچتا ہوتا کہ روحانی فیض کا سلسہ ہمہ وقت جاری وساری رہے۔

یہ مذکورہ دونوں شرطیں امام غزالی نے بیان فرمائی ہیں، جوان کے زمانے کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ تھیں۔البتہ جب ہم امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو پاتے ہیں کہ آپ نے مزید دو شرطوں کا اضافہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: شیخ کا سنی صحیح العقیدہ ہونا نہایت ضروری ہے کہ اس کے بغیر رشد وہدایت ممکن ہی نہیں ہے۔نیز شیخ طریقت کا فاسق معلن نہ ہونا بھی نہایت ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول کا مظہر ہوتا ہے۔

یہ تمام شرائط اس لئے بیان کی جاتی ہیں کہ پیر اپنے مرید کے حق میں باطنی طبیب کے مانند ہوتا ہے، جو مرید کے قلبی امراض کی صحیح تشخیص کر کے بہتر علاج کرتا ہے۔اور اگر شیخ طریقت مذکورہ بالا صفات وشرائط کا جامع نہ ہو تو یقیناً اپنے متبعین کی صحیح رہنمائی نہیں کرسکتا ہے کہ ایسا شخص خود گناہوں کے دلدل میں جاسکتا ہے، تو وہ دوسروں کو گناہوں کی آلائش سے کیسے محفوظ رکھ سکے گا۔ ع

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

برکات دعا و ثمرات التجاء: عزیز بچو اور نونہالان علم و ادب! اپنے ظاہر و باطن کو خوب پاک و صاف رکھو کہ رب کی رحمتیں قلب صافی پر ہی نازل ہوتی ہیں۔ اور جب پورا وجود ستھرا ہو جائے تو تمام ظاہری وسائل بروئے کار لاتے ہوئے مکمل اعتماد و بھروسہ اللہ کی ذات پر کرنا اور پھر اس کی طرف دست طلب دراز کرنا جب کہ تمہارا لباس، کھانا اور دیگر اشیاء ضرورت حلال طریقے پر حاصل ہوئی ہوں، تو تمھاری دعاؤں کی صدا رب قدیر کی بارگاہ ذوالجلال تک یقینا پہونچے گی۔ وہ رب چاہتا ہے کہ اس سے طلب کیا جائے کہ وہ ان دعاؤں کے ذریعہ احیاء (زندوں) اور اموات (مردوں) کو نفع پہنچاتا ہے۔ لہذا کسی صورت میں ہم سے دعائیں اور التجائیں موقوف نہیں ہونا چاہیے۔

مزید برآں رسول کریم نے نماز پنجگانہ باجماعت ادائیگی کے بعد کی اجتماعی یا انفرادی دعاؤں کے بارے میں فرمایا کہ وہ قبولیت سے قریب تر ہوتی ہیں۔ لہذا ان مخصوص اوقات میں التجاؤں کا سلسلہ ضرور جاری رکھنا چاہئے۔

اختتامیہ: حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفات عالم اسلام کی ان عبقری شخصیات میں سے ایک ہے جن کے علم و فضل کی برکات سے ایک عالم تا ہنوز مستفیض ہو رہا ہے۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات جہاں ایک طرف گم گشتہ راہ کے لئے راہ ہدایت کا سبب بن رہی ہیں، وہیں وہی دوسری طرف بدمذہبوں اور بدعقیدوں کی اصلاح کا ذریعہ بن رہی ہیں۔ آپ کی مایۂ ناز تصنیف " ایها الولد " جس کو علمی حلقوں میں رسالة وعظیہ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، یہ آپ کا ایسا علمی شاہکار ہے جو تعلیم و تربیت کے باب میں ہمیشہ مرجع و مصدر کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ کا یہ علمی و فکری رسالہ علم اور نصیحت و موعظت کا ایسا گلدستہ ہے جس نے زندگی اور آخرت کے اکثر گوشوں کا احاطہ کیا ہے۔

علم وفکر سے آگہی اور عمل سے مزین ہونے کے سلسلے میں آپ کا پدرانہ مشورہ ہو یا عمل کے باب میں آپ کی مشفقانہ نصیحتوں کا مجموعہ، فکر آخرت اور ذکر احوال قیامت سے متعلق آپ کے ایمان افروز مواعظ حسنہ کا حسین ودلکش گلدستہ، وہ بھی ایسے حسین پیرائے میں کہ غافل شخص سرکشی کے بجائے راہ راست پر آنے میں ہی عافیت سمجھے، وقتاً فوقتاً نادر ونایاب حکایاتِ بزرگاں مواعظ کی اثر آفرینی کا سبب ہیں۔

مثال کے طور پر حضرت شقیق بلخی کے مصاحب حاتم اصم کی دلنشیں باتیں جہاں ایک طرف دل پر اثر انداز ہوتی ہیں، وہیں دنیا اور اس کی رنگینیوں کے دام میں پھنسے ہوئے شخص کو دنیا کی فریب کاریوں سے آگاہ کرکے آخرت کی فکر پر ضرور آمادہ کرتی ہیں۔

انسان کے دشمن، شیطان اور نفس کی عیاریوں سے بچانے کے لئے اس کو ایک مربی اور قائد کی ضرورت پڑتی ہے جس کے فیضان علم وادب سے انسان کو ہمہ وقت سرشار ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

مزید شیخ مربی کی گوناگوں صفات، ان کے ناصحانہ پند ومواعظ، درد وکرب کے عالم میں ان کے سکون آور کلمات اور خوشیوں میں شکریہ کے ساتھ بہترین روحانی معلم کی نشانیوں کے طور پر بیان کی ہیں تاکہ سالکین راہ ہدایت کو معلم حاصل کرنے میں دقت ودشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ آخر میں دعاؤں کی برکات وثمرات کا بہترین گلدستہ اور دعا کی اثر آفرینی پر خوبصورت گفتگو اور یہ کہ دعائیں تقدیریں روشن کردیتی ہیں اور زندوں اور مردوں کے لئے نفع بخش ہوتی ہیں، اس امر پر دلکش ودل نشیں کلام فرمایا ہے۔ لہٰذا ہر بندۂ مومن کو چاہیئے کہ اولاً علم سے مزین ہوکر عمل کی بیکراں دولت سے سرفراز ہونے کی کوشش کرتا رہے۔ نیز پوری زیست کا ہر لمحہ فکر آخرت اور رضائے الٰہی کے سائے میں گذارے کہ اسی میں دارین کی سعادتوں کا راز مضمر ہے۔

رب تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب کریم ان چند کلمات کو اپنی بارگاہ میں قبولیت

سے نوازے اور امام غزالی کے ان تمام ناصحانہ کلمات پر ہم سب کو کاربند بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین.

☆☆☆

فرمانِ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں اور ان کے دین پر نہیں ہے تو اس سے ہمارا کوئی رشتہ نہیں ہے، یہی سچا اتحاد ملت ہے۔

(مطبوعہ: اختر اعلیٰ حضرت، ص:۱۵۰)

امام ابن جوزی کے ناصحانہ کلمات

”لفتة الكبد فی نصیحة الولد“ کے حوالے سے

از: حضرت علامہ مفتی محمد کمال اختر قادری صاحب
شیخ الادب: دارالعلوم نورالحق، چرہ، محمد پور، ایودھیا

نام و نسب: آپ کا نام عبدالرحمٰن، لقب جمال الدین، کنیت ابوالفرج ہے، اور ابن الجوزی سے مشہور ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے عبدالرحمٰن بن ابی الحسن علی بن محمد بن علی بن عبیداللہ بن عبداللہ بن حمادیٰ بن احمد بن محمد بن جعفرالجوزی بن عبداللہ بن القاسم بن النضر بن القاسم بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق القرشی التیمی البکری البغدادی الحنبلی اور شیخ عبدالصمد بن ابی الجیش کہتے ہیں کہ یہ بصرہ کے ایک محلہ کی طرف نسبت ہے جس کا نام محلۃ الجوز ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ شہر واسط میں ان کے اجداد کے گھر میں جوز یعنی ”اخروٹ“ کا ایک درخت تھا جس کی وجہ سے آپ کو جوزی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے علاوہ وہاں اور کوئی آخروٹ کا درخت نہ تھا۔

ولادت: آپ کی ولادت کے سن میں بھی اختلاف ہے، چنانچہ بعض کا قول ۵۰۸ھ ہے اور بعض کا قول ۵۰۹ھ اور کچھ نے ۵۱۰ھ کا قول کیا ہے۔ آپ کی تحریر ملی تھی جس میں لکھا ہوا تھا کہ مجھ کو اپنی پیدائش کا سن ٹھیک سے معلوم نہیں ہے۔ ہاں اتنا یاد ہے کہ میری والدہ نے بتایا تھا کہ تمہارے

والد صاحب کا ۵۱۴ھ میں انتقال ہوا تھا اس وقت تمہاری عمر تقریباً تین برس کی تھی۔اس اعتبار سے آپ کا سن پیدائش ۵۱۱ھ یا ۵۱۲ھ ہے۔آپ بغداد کے علاقہ ''درب حبیب'' میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی حالات اور تحصیل علم: بچپن ہی میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا جب پڑھنے کے قابل ہوئے تو ماں نے مشہور محدث، ابن ناصر کی مسجد میں چھوڑ دیا۔ان سے حدیث سنی، قرآن مجید حفظ کیا اور تجوید میں مہارت پیدا کی۔شیوخِ حدیث سے حدیث کی سماعت کی اور کتابت سیکھا۔الحاصل بڑی محنت وانہماک اور جفاکشی سے علم کی تحصیل کی۔اپنے صاحبزادہ سے اپنے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''مجھے خوب یاد ہے کہ میں چھ سال کی عمر میں مکتب میں داخل ہوا۔بڑی عمر کے طلبہ میرے ہم سبق تھے۔مجھے یاد نہیں کہ میں کبھی راستہ میں بچوں کے ساتھ کھیلا ہوں یا زور سے ہنسا ہوں۔سات برس کی عمر میں جامع مسجد کے سامنے کے میدان میں چلا جایا کرتا تھا۔وہاں کسی مداری یا شعبدہ باز کے حلقہ میں کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنے کے بجائے محدث کے درس حدیث میں شریک ہوتا۔وہ حدیث وسیرت کی جو بات کہتے وہ مجھے زبانی یاد ہو جاتی۔پھر گھر جا کر اس کو لکھ لیتا۔دوسرے لڑکے دجلہ کے کنارے کھیلا کرتے تھے اور میں کسی کتاب کے اوراق لے کر کسی طرف چلا جاتا۔

اور الگ تھلگ بیٹھ کر مطالعہ میں مشغول ہو جاتا۔اساتذہ وشیوخ کے حلقوں میں حاضری دینے میں اس قدر جلدی کرتا تھا کہ دوڑنے کی وجہ سے میری سانس پھولنے لگتی تھی۔صبح اور شام اس طرح گزرتی کہ کھانے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مخلوق کی احسان مندی سے بچایا۔آپ کے والد بچپن میں انتقال کر گئے تو آپ کی والدہ اور پھوپھی نے آپ کی پرورش کی۔آپ کے ہاں تانبے کی تجارت ہوتی تھی، اس وجہ سے آپ کی بعض قدیم سندوں میں ابن الجوزی الصفار لکھا ہوا ہے جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کی پھوپھی حافظ ابو الفضل ابن ناصر کے یہاں لے گئیں اور شہر واسط میں علی بن الباقلانی سے قرآن مجید روایات کے ساتھ پڑھا۔

علم حدیث: یوں تو علامہ ابن جوزی جملہ علوم متداولہ میں بڑا اونچا مقام رکھتے تھے مگر جس علم میں انہیں ابدی و آفاقی شہرت حاصل ہوئی وہ علم حدیث ہے۔اس علم میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔حتیٰ کہ اپنے علم و تجربہ پر اعتماد کی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ میرے زمانے تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت شدہ کوئی بھی حدیث میرے سامنے بیان کی جائے تو میں بتا سکتا ہوں کہ یہ صحت وضعف کے کس درجے پر ہے۔حدیث کی سماعت و کتابت میں اتنا اشتغال رہا اور اپنے ہاتھ سے مرویات حدیث کی اتنی کتابت کی کہ بعض مورخین کا بیان ہے کہ انہوں نے انتقال کے وقت وصیت کی کہ ان کے غسل کا پانی اس کترن اور بُرادہ سے گرم کیا جائے جو حدیث کے لکھنے کے لیے قلم بنانے میں جمع ہوگیا تھا۔چنانچہ وہ اتنا تھا کہ پانی گرم ہوگیا پھر بھی وہ بچا رہا۔

مشائخ: آپ نے اپنے مشائخ میں ستاسی ۸۷ اشخاص کا ذکر کیا ہے۔حالانکہ ان کے سوا بھی اور کئی علماء سے علم حاصل کیا جن میں سے چند بڑے بڑے اساتذہ کے نام یہ ہیں، ابوالقاسم بن الحصین قاضی ابوبکر الانصاری ابوبکر محمد بن الحسین ابوالقاسم الحریر علی بن عبدالواحد ابوالسعادات احمد بن احمد المتوکلی ابوغالب بن البناء اوران کے بھائی یحییٰ ابوعبداللہ الحسین بن محمد وغیرہم۔

تلامذہ: آپ کے تلامذہ میں آپ کے صاحبزادے محی الدین اور پوتے شمس الدین یوسف اور حافظ عبدالغنی ابن الدبیثی ابن النجار ابن خلیل التقی الیلدانی ابن عبدالدائم اور النجیب عبداللطیف قابل ذکر ہیں۔

وفات: ۵۹۷ھ میں شبِ جمعہ کو اس داعی الی اللہ کا بغداد میں انتقال ہو۔اپورے بغداد میں کہرام مچ گیا۔بازار بند ہوگئے۔جامع منصور میں نمازِ جنازہ ہوئی۔یہ وسیع مسجد کثرت اژدحام سے تنگ اور ناکافی ثابت ہوئی۔یہ بغداد کی تاریخ میں ایک یادگار دن تھا۔ہر طرف غم کے آثار اور گریہ وزاری کی آوازیں بلند تھیں۔لوگوں کو ان سے ایسا گہرا تعلق تھا کہ رمضان بھر لوگوں نے راتیں ان کی قبر کے پاس گزاریں اور قرآن مجید ختم کیے۔

تصنیفی و دینی خدمات: علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے زبانی وعظ وتقریر پر اکتفا نہیں کیا۔ آپ نے متعدد کتابیں ایسی لکھیں جنہوں نے علمی طبقہ پر بڑا اثر ڈالا اور غلط رجحانات کی اصلاح کی۔ حافظ ابن الدبیثی نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے شیخ امام جمال الدین ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی تصانیف مختلف فنون میں ہیں جیسے: تفسیر، فقہ، حدیث، وعظ، وغیرہ۔ حدیث اور علوم حدیث کی معرفت اور صحیح وضعیف حدیث کی واقفیت میں آپ کو درجہ کمال حاصل تھا۔ اور اس فن میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جیسے مسانید ابواب اور اسماء الرجال۔ نیز ان احادیث کی معرفت جن سے احکام اور فقہ میں استدلال کیا جاتا ہے اور ان احادیث کی معرفت جو قابل استدلال نہیں ہیں جیسے ضعیف وموضوع حدیثیں۔ آپ کی تقریر شستہ ہوتی تھی اشارات عمدہ، معانی لطیف، اور استعارات نفیس، آپ کا کلام پاکیزہ، انداز کلام شائستہ، زبان شیریں اور بیان اعلیٰ تھا۔ آپ کے علم اور عمر میں اللہ نے برکت دی تھی۔

ابن النجار آپ کی چند تصانیف کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ جس نے آپ کی تالیفات میں غور کیا اس کو آپ کا حفظ، ضبط، اور علمی مرتبہ معلوم ہو۔ آپ باوجود ان فضائل اور وسیع علوم کے اوراد و وظائف اور عبادات کے بھی پابند تھے۔ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے پہلی تصنیف اس وقت کی جب میری عمر تقریباً تیرہ برس کی تھی۔

واقعی قدرت نے آپ کو تصنیف کا ملکہ اور موقعہ بڑی فیاضی سے عطا کیا تھا یہاں تک کہ کثرتِ تصنیف میں آپ کا نام بطور ضرب المثل مشہور ہو گیا۔ ابن عماد کا کہنا ہے کہ علامہ ابن جوزی سے ایک مرتبہ ان کی تعداد تصانیف کے متعلق سوال کیا گیا تو ان کا جواب یہ تھا کہ میری تصنیفات تین سو چالیس سے کہیں زیادہ ہیں، جن میں کئی کتابیں بیس بیس جلدوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔

اسمائے رجال کے امامِ فن علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں ابن جوزی جیسا صاحب تصانیف کثیرہ نہ دیکھا نہ سنا۔ ابن خلکان تو یہاں تک کہہ گئے کہ حکایت کرنے والے

اگرچہ ابن جوزی کی تعداد کتب کے بارے میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کی تالیفات کو احاطہ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ آپ کے حالات میں رقم شدہ تعداد مصنفات ایک سو کے عدد سے تجاوز نہیں کر پاتی۔ باقی کتب کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ بادصرصر نے ان پر گرد نسیان ڈال دیا ہے۔ بہرحال مذکورہ بالا سطور کے مطالعہ سے یہ بات رز روشن کی طرح عیاں وآشکار ہوجاتی ہے کہ آپ اپنے وقت کے عالم ربانی ومحقق اعظم تھے۔

جیسا کہ ہم میں سے ہر شخص یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ نسان کو فطری طور پر اپنی اولاد سے سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو وہ اس کے بدن کا ایک حصہ ہے۔ انسان اپنی اولاد کیلئے ہی ہر قسم کے دکھ، درد، تکلیف، مصیبت، جھیلتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو ساری دنیا کی خوشیاں فراہم کرے۔ کبھی انہیں غم کی پرچھائیں چھو کر بھی نہ گزرے۔ لیکن عموماً یہ ساری محبت اور محبت کے مظاہر دنیاوی عیش وعشرت کی فراہمی تک ہی محدود رہ جاتے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد اچھی سے اچھی تعلیم حاصل کرے۔ ہم اسے شہر کے سب سے ممتاز اسکول میں داخلہ دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیشہ تعلیمی اخراجات کو ہنسی خوشی برداشت کرتے ہیں۔ تعلیم ختم ہونے کے بعد اس کے لئے اچھے روزگار کی تلاش میں جٹ جاتے ہیں اور پھر روزگار ملنے کے بعد کوشش ہوتی ہے کہ وہ کسی طرح ترقی کے مراحل طے کرے۔ لیکن اس محبت میں ہم وہ چیز بھول جاتے ہیں جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔ بطور ایک مسلم کے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اپنی اولاد کو دین وایمان پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کریں، قرآن وسنت پر عمل کرنے کی وصیت کریں اور اسے ایک اچھا سچا اور پکا مسلمان بننے کی ترغیب دیں اور اس کے سامنے خود بھی ایک اچھے مسلمان کا نمونہ پیش کریں۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہم سبھی کو حکم دیا ہے کہ اپنی اولاد کی دینی نگرانی ہماری ذمہ داری ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

یعنی خود بھی جہنم سے بچو اور اپنے اہل وعیال کو بھی جہنم کا ایندھن ہونے سے بچانے کی کوشش کرو۔ یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام سے لے کر کے صحابہ، اولیاء، و صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی اولاد کو شریعت کے مطابق نصیحتیں فرمائیں۔ انہیں دین میں کامل بنایا۔ بعض مقربین خدائے پاک نے تو ان کی تربیت کے لئے مکمل کتابیں و رسائل تصنیف فرمائیں ہیں۔

انہیں بندگان خدا میں سے ایک عظیم المرتبت شخصیت امام حافظ ابوالفرج ابن الجوزی کی ہے جنہوں نے اپنے لخت جگر کے لئے مکمل ایک رسالہ بنام ''لفتة الكبد فی نصيحة الولد'' تصنیف فرمائی ہے، جس میں آپ نے بیٹے کو بڑے ہی حسین انداز میں نصیحت فرمائی کہ جس کے پڑھنے اور اس میں غور کرنے سے واقعی دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھر آتی ہیں۔

آیئے میں اس رسالہ کی بعض وہ نصیحت آمیز باتیں جو آپ نے اپنے لخت جگر، نور نظر سے کی ہیں، آپ قارئین کے بھی حوالہ کرتا چلوں؛ تاکہ آپ کے علم و عمل، اخلاص و اخلاق، زہد و تقوی اور خشیت ربانی وحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مزید اضافہ ہو۔ وہ ناصحانہ باتیں درج ذیل بترتیب آرہی ہیں۔

عقل و شعور کی اهمیت اور احساس ذمه داری: عزیز از جان! اللہ تجھے توفیق خیرات سے نوازے۔ اس بات کو دل کی تختی پر نقش کر لے کہ انسان اس وقت تک حامل دانش و بینش قرار نہیں دیا جاتا جب تک کہ وہ تقاضہ ہائے عقل کو رنگ عمل نہ دے۔ لہذا عقل و شعور کی ساری توانائیاں اکٹھا کر کے اپنی فکر کو عمل کے لیے مہمیز کر دو اور نفس کے ساتھ ہمیشہ محتاط و چاک و چوبند رہو اور اپنا خیال رکھو۔

پابندئ شرع کا اهتمام: پسر عزیز! جب بات حدود شرع کی آجائے تو ایسے وقت اپنے نفس کا بطور خاص جائزہ لیا کرو۔ پھر تمہیں پتا چل جائے گا کہ اس کا بچاؤ کیسے کیا جاتا ہے۔

کیوں کہ جو اپنے نفس کی حفاظت ورعایت میں کامیاب ہوگیا، وہ صحیح معنوں میں کامیاب ہوگیا اور جو اس محاذ پر ناکام ہوگیا سمجھو وہ مارا گیا۔

علم و عمل اور اخلاص نیت: یوں ہی اس بات کی بھی کوشش کرنا کہ کسی قسم کی عبادت وریاضت میں اسی وقت مشغول ہونا جب تمہیں اس کا وافر اور قطعی علم ہوجائے۔ کیوں کہ تمہارے سامنے ایسے اہل زہد وتصوف کی ڈھیروں مثالیں موجود ہیں جنہوں نے علم کے بغیر عبادت شروع کردی اور انجام کار نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راہ راست سے بھٹک گئے۔

خوب صورت کپڑوں میں خود کو مزین رکھا کر وہ تمہیں دنیا داروں کے آگے جھکنے سے روکے رکھیں گے۔ یوں ہی ہمہ وقت اپنی نگاہوں، باتوں، اور قدموں کا محاسبہ کرتے رہنا۔ کیوں کہ ان کی بابت تم سے مواخذہ ہونا ہے۔ اور تم جتنا اپنے علم سے فائدہ اٹھاوگے وہ اتنا ہی تمہارے سامعین کے لئے نفع رساں ہوگا۔ ورنہ جب واعظ وخطیب اپنے علم پر خود عمل پیرا نہیں ہوا تو اس کی پند و نصیحت لوگوں کے دلوں سے ایسے ہی پھسل جاتی ہے جیسے پانی چٹان سے بآسانی پھسل جاتا ہے۔

توبہ میں جلدی اور وقت کی قدر و قیمت: نورنظر! اپنے نفس کے تئیں ہمیشہ چوکنا رہنا۔ کبھی اس سے مطمئن نہ ہونا۔ جو کچھ پہلے گناہ ہوچکے ان پر اشکِ ندامت بہاتے رہنا۔ اہل کمال سے اکتساب فیض میں کوتاہی نہ کرنا۔ جب تک دم میں دم ہے اپنی شاخ عمل کو سرسبز و شاداب رکھنے کی کوشش کرو۔ تمہاری زندگی کے جو لمحات بیکار بیت گئے ان میں غور وخوض کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے لئے درس عبرت ہیں۔ تم نے لذتوں کے دام فریب میں عمر عزیز کی کتنی گھڑیاں گنوا دیں اور فضل وکمال کے کتنے زینے طے کرنے سے محروم رہ گئے، جب کہ سلف صالحین ہر قسم کے فضائل و کمالات کی تحصیل میں خود کو ہمہ تن مشغول رکھتے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک فضیلت بھی جاتی رہتی تو اس کے غم میں ان کی پلکوں سے اشکوں کے آبشار جاری ہوجاتے۔

معرفت الٰہی کی تعمیر انسان کی فطرت کا تقاضہ ہے کہ وہ سب سے پہلے کائنات رنگ و بو میں

بکھرے ہوئے دلائل وشواہد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں کمال پیدا کرے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی سچائی کے دلائل پر نظر کرے۔ اب جب وجود باری تعالیٰ اور رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ لوح دل پر ثبت ہو جائے، تو اپنی عنان توجہ شریعت مطہرہ کی طرف موڑنا چاہیے کیونکہ اگر اس ترتیب کا خیال نہ رکھا جائے تو اس کے اعتقاد کی دیواروں میں کبھی بھی دراڑ پڑ سکتی ہے۔

اب اسے چاہیے کہ نماز و وضو کے ضروری مسائل معلوم کرے۔ صاحب دولت ہو تو زکوۃ کے مسئلے پر آگاہی حاصل کرے۔ اسی طرح حج اور دین کے دیگر واجبات سیکھے۔ جب اسے ان واجبات دینیہ کا علم ہو جائے تو انہیں رنگ عمل دینا شروع کر دے۔ اب جسے جتنی قوت پرواز ہے اسی کے مطابق وہ آسمان فضل و کمال پر کمند ڈالے گا۔ قرآن شریف کی تفسیر سیکھے۔ حدیث رسول میں درک حاصل کرے۔ آپ کی سیرت طیبہ کو پڑھے۔ صحابہ کرام کی سیرتیں جانے اور علما و مشائخ کی حیات و خدمات پر بھی نظر رکھے تا کہ اس کا طائر علم و فضل آسمان ترقی کی طرف مائل پرواز ہو۔

یوں ہی زبان و بیان کی اصلاح اور اس کی سلاست، فصاحت اور بلاغت میں ترقی کے لئے اس کے قواعد و اصول کا علم سیکھے اور مروجہ زبان میں درک حاصل کرے۔ یاد رہے فقہ تمام علوم کی جڑ ہے اور وعظ و نصیحت اس کا پھل نیز اس کے فوائد و برکات کو پھیلانے کا ایک مؤثر ذریعہ۔

عزیز وافر تمیز! مذکورہ علوم و فنون میں اللہ کی توفیق سے میں نے بہت ساری کتابیں تصنیف کی ہیں جو تمہیں متقدمین کی کتابوں سے بے نیاز کر دیں گی، لہذا کتابوں کی چھان بین اور تصنیف کتب کے لئے تمہیں یہاں وہاں مارے مارے پھرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے وہ سب کچھ تمہارے لئے پہلے ہی مہیا کر دیا ہے۔

انسان کے حوصلے اس کی اپنی تساہلی کے باعث پژمردہ ہو جاتے ہیں ورنہ ان چیزوں سے انہیں کبھی بھی سیری ہی نہیں ہوتی اور اس کے بغیر انہیں چین ہی نہیں آتا۔

میں اس بات کو قطعی طور پر جانتا ہوں کہ ہمتیں انسانوں کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں۔ ہاں بسا اوقات وہ پست ضرور پڑ جاتی ہیں تاہم کریدنے اور ابھارنے سے وہ پھر چل پڑتی ہیں۔ لہذا جب کبھی اپنے اندر تساہلی دیکھو یا خود کو احساس کمتری کا شکار پاؤ تو اللہ کی بارگاہ سے توفیق خیر کی بھیک مانگو۔ اور اس بات کا یقین رکھو کہ تمہیں ہر خیر و نعمت اس کی طاعت و بندگی سے ملتی ہے، یوں ہی ہر نقصان اس کی معصیت و نافرمانی سے پہنچتا ہے۔

ذرا مجھے بتاؤ کہ وہ کون ہے کہ جس پر مولی اپنی عطا و جود و نوال کی بارش فرمائے اور وہ بامراد نہ ہو سکے؟ اور جس سے وہ اپنی رحمت و نعمت روک لے وہ کچھ پا سکے؟ یا اپنے کسی مقصد میں مراد آشنا ہو سکے؟

شب و روز کا تربیتی انداز: پیارے بیٹے! طلوع فجر کے وقت جاگنے کی عادت ڈالو۔ وہ وقت بڑا گراں مایہ ہوتا ہے۔ لہذا اس وقت بطور خاص دنیا کی کوئی بات نہ کرنا۔ کیوں کہ سلف صالحین رحمہم اللہ کا یہ معمول تھا کہ وہ اس وقت دنیا کے کسی معاملے کو زیر بحث نہیں لاتے تھے۔

جب نیند سے بیدار ہو تو یہ دعا پڑھنا نہ بھولو: الحمد لله الذي أحيانا بعد ما أماتنا و إليه النشور۔ الحمد لله الذي يمسك السماء ان تقع على الأرض إلا بإذنه، ان الله بالناس لرؤوف رحيم.

پھر فطری ضرورتوں کی تکمیل کے بعد باطہارت ہو کر قلب و باطن کے پورے جھکاؤ کے ساتھ سنت فجر ادا کرو۔ پھر ادائے فرض کے لئے نشاط سے بھرپور ہو کر مسجد پہنچو۔

ہو سکے تو سرراہ یہ دعا پڑھو: اللهم إني أسئلك بحق السائلين عليك و بحق ممشاي۔ هذا إني لم أخرج اشرا و لا بطراً و لا رياءً و لا سمعة۔ خرجت اتقاء سخطك و إبتغاء مرضاتك۔ أسئلك أن تجيرني من النار و أن تغفر لي ذنوبي ۔ إنه لا يغفر الذنوب إلا أنت.

مقدور بھر کوشش کیا کرو کہ امام کے دائیں طرف نماز پڑھنے کی سعادت نصیب ہو۔ نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ ''لا اله الا الله وحده، لا شريك له، له الملك و له الحمد و هو على كل شي قدير'' پڑھا کرو۔

پھر دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمدللہ، اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر آیت الکرسی پڑھ لیا کرو۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے قبولیت نماز کی دعا مانگو۔ اگر دل جمے تو وہیں بیٹھ کر طلوع آفتاب بلکہ اس کے بلند ہونے تک ذکر الٰہی میں مشغول رہو۔ پھر نماز اشراق کی جتنی رکعتیں ہو سکیں ادا کرو، آٹھ ہوں تو بہتر ہے۔

شب و روز کے معمولات: اب سورج کی کرنیں ہر سو بکھر چکی ہیں۔ اپنے آپ کو گتھی سلجھانے میں لگا دو۔ قرآن میں سب سے زیادہ اہم صحت قرآن ہے۔ پھر فقہ اگر تم چاشت کے وقت تک اپنے اسباق کی تیاری کر لو، تو صلوۃ الضحیٰ کی آٹھ رکعتیں پڑھنا نہ بھولو۔ پھر مطالعہ کتب یا تحریر و کتابت کا مشغلہ عصر تک جاری رکھو۔ عصر سے مغرب تک اپنے اسباق کی تیاری میں جٹ جاؤ۔ نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں خاص طور سے پڑھ لیا کرو، جس میں دو جزء قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ اب نماز عشا کے بعد پھر اپنے اسباق کو یاد کرنے میں منہمک ہو جاؤ۔

جب بستر پر جاؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کا ورد کر کے یہ دعا پڑھو: ''اللهم نجني عذابك يوم تجمع عبادك.'' یعنی مولا جس دن یعنی بروز قیامت بندوں کی شیرازہ بندی ہوگی اس دن اپنے عذاب و عتاب سے ہمیں بچا لینا۔

جب نیند سے آنکھیں کھلیں، فوراً اپنے پہلو کو خواب گاہ سے جدا کر لو۔ اور یہ سمجھو کہ نفس نے اپنا کام پورا کر لیا ہے۔ لہٰذا اٹھو اور جا کر وضو کرو اور نیم شب کی خلوتوں میں جتنا ہو سکے پروردگار کی بارگاہ میں سجدوں کا خراج پیش کرو۔ اوسطاً دو رکعتیں ادا کرو۔ ان کے بعد پھر دو مزید رکعتیں جن میں دو جزء قرآن کی تلاوت کرو۔ بعد ازاں تحصیل علم اور اپنے اسباق کی تیاری میں لگ جاؤ

کیوں کہ علم بہ ہر حال ہر طرح کے نوافل سے افضل ہے۔

وجہ تصنیف رسالہ امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے جب اپنے ولد بار ''بدرالدین ابوالقاسم'' کے اندر طلب علوم دینیہ کے بابت تھوڑی سستی وتساہلی دیکھی تو آپ نے ان کو حصول علوم دینیہ کی طرف ابھارنے اور زندگی کے قیمتی لمحات اچھی طرح سے با مقصد گزارنے کا طریقہ بتانے کے لئے ایک جامع رسالہ بنام ''لفتة الكبد فی نصيحة الولد'' تحریر فرمایا، جس سے صرف آپ کے لخت جگر نے ہی فائدہ حاصل نہیں کیا بلکہ اس شان دار رسالہ سے آج بھی دنیا مستفید و مستنیر ہو رہی ہے اور تا قیامت ہوتی رہے گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام ابن جوزی علیہ الرحمہ کا شمار علمائے ربانیین میں سے ہوتا ہے۔ آپ نے وعظ و نصیحت، تصنیف و تالیف اور تعلیم و تدریس کے ذریعہ لوگوں کی رہنمائی فرمائی اور جس طرح ایک والد اپنی اولاد کی کامیابی کے لئے راہیں ہموار کرنے کی کوشش کرتا ہے بالکل اسی طرح آپ نے بھی اپنے ولد عزیز ''ابوالقاسم بدرالدین علی'' کی دارین میں کامیابی و کامرانی کے لئے ایک از حد نفع بخش رسالہ تحریر فرمایا ہے جس سے آپ کے فرزندار جمند نے خوب استفادہ کیا اور دوسروں نے بھی۔

اخیر میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمیں بھی آپ کی عظیم تصانیف اور بالخصوص آپ کے اس عظیم رسالہ سے استفادہ کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

”مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد“

(رسالہ اور صاحب رسالہ کا تعارف)

از قلم: مولانا عاشق علی خان مصباحی

صدر المدرسین جامعۃ الحبیب، رسول پور، اڈیشا

بسم الله الرحمن الرحیم

آپ کی ولادت ۱۰ ارشوال المکرم ۱۲۷۲ ہجری کو شہر بریلی میں ہوئی۔ آپ کا پیدائشی نام محمد اور تاریخی نام المختار ہے۔ آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خان نے آپ کو احمد رضا کے نام سے پکارا جو آج مشہور و معروف ہے۔ آپ خداداد ذہانت و ذکاوت اور اعلی فہم و فراست کے مالک تھے۔ آپ کا سینہ علوم شریعت مصطفی کا خزینہ اور فکر و آگہی کا گنجینہ تھا۔ زہد و تقوی، عبادت و ریاضت، اعلی اخلاق کردار، فقہی بصیرت، تصانیف کی کثرت، قدیم و جدید علوم و فنون میں مہارت، قوانین شریعت کی حفاظت، عشق رسول، احیائے سنت کی تڑپ میں آپ کی شخصیت معاصرین میں بالاتر تھی۔ خصوصیت کے ساتھ علم فقہ میں آپ کو جو تبحر و کمال حاصل تھا اس کو علمائے عرب و عجم نے تسلیم کیا۔ یہ تمام کمالات ظاہری و باطنی، صوری و معنوی اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمتیں ہیں اور یہ تمام اوصاف کاملہ اپنے والدین کی فرمانبرداری اور نصیحت پذیری کا ثمرہ ہے۔

اس رسالہ ”مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد“ میں حضور اعلی حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے والدین پر بچوں کے جو حقوق

عائد ہوتے ہیں ان کے ہر گوشے کو قران وحدیث کی روشنی میں بیان فرمایا ہے۔

اولاد کی پیدائش کی بعد اچھے نام رکھنا، عقیقہ کرنا، زبان کھلتے ہی اللہ اللہ کہلوانا، عمر کے بڑھنے کے ساتھ نماز، اچھے اخلاق و اطوار اور آداب سکھانا والدین پر ضروری و لازمی ہے۔ اولاد کی پیدائش سے پہلے والدین پر پہلا حق یہ ہے کہ آدمی کسی رذیل قوم، غیر کفو میں شادی نہ کرے کہ برے خون، بری نسل ضرور رنگ لاتی ہے۔ دیندار، خدا پرست، محب رسول، سنی صحیح العقیدہ خاندان میں شادی کرے کہ اولاد پر نانا ماموں کی عادت و اطوار کا اثر پڑتا ہے۔

بچوں کی پیدائش کے بعد کانوں میں اذان و اقامت کہی جائے کہ شیطانی خلل سے محفوظ رہیں۔ کسی بزرگ یا دیندار بندے سے چھوارا یا میٹھی چیز چبا کر منہ میں ڈالیں کہ بچہ کے نیک ہونے اور اس کے حسن اخلاق کی دلیل ہے۔ ماں صالحہ، نمازی، شریف القوم اور شریف النفس سے دو سال تک دودھ پلائیں۔ کسی رذیل یا بدکار عورت سے دودھ نہ پلوائیں کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔ اولاد کو پاک، صاف ستھرا، حلال روزی کھلائیں، ناپاک رزق حرام ہے جو عادت و اخلاق اور طبیعت کو بدل دیتا ہے۔

اپنی اولاد سے حد درجہ محبت، پیار، دل جوئی، دلداری کریں۔ بچوں سے جھوٹا وعدہ نہ کریں۔ جائز وعدے کو پورا کریں۔ سفر سے واپس آئیں تو کچھ تحفہ بچوں کے لیے لائیں۔ سبھوں میں برابر و یکساں تقسیم کریں۔ اور ایک کو دوسرے پر فضیلت و ترجیح نہ دیں۔

جب اولاد کو سمجھ آئے تو تمیز اور آداب سکھائیں کھانے پینے، بولنے ہنسنے، سونے چلنے پھرنے، حیا، لحاظ، بزرگوں کی عزت و تعظیم، ماں باپ اور استاد کا ادب و احترام سکھائیں۔ دختر کو آداب شوہر بتائیں۔ قرآن پڑھنا، لکھنا سکھائیں۔ اچھے ماہر استاذ صالح، متقی، پرہیز گار، سنی، حنفی، مسلک اعلی حضرت کے پیرو کار سے علم دین پڑھوائیں۔ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت و عقیدت، آپ کے آل و اصحاب اور اولیائے کرام، علمائے عظام سے سچی عقیدت و محبت

کی تعلیم دیں۔

خاص طور سے وضو، غسل، نماز، روزہ کے مسائل، زہد و تقوی، اخلاص، تواضع، انکساری، امانت داری، صدق و عدل، حیا کی تعلیم سے آراستہ کریں۔ حب دنیا، خیانت، تکبر، کذب، ظلم و زیادتی، فحش و غیبت، حسد و کینہ جیسے اخلاق رذیلہ سے بچنے کی تعلیم دیں۔

موجودہ دور میں تعلیم و تربیت اطفال کے حوالے سے روشن پہلو: فی زمانناعصری علوم ناگریز ہیں۔ موجودہ دور میں زمانہ کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر شانہ بشانہ چلنے کے لیے عصری علوم بھی نہایت ضروری واہم ہے کیوں کہ ہر حرفت و زراعت اور پیشہ و فن کو علم یعنی ایجوکیشن سے جوڑ دیا گیا ہے۔ اولاد اپنے اباء و اجداد سے فن یا پیشہ کا کام سیکھ لیا کرتے تھے، مگر جوں جوں زمانہ بدلتا گیا تمام پیشے کو تعلیم سے جوڑ دیا گیا۔ اس لیے اگر ہم تعلیمی میدان میں پیچھے رہیں تو ہم سب سے زیادہ پچھڑے اور پچھڑی قوم کہلائیں گے۔

عصری علوم سے کلیہ طور سے منہ موڑ لینا ناعاقبت اندیشی ہے۔ علم چاہے کسی زبان میں ہو کسی جگہ ہو وہ فائدہ مند، سودمند، ہوتا ہے۔ ہاں! مگر اس میں نقصان کا پہلو ہے جس سے بچوں کے بگڑنے کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ عصری علوم میں کچھ ایسے قبیح و رذیل اور بداخلاقی کے مضامین شامل کیے گئے ہیں جن سے ہمارے بچے شک میں پڑ جاتے ہیں۔ دھیرے دھیرے اسلام اور اسلامی تعلیمات سے بیزاری کا بھی اعلان کرتے ہیں۔

میرے ایک ہمسفر امریکی دوست نے کہا کہ امریکہ میں ایکس مسلم بھی رہتے ہیں یعنی پہلے مسلمان تھے اب دوسرا مذہب اختیار کر لیے ہیں۔ مجھے بہت تعجب ہوا کہ دنیا میں ایسے بھی لوگ موجود ہیں۔ اسی وقت میرے ذہن میں و دماغ میں یہ بات آئی کہ اگر ان کی تعلیم و تربیت اسلامی نقطہ نظر سے ہوئی ہوتی تو وہ جان دے دیتے مگر اسلامی طرز زندگی اور اسلامی عقائد و نظریات

سے منحرف نہ ہوتے۔ میرے دل نے کہا کہ تعلیم سے پہلے تربیت کا ہونا ضروری ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے تربیت اطفال کا آغاز عہد طفلی سے ہی کر دیا جائے اور سکھا دیا جائے۔ امید قوی ہے کہ کوئی طغیانی طاقت یا مستشرقین کے حملے اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ شریعت مصطفی پر چل کر ہی ہر میدان فتح کی جا سکتی ہے۔

تعلیماتِ اعلیٰ حضرت اور عہد حاضر کے تقاضے: دنیا بڑی تیزی و سرعت سے آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ دنیا میں بسنے اور رہنے والی قوم الگ الگ زبان، مختلف تہذیب و تمدن اور مختلف نظریات و عقائد سے وابستہ ہیں، اب ضرورت اس بات کی رہ گئی ہے کہ ان لوگوں تک اسلامی تعلیم و تربیت کا صحیح طریقہ انہی لوگوں کی زبان میں ہی بیان کیا جائے۔ یہ زیادہ موثر اور سود مند فائدہ مند ثابت ہوگا۔ یہ اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب ہم ہر زبان و لسان میں آگہی و مہارت تامہ حاصل کریں۔

آج تعلیمات اعلیٰ حضرت اور نظریات اعلیٰ حضرت کو عام کرنے کے لیے ہر زبان و لسان میں کتابوں کا ترجمہ کر کے مختلف ملکوں میں جاری کیا جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مدارس اسلامیہ کے علاوہ اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور دیگر دانش گاہوں میں اسلامی عقائد و نظریات کی کتابیں داخل نصاب کی جائیں کہ آئندہ نسل اسلام بیزاری سے محفوظ رہیں۔ اور ان کی تعلیم و تربیت اسلامی نقطہ نظر سے ہوتی رہے۔

☆☆☆

تعلیم وتربیت اور افکارِ مجاہد ملت

از: حضرت علامہ مولانا محمد حنیف حبیبی مصباحی صاحب
شیخ الحدیث دار العلوم مجاہد ملت، دھام نگر شریف، بھدرک، اڈیشا، انڈیا

چند تنکوں کی سلیقے سے اگر ترتیب ہو
بجلیوں کو بھی طوافِ آشیاں کرنا پڑے

تعلیم کی اہمیت، افادیت اور ضرورت سے ہر باشعور شخص بخوبی واقف ہے۔ علم خواہ عصری ہو یا دینی، سائنس اور ٹکنالوجی سے متعلق ہو یا طب وصحت سے، ہر ایک کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے۔ جو قرآن مجید انسان اور انسانیت کے لیے مشعل ہدایت اور حیات کے ہر شعبہ میں کامل رہنمائی فرماتا ہے، وہ بھلا علم وادراک کی ڈگر کو کیوں کر تاریک رکھ سکتا ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں علم اور اہل علم کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

علم کی اہمیت آیات واحادیث کی روشنی میں:

ارشاد خداوندی ہے: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾
(سورۃ الزمر: ۹) یعنی تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔ (کنز الایمان)

اہل علم کی بلندئ درجات کا ذکر یوں فرمایا گیا: ﴿وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾
(سورۂ مجادلہ، آیت: ۱۱) یعنی جن کو علم دیا گیا، درجے بلند فرمائے گا۔ (کنز الایمان)

پہلی وحی: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾ (العلق، آیت: ۱) یعنی پڑھو اپنے رب

کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ (کنزالایمان) میں نبی نوع آدم کو علم اور پڑھائی کی جانب خصوصی توجہ دلائی گئی تو ﴿نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ﴾ یعنی ”قلم! اور اس کے لکھے ہوئے کی قسم“ میں قلم اور کتابت کو بہ قسم یاد فرما کر پڑھائی کے ساتھ لکھائی اور کتابت وتحریر کی اہمیت دلوں میں بٹھائی گئی۔

آیت قرآنیہ کی طرح احادیث نبویہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والتسلیم میں ارباب علم اور صاحبان قلم کے مراتب کی بلندی کا ذکر بکثرت آیا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہوا: ”فضل العالم علی العابد کفضلی علیٰ ادناکم“ ”یعنی عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں کم درجہ والے صحابی پر“ اسی حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا یہ حصہ بڑی اہمیت کا حامل ہے: ”اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ وَ اَھْلَ السمٰوٰت وَ الْاَرْضِ حتّٰی النَّمْلَۃَ فِی جُحْرِھَا وَ حَتّٰی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ“ (مشکوٰۃ، کتاب العلم) یعنی بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے اور آسمان و زمین والے حتی کہ چونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی (پانی میں) لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والے عالم کے حق میں دعائیں کرتی ہیں۔

ایک حدیث میں ہے: ”فقیہ واحد اشد علی الشیطن من الف عابد“ ”یعنی ایک عالم شیطان پر ہزاروں عابد سے زیادہ بھاری ہے۔“ دوسری جگہ ارشاد ہوا: ”من یرداللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین“ ”یعنی جس بندے کے ساتھ اللہ بہت بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے فقیہ، دین کا عالم بنادیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ ایک عالم، شیطان پر بہت گراں ہے، وہیں وہ بارگاہ رحمٰن میں محبوب ومقبول ہے۔ ہر چند کہ آیت واحادیث کا محمل حاملین علم دین اور طالبان علوم نبویہ ہیں تاہم ان سے مفید علوم کی افادیت پر بھی بھرپور روشنی پڑتی ہے، اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوسکتا۔

تربیت کی افادیت: یہ ایک حقیقت ہے کہ گزشتہ صدیوں کے مقابلہ میں آج کا دور، تعلیم یافتہ سمجھا جاتا ہے۔ سائنس وٹیکنالوجی کی روشنی نے پھوس کے مکان سے لے کر مرمریں ایوان تک کو روشن و منور کر دیا ہے۔ اس کے باوجود یہ بھی ایک المیہ ہے کہ ہمارا پڑھا لکھا طبقہ مختلف جرائم میں ملوث اور اخلاقی گراوٹ کا شکار ہے۔

اس کے اسباب وعلل کا سراغ لگانے والے اس بات پر متفق ہیں کہ تعلیم کے ساتھ تربیت کی بڑی کمی ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے قمقموں سے ظاہر جگمگا اٹھا ہے لیکن دل کی دنیا اخلاقی نور سے محروم اور باطن میں گھٹاٹوپ تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ اس لیے اسلام نے جہاں جہل مٹایا اور علم کا نور پھیلایا، وہیں بندگان خدا کے ظاہر کو سنوارنے کے ساتھ باطن کی آراستگی کی طرف بھر پور توجہ دی اور تعلیم کے ہمراہ تربیت کا پورا پورا لحاظ رکھا۔

ارشاد خداوندی ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ﴾ (سورہ آل عمران، آیت:۱۶۴) بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ (کنز الایمان)

معلوم ہوا معلم کائنات، ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ماننے والوں کو کلام الٰہی سناتے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دینے کے ساتھ ان کا تزکیہ نفس اور اصلاح باطن بھی فرماتے ہیں۔ جس کا خوشگوار نتیجہ یہ ہوا کہ صدیوں ضلالت وگمرہی کی تاریک وادیوں میں بھٹکنے والے لوگ، پوری دنیا کے لیے شمع ہدایت اور مشعل نور بن گئے۔ پنڈت ہری چند اختر نے اس کی بڑی خوبصورت عکاسی کی ہے ؎

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذروں کو ہم دوش ثریا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

حضور مجاہد ملت قدس سرہ چونکہ اسلامی اقدار و روایات کے امین اور علوم دینیہ کے بہت بڑے معلم و مبلغ تھے، اس لیے آپ کی زیر نگرانی پروان چڑھنے والے اطفال وافراد کی آپ نے اسلامی طرز پر رہنمائی کی اور تعلیم کے ساتھ ان کی اخلاقی تربیت کی جانب خصوصی توجہ فرمائی۔

مولانا جناح کی تعلیم و تربیت: حضرت علیہ الرحمہ ایک بار بھدرک مدرسہ قادریہ تشریف لائے۔ تعلیم کا جائزہ لیا اور اساتذہ وطلبہ سے ملاقات کی۔ حافظ عمر علی کی درسگاہ میں حفظ کرنے والے ایک طالب علم کے بارے میں لوگوں نے بتایا کہ یہ لڑکا گوجیدرہ کا ہے۔ والدہ سنی ہونے کی وجہ سے یہ یہاں پڑھتا ہے، جب کہ اس کا باپ غیر مقلدین کا سرغنہ ہے۔

حضرت نے اس طالب علم کو پاس بلایا، بڑی شفقت فرمائی۔ درجہ حفظ کے استاد کے علاوہ اپنے چہیتے شاگرد، حضرت مفتی سید عبد القدوس، مفتی اعظم اڑیسہ کو بلا کر طالب علم مذکور پر خصوصی توجہ دینے اور دلجوئی کرنے کی آپ نے تاکید کی۔ خود بھی جب کبھی تشریف لاتے اس پر نظرِ التفات فرماتے، جس کی وجہ سے مدرسہ کے تمام طلبہ میں طالب علم مذکور کو ایک خصوصی مقام حاصل تھا۔ انہوں نے بڑی محنت کی۔ چند سالوں کے اندر حفظ قرآن کی تکمیل کے ساتھ مفتی صاحب قبلہ سے درس نظامیہ کی بنیادی کتابیں بھی پڑھ لیں۔

اس کے بعد حضور مجاہد ملت قدس سرہ اسے علم وادب کا گھوارہ، جامعہ حبیبیہ، الہ آباد لے آئے۔ یہ حضرت کا اپنا مدرسہ ہے۔ یہاں بھی آپ کی خصوصی عنایت، اور آپ کے حکم پر جامعہ کے اساتذہ کرام کی شفقت کی وجہ سے وہ طالب علم حفظ وقرأت، فقہ وحدیث اور ادب وتفسیر کا ماہر بن گیا۔ فراغت کے بعد اسی جامعہ کے شیخ الادب کی حیثیت سے اس کی تقرری عمل میں آئی۔ طالب علم مذکور کو دنیا حضرت علامہ مولانا محمد علی جناح حبیبی کے نام سے جانتی ہے۔

طویل زمانے تک آپ جامعہ میں جملہ علوم کے ساتھ عربی ادب کی خدمت کرتے رہے۔ حضرت علیہ الرحمہ کے معروف کتب خانہ مکتبۃ الحبیب کے ناظم کی ذمہ داری نبھائی اور اکابرین کی مفید کتابیں سیکڑوں کی تعداد میں شائع کر کے ملک و بیرون ملک ارسال کیا۔ خطابت میں بدمذہبوں کا رد پوری توانائی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ آپ کی ان خدمات سے خوش ہوکر حضور مجاہد ملت قدس سرہ نے اپنا مرید، خلیفہ اور مجاز بنایا۔

دعوتِ مباہلہ: آپ کی پاکیزہ صحبت اور عمدہ تعلیم و تربیت کا صرف یہی کمال نہیں کہ جماعت غیر مقلدین کے صدر کا لڑکا، اہل سنت کا بہت بڑا عالم و فاضل بن گیا، بلکہ اصل کمال یہ ہے کہ خود باپ کے بالمقابل صف آرا ہوگیا اور اپنے عقائد حقہ کے مقابلہ میں آنے والے کو مجمع عام میں للکارا اور دعوت مباہلہ دیتا رہا۔

سن ۱۹۷۵ء کا واقعہ ہے کہ جب مولانا جناح کا باپ الیاس ابن عمر جماعت غیر مقلدین کا صدر بن کر گوجیدرہ، اڑیسہ میں غیر مقلدیت پھیلا رہا تھا۔ ٹھیک اسی زمانے میں مولانا موصوف نے اس کا جور د بلیغ فرمایا اور دعوت مناظرہ و مباہلہ دیا، اس کا ذکر حبیبی کمیٹی، گوجیدرہ کے صدر محمد مصطفیٰ حبیبی مرحوم ''انوار الہدایات'' نامی کتاب کے عرض ناشر میں لکھتے ہیں:

''اسی دوران میں ایک دن حضرت علامہ مولانا محمد علی جناح صاحب نے کمال پور (نیچے بستی) میں تقریر کرتے ہوئے گرجتی آواز میں اعلان کیا کہ قادیانیوں کو عرب والے کافر و مرتد کہتے ہیں، عجم والے بھی۔ ان کافروں، مرتدوں سے غیر مقلدین اس مناظرانہ تحریر کے سلسلہ میں مدد مانگتے ہیں۔ جب کہ وہابیوں، دیوبندیوں اور غیر مقلدینِ زمانہ کے نزدیک اولیاء کرام اور انبیاء عظام علیہم السلام سے مدد مانگنا شرک ہے۔ ہے کوئی غیر مقلد جو اسے جھٹلا سکے؟ لیکن الحمد للہ! تمام غیر مقلدین کو سانپ سونگھ گیا۔ کسی کو جواب دینے کی جرأت و ہمت نہ ہوسکی۔''

یہ حضور مجاہد ملت قدس سرہ کی نگاہ کیمیا کا اثر اور آپ کی ٹھوس تعلیم کا نتیجہ تھا کہ محمد علی جناح حبیبی

نے اعلانِ حق کی راہ میں اس بات کی پرواہ نہ کی کہ ان کی للکار کی زد میں ان کا سگا باپ بھی آتا ہے۔ اوران کے حقانی وار سے خود ان کے اپنے رشتہ دار شدید زخمی اور گھائل ہورہے ہیں۔ ان کا واضح موقف وہ تھا جس کی ترجمانی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا درج ذیل شعر کرتا ہے ؎

نبی سے ہے جو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، جان ومال ان پر فدا کر دیں

حضور مجاہد ملت کا طریقۂ تعلیم: تعلیم وتربیت کو بہتر، مفید تر اور نتیجہ خیز بنانے میں عمدہ نصاب تعلیم اور کتابوں کا حسن انتخاب اور تعلیم کے لیے بہترین اوقات کا متعین کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ مخرّب الاخلاق کتابوں کی ہلاکت خیزیاں جگ ظاہر ہیں۔ ایسے ہی فن کی کتابوں کا طلبہ کی عمر وذہن کی رعایت کے بغیر مسلط کرنا، انہیں فنون سے رغبت کی بجائے تعلیم سے اکتاہٹ، بیزاری بلکہ بعض دفعہ ترک تعلیم کا باعث بنتا ہے۔

اس لیے طالب علم کی لیاقت سے صد فی صد ہم آہنگ کتب کا انتخاب ضروری ہے۔ اِس باب میں بھی حضور مجاہد ملت قدس سرہ کی شخصیت طاق نظر آتی ہے۔ علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب کی درج ذیل تحریر اس دعویٰ کا روشن ثبوت ہے۔

''حضور مجاہدات علیہ الرحمۃ والرضوان کا طریقۂ تعلیم بہت ہی انوکھا، نرالا اور پیارا تھا۔ مثلا وہ مجھے قصیدہ بردہ شریف پڑھاتے، تو قصیدہ کے ترجمہ ہی تک نہیں بلکہ اس میں حل لغات، ترکیب نحوی اور ترکیب صرفی کراتے اور اسی پر زیادہ زور دیتے'' (خطبات نظامی: اول، ص: ۱۴)

عربی ادب کو فروغ دینے کے لیے فانی حسن وعشق کی داستان، لب ورخسار کی باتیں اور قدو گیسو کے تذکروں پر مشتمل اشعار کی جگہ سرکار مجاہد ملت قدس سرہ کا ذوق یہ تھا کہ علامہ بوصیری علیہ الرحمہ کا عشق رسالت میں ڈوبا ہوا کلام ''قصیدہ بردہ شریف کا درس دیا جائے، جس میں محبوب مکرم، رسول محتشم علیہ التحیۃ والثنا کے قد رعنا اور زلف دوتا کا ذکر جمیل ہے تا کہ طلبہ کے دلوں میں حب

رسول کی شمع بھی فروزاں ہو اور ساتھ ہی ان کے ذوق ادب میں بالیدگی بھی پیدا ہوتی رہے۔

حضرت علیہ الرحمہ یہ بھی چاہتے تھے کہ صرف اشعار کے ترجمہ پر ہی اکتفا نہ کیا جائے بلکہ ان میں مشکل عربی الفاظ کی لغوی، نحوی اور صرفی تحقیق بھی کرائی جائے تاکہ سرسری اور سطحی مطالعہ کی بجائے طلبہ میں تحقیقی مزاج پیدا ہو۔

مطالعہ کی اہمیت: آئندہ ہونے والے اسباق کا طلبہ بھرپور مطالعہ کر کے کلاس میں آئیں اور اساتذہ بھی پوری تیاری کے ساتھ درسگاہ میں حاضر ہوں تو تعلیم و تعلم کا مزہ دو آتشہ ہو جاتا ہے۔ پیشگی مطالعہ کی وجہ سے طلبہ ایک حد تک کتاب سمجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اب استاد کے پاس مزید نئی باتیں جاننے کی جستجو ہوئی ہے۔ ادھر مدرسین کے لیے مباحث کا سمجھانا آسان ہو جاتا ہے۔ پوری تیاری کی وجہ سے سبق سے متعلق نیا گوشہ خود اعتمادی کے ساتھ شاگردوں کے ذہن و دماغ میں اتارنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تقریر بے ربط اور بہکی بہکی نہیں ہوتی۔

مگر آج کا المیہ یہ ہے کہ طلبہ میں جذبۂ مطالعہ کا مکمل فقدان ہے۔ وہ استاد کے پڑھائے ہوئے سبق کو بھی بغور سن لیں تو ان کا احسان ہے۔ اِدھر مدرسین کا بڑا طبقہ ایسا ہے کہ مطالعہ کے لیے ان کے پاس ٹائم نہیں۔ تنخواہ متعین ہے، وہ تو مل کر رہے گی۔ چاہے وہ جس طرح بھی درس دیں۔ آج کا یہ ماحول دیکھ سر پیٹ لینے کو جی کرتا ہے۔

حیراں ہوں دل کو روؤں، کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

ایسے میں سرکار مجاہد ملت بہت یاد آتے ہیں۔ دینی، ملی اور مسلکی ہزاروں طرح کی مصروفیات، حافظہ کا یہ عالم کہ پوری پوری بحث بلکہ ساری ساری کتابیں نوک زبان پر۔ اس کے باوجود کبھی آپ نے بغیر مطالعہ کے ایک سبق تک نہیں پڑھایا۔ خطیب مشرق رقم طراز ہیں۔

”حضور مجاہد ملت کبھی بغیر مطالعہ کے نہ پڑھاتے۔ مثلاً میری کنز الدقائق ان کے پاس تھی،

اس کا وقت ۱۱ر بجے رکھا تھا۔ اور میں پابند تھا کہ درسگاہ میں پونے گیارہ بجے حاضر ہو جاتا تا کہ ۱۵ر منٹ میں حضور مجاہد ملت میرے ہونے والے سبق کو دیکھ لیتے۔ سطروں پر انگلیاں پھیرتے تھے۔ اگر کہیں شبہ ہوتا ا، ۲ منٹ کے لیے انگلی کی رفتار رک جاتی۔ ویسے تو مستحضر تو سب کچھ تھا مگر اسلاف کے اصول کے بہت پابند تھے۔'' (خطبات نظامی: اول،ص:۱۵)

لگے ہاتھوں نظامی صاحب کا یہ اقتباس بھی ملاحظہ فرمالیں: ''عشاء بعد مطالعہ کے عادی نہ تھے۔ عشا پڑھ کر سو جاتے۔ تہجد کے وقت مطالعہ فرماتے۔ مجھے یاد ہے کہ جب مولانا نظام الدین صاحب کی بخاری شریف ہو رہی تھی، تو تہجد کے بعد نماز فجر سے پہلے بخاری شریف کا درس ختم ہو جاتا۔'' (خطبات نظامی: اول،ص:۱۵)

اہل ذوق کے لیے اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مدرس تہجد گزار ہو، اور نماز تہجد میں ذکر الٰہی کے بعد باوضو ہو کر بخاری شریف کی احادیث کریمہ کا درس دیتا ہو تو اس کی برکت، عظمت، افادیت اور کیفیت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اس کی لذت تو صرف وہی محسوس کر سکتا ہے جو مولانا حبیب الرحمن جیسے عاشق رسول سے پچھلے پہر کی پر کیف گھڑی میں حدیث رسول کا درس لیا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ اس بافیض درسگاہ کے خوشہ چیں شمس العلماء محدث مرادآبادی، مفتی اعظم اڑیسہ، وحید الزماں اور خطیب مشرق بن کر ایک جہان کو اپنے کردار و عمل کی خوشبوؤں سے معطر کر گئے۔

کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوشبو کہاں تک ہے۔

نصاب تعلیم کی اثر آفرینی: ایک اچھا اور مخلص استاد جس طرح طلبہ میں علمی انقلاب برپا کر سکتا ہے، اسی طرح ایک جامع نصاب تعلیم بھی افراد کی کردار سازی اور شخصیت سازی میں اہم رول ادا کرتا ہے۔

حضور مجاملت قدس سرہ کا عظیم ادارہ جامعہ حبیبیہ، الہ آباد کے نصاب سے متعلق آپ کے دس نکات ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ عاشق الرحمٰن حبیبی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ''لیجیے جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد کے نصاب سے متعلق آپ کے ارشادات ملاحظہ کیجئے:

۱۔جن طلبہ نے قرآن شریف کی مشق نہ کی ہو، انہیں مشق کرائی جائے۔

۲۔شرح تہذیب سے پہلے متنِ تہذیب کا درس دیا جائے۔طلبہ کو متن تہذیب حفظ کرنے کی ترغیب دی جائے۔

۳۔متن ہدایت الحکمت سے پہلے ہدیہ سعیدیہ کا درس نہ دیا جائے۔

۴۔مؤطا امام محمد کا درس، مشکوۃ کے بعد ہو۔

۵۔متن سلّم علاحدہ نہ پڑھائی جائے۔شرح سلم بحر العلوم پڑھائی جائے۔

۶۔جامع جبیبیہ میں ملاحسن کا درس نہ ہوگا۔اس کے مقام پر شرح مرقات خیر آبادی پڑھائی جائے۔

۷۔جامعہ جبیبیہ میں میبذی کا درس نہ ہوگا۔ اس مقام پر شرح ہدایۃ الحکمت خیر آبادی پڑھائی جائے۔

۸۔میر زاہد ملا جلال حاشیہ بحر العلوم کے ساتھ پڑھائی جائے۔

۹۔معقولات کے منتہی طلبہ کو عقائد میں المعتقد المنتقد پڑھائی جائے۔

۱۰۔معقولات کے منتہی طلبہ کو تصوف (وحدۃ الوجود) میں الروض المجود پڑھائی جائے۔(مرد جوزاء،ص:۲۹۴،۲۹۵)

نصاب سے متعلق متذکرہ دس نکات پر سیر حاصل بحث کر دی جائے تو درسیات پر حضور مجاہد ملت قدس سرہ کی کامل بصیرت اور دقت نظر کے جلوؤں سے نگاہیں خیرہ اور عقلیں ششدرو حیراں رہ جائیں گی۔صفحات کی قلت کا تقاضا ہے کہ صرف ایک دو نکتہ کی جانب آپ کی توجہ مبذول کر کے ہم بساط مضمون سمیٹیں۔

مشکوٰۃ و مؤطا کا تقابل نکتہ نمبر ۴ رمیں آپ کا ارشاد یوں مرقوم ہے کہ ''مؤطا امام محمد کا درس، مشکوٰۃ کے بعد ہو۔ ثالثہ میں کافیہ کے ساتھ مؤطا امام محمد پڑھائی جاتی ہے جب کہ خامسہ میں جلالین شریف کے ساتھ مشکوٰۃ شریف کا بھی درس ہوتا ہے۔ جہاں ہم نے تعلیم کے حاصل کی وہاں بھی ایسا ہی ہے اور جہاں خدمت پر مامور ہیں وہاں بھی یہی حال ہے۔ ہم ان بزرگوں پر تبصرہ کی جرأت نہیں کرتے ہیں جنھوں نے ایسا نصاب ترتیب دیا ہے۔ فقیر قادری فن حدیث کا معمولی طالب علم ہونے کی حیثیت سے مشکوٰۃ و مؤطا کے درمیان طرز ترتیب کا فرق اور ان میں موجود مباحث کے حوالے سے اپنا ناقص مطالعہ اہل علم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے تا کہ حق پسند حضرات اس فن میں سیدی سرکار مجاہد ملت قدس سرہ کی بصیرت اور ثالثہ و خامسہ کے طلبہ کے ذہن وفکر سے ہم آہنگ کتب سے متعلق آپ کے فرمان کی اہمیت اور اس کی قدر کر سکیں۔ فالحمد لِلّٰہ علیٰ ذلک۔

مشکوٰۃ شریف احادیث رسول کا ایک خوبصورت مجموعہ ہے۔ کتب احادیث سے حدیثوں کا حسن انتخاب اور گلستان احادیث کا حسین مرقع ہے۔ مصابیح اور مشکوۃ کے مرتبین علیہما الرحمہ کا اس ترتیب سے مقصود ہی یہی ہے کہ شائقین حدیث کے سامنے اس فن کی موشگافیوں سے پرے مختلف عناوین کے تحت احادیث کا ایک حسین مجموعہ پیش کر دیا جائے تا کہ ہادی عالم، پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات لوگ پڑھتے جائیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت کے فوز و فلاح کا سامان کرتے جائیں۔

اس لیے قصداً انہوں نے سند پیش نہیں کی اور راویان حدیث کا ذکر ترک کیا۔ صرف صحابی کے ذکر پر اکتفا فرمایا اور اخیر میں ماخذ کتب کا حوالہ دے دیا تا کہ جنہیں ان مباحث سے دلچسپی ہو وہ ماخذ کی اصل کتابوں میں موجود فنی مباحث کی سیر کریں۔ لہذا حوالے کے لحاظ سے مشکوٰۃ ثانوی درجہ کی کتاب ہے۔ اول درجہ کی کتب وہ ہیں جن کے حوالجات اس میں حدیث کے

اختتام پر درج ہیں۔

ٹھیک اس کے برعکس مؤطا اول درجہ کی کتاب ہے۔ اس میں امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر صحابی تک تمام راویوں کا ذکر ہے یعنی ہر حدیث کی پوری پوری سند موجود ہے۔ راویان حدیث کے احوال، حفظ وتقویٰ کی جہت سے حدیث پر ضعف وقوت کا حکم لگتا ہے اور یہ بحث مشکوہ میں نہیں ہے۔

مؤطا امام محمد میں موجود اکثر احادیث بعینہ مرویات امام مالک ہیں۔ کیونکہ اس دور میں شیخ اپنے قابل تلامذہ سے اپنی روایات کا املا کرواتے تھے۔ حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ امام مالک رضی اللہ عنہ کے عزیز شاگرد ہیں جن سے املا کروا کر آپ نے اپنی مرویات یکجا کی اور کتابی شکل دی ہے۔

اس پر سوال ہے وارد ہوتا ہے کہ کیا مؤطا امام محمد، بعینہ مؤطا امام مالک ہے؟ تو جواباً عرض ہے کہ جی نہیں۔ اس لیے کہ علامہ شیبانی جہاں امام مالک کے شاگرد میں وہیں امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے تلمیذ رشید بھی ہیں۔ اپنے مؤطا میں امام محمد نے مرویات امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ، مرویات ابوحنیفہ بھی درج کی ہیں۔ مشکوٰۃ میں احادیث کا جمع وترتیب مطلوب ہے۔ کون سی حدیث کس امام کی مستدل ہے، اس سے مشکوٰۃ المصابیح کو کوئی سروکار نہیں۔

امام محمد، حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد، مداح اور وفا کیش ہیں۔ آپ محرر مذہب مذہب حنفی ہیں۔ کیونکہ فقہ حنفی کی بنیاد آپ ہی کی کتب پر ہے۔ اس لیے مؤطا میں ان کا مقصود صرف احادیث کریمہ کا جمع کرنا نہیں بلکہ حدیث رسول کے ذریعہ مسلک ابوحنیفہ کی تائید وتوثیق منظور ہے۔ اس لیے ایک باب کی کئی حدیثوں کے ذکر کے بعد قال ابوحنفہ کہہ کر، آپ امام اعظم کے موقف کو دلائل سے مبرہن فرماتے ہیں۔ ان مباحث سے نہ مشکوٰۃ کو مطلب ہے اور نہ اس کے ماخذ مصابیح کو کوئی سروکار۔ پس معلوم ہوا کہ

۱۔ موطا امام محمد میں حدیث کی پوری سند درج ہے۔

۲۔ اس میں ائمہ کرام کی مستدل احادیث موجود ہیں۔

۳۔ اُس میں اِس بات پر زیادہ ثبوت ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قیاس نہیں، قلیل البضاعۃ فی الحدیث نہیں بلکہ کثیر الاضلاع شخصیت ہیں۔ جن کے مذہب کے ایک ایک جزیہ پر احادیث موجود ہیں۔

۴۔ اس کتاب میں احادیث سے مستنبط و مستخرج مسائل کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

۵۔ ائمہ کرام کے درمیان اختلاف رائے کی صورت میں امام اعظم کا موقف سب پر حاوی ہے، حدیث سے مبرہن اور دلیل سے مزین ہے۔

مشکوٰۃ شریف کا دامن ان تمام مباحث سے خالی ہے۔ لہذا اس کو پہلے ہونا چاہیے۔ اور وہ کتاب جس میں فن حدیث کی اتنی باریکیاں، گہرائیاں اور موشگافیاں موجود ہیں وہ موطا امام محمد ہے، اس کا درس مشکوٰۃ کے بعد ہونا چاہئے۔

طویل تجزیہ اور لمبے عرصے تک دونوں کتابوں کے تدریسی تجربہ کے بعد ہم جس نتیجہ تک پہنچ سکے۔ حضور مجاہد ملت قدس سرہ کا ایک مختصر سا جملہ ''موطا امام محمد کا درس، مشکوٰۃ کے بعد ہو'' سب پر بھاری ہے۔ اس سے آپ کے تبحر علمی، درسیات پر دقت نظر اور طلبہ کے ذہنی ارتقا سے ہم آہنگ کتب سے واقفیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے ؎

شمع نظر، خیال کے انجم، جگر کے داغ
جتنے چراغ ہیں، تیری محفل سے آئے ہیں

تعلیم و تربیت کا معنیٰ و مصداق:

آیئے، نصاب تعلیم کے بعد ہم اپنا روئے سخن تعلیم و تربیت کی طرف کرتے ہیں۔ تعلیم و تربیت یہ دو ایسے الفاظ ہیں جنہیں ہم بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے ان کے معانی سمجھنے،

گہرائی میں اترنے اور دونوں کے مابین پائے جانے والے فرق کو جاننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اردو میں جب تعلیم بولی جاتی ہے تو اس سے مراد کسی چیز کو سیکھنا اور اس کا علم حاصل کرنا ہوتی ہے۔ اور اسی سیکھے ہوئے اصول پر عمل پیرا ہونے کو تربیت کہتے ہیں۔ مثلاً ہم نے اپنے لڑکے سے کہا بیٹا! چلنا تو راستہ کی بائیں جانب چلنا ہے یہ تعلیم ہے۔ پھر جب چلنے کی نوبت آئی تو ہم نے لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ راستہ کی بائیں جانب لیتے ہوئے چلے۔ تو یہ بتائے ہوئے اصول کا عملی نمونہ ہے۔ اسے تربیت کہتے ہیں۔

صرف تعلیم بھی اچھی چیز ہے، مانو سونا ہے۔ اسے عملی جامہ پہنایا جائے جسے تربیت کہتے ہیں، یہ سونے پہ سہاگہ ہے۔ یہ دونوں کسی فرد واحد میں یکجا ہو جائیں تو بلندیاں اس کا قدم چومتی ہیں اور اوصاف حمیدہ اس کی پہچان وشناخت بن جاتی ہے۔

اس آئینے میں جب ہم سیدی مجاہد ملت قدس سرہ کی حیات طیبہ کا جائزہ لیتے ہیں تو آپ کی ذات والا صفات اس وصف میں بھی یکتا ومنفرد دکھائی دیتی ہے۔ آپ نے مولانا محمد علی جناح حبیبی صاحب کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ اپنے بدعقیدہ باپ سے نبرد آزما ہو گئے۔ آپ کی تربیت ہی کا نتیجہ تھا کہ علامہ عاشق الرحمن صاحب قبلہ کی کافرہ ماں مرگئی، کبھی انہوں نے اس کا چہرہ تک نہیں دیکھا۔ آپ کے فیضانِ نظر کی یہ برکت ہے کہ آپ کے تلامذہ، تلامذہ کے تلامذہ اور آپ کے مریدین ومتعلقین بلکہ آپ کا صحبت یافتہ اور حاضر باش بھی بدعقیدوں سے سمجھوتہ نہیں کرتا۔ سنت رسول پر عمل کی کوشش کرتا ہے۔ داڑھی تو خیر واجب ہے، آپ کے فیض یافتہ سنت کے مطابق زلف رکھتے ہیں۔ بدعات ومنکرات سے گھن کرتے ہیں۔ آج بھی لاؤڈ اسپیکر پہ نماز پڑھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ آپ کی تربیت کی اثر آفرینی کے تفصیلی جائزہ کے لیے دفتر چاہئے، ایک مختصر سے مضمون میں اس کی گنجائش کہاں؟ صرف ایک دو واقعے پر اکتفا کرتا ہوں۔

غسل میں احتیاط: مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے تک کا حصہ قابل ستر ہے۔

نہاتے وقت ہو یا بیٹھنے اٹھنے کی حالت میں غیروں سے اس کا چھپانا فرض ہے۔ ایک دفعہ حضور مجاہد ملت قدس سرہ جامعہ حبیبیہ تشریف لائے تو دیکھا کہ نہانے میں بے احتیاطی کی وجہ سے بعض طلبہ کے گھٹنے کھلے ہوئے ہیں۔ آپ نے طلبہ سے نہیں بلکہ ذمہ دار مدرس، مولانا محمد علی جناح حبیبی سے فوراً محاسبہ فرمایا۔ مولانا جناح بیان کرتے ہیں۔

''جب آپ (مجاہد ملت) اپنی قیام گاہ میں داخل ہوئے، مجھ سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے فوراً مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، آپ کے یہاں طلبہ ننگے ہوکر نہاتے ہیں؟'' عرض کیا کہ ایسا تو نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا، ''میں نے خود دیکھا ہے ان لوگوں کے گھٹنے کھلے ہوئے تھے۔''

(مرد جوزا،ص:۲۹)

اگر آپ غلطی پر بذات خود طلبہ کی سرزنش فرماتے تو بجا تھا کہ آپ اس ادارہ کے بانی وسربراہ ہیں۔ لیکن یہ صرف ان چند طلبہ کی اصلاح ہوتی جن سے یہ غلطی سرزد ہوئی تھی، تمام طلبہ کی اصلاح نہ ہوتی۔ تمام طلبہ کی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ مدرسین کی توجہ اس طرف دلائی جائے۔ کیونکہ ذمہ دار مدرسین کی تربیت کی کمی کی وجہ سے ایسی غلطیاں ہوتی ہیں۔

یہ حضور مجاہد ملت قدس سرہ کی تربیت کی ہمہ گیر اثر آفرینی تھی جس سے چھوٹے سے لے کر بڑے تک اور طلبہ سے لے کر ان کے اساتذہ تک سب فیض یاب ہو رہے تھے۔

محتسب کی خیر، اونچا ہے اسی کے نام سے
رند کا، ساقی کا، مے کا اور میخانہ کا نام

عمامہ کا شوق: تربیت کا ایک کارگر طریقہ یہ ہے کہ غلطیوں کی اصلاح نہایت شفقت سے کی جائے۔ وہیں تربیت کا یہ حربہ بھی بڑا موثر ہے کہ طلبہ کی اچھی بات اور اچھی کارکردگی پر انہیں سراہا جائے، تا کہ ایک بار کا اچھا کام، ہمیشہ کے لیے ان کی عادت کا حصہ بن جائے۔ تربیت کے پہلے طریقہ سے متعلق آپ نے حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کا طریقۂ کار ملاحظہ فرمایا،

اب دوسرے موثر طریقہ کے حوالے سے آپ کی ادائے دلنواز کا جلوہ بھی دیکھتے چلیں۔

الہ آباد کے ایک محلہ میں میلاد شریف کی مختصر سی محفل تھی۔ مولانا جناح اپنے عہد طالب علمی میں صافہ پہن کر تقریر کر رہے تھے کہ اچانک کہیں سے اس جگہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ تشریف لے آئے۔ مولانا جناح کی حالت دیگر گوں ہوگئی کہ آج خیر نہیں۔ کیونکہ زمانہ طالب علمی میں طلبہ کے نعت خواں یا مقرر بننے پر آپ سخت برہمی کا اظہار فرماتے تھے۔

خیر، مولانا فوراً اپنی گفتگو ختم کر کے بیٹھ گئے۔ حضور مجاہد ملت قدس سرہ نے اپنے مواعظ حسنہ سے سامعین کو سرفراز فرمایا۔ جلسہ کے اختتام پر آپ نے مولانا جناح صاحب سے نہایت مشفقانہ برتاؤ کیا۔ ارشاد فرمایا، عمامہ پہننا ہمارے آقائے کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی بڑی پیاری سنت ہے۔ پہن کر نماز پڑھو تو ثواب بڑھ جاتا ہے، مردانہ حسن ووقار میں اضافہ کا باعث ہے۔ ساتھ ہی موسم سرد ہو تو ٹھنڈک کا احساس کم ہوتا ہے اور اگر گرم ہو تو لُو نہیں لگتی۔ تم تو ماشاءاللہ، ڈھنگ سے صافہ باندھتے ہو۔"

آج سے آٹھ دس سال پہلے کا واقعہ ہے کہ سبلنگ کنی پاڑہ کے مدرسہ انوار العلوم کی سالانہ میٹنگ میں شرکت کے بعد میں، حضرت مولانا محمد علی جناح حبیبی صاحب اور عزیزی مولانا اختر رضا ضیائی واپس آرہے تھے۔ شام ہوگئی تو مولانا ضیائی نے مجھ سے اور مولانا جناح سے کہا کہ ہمارے یہاں گجر پور، کٹک میں ٹھہر جایئے۔ کل صبح روانہ ہو جائیں گے۔ ابھی عشاء بعد ایک صاحب کے یہاں گیارہویں کی محفل ہے، شرکت کرلیں اور دس پندرہ منٹ بول دیں تو میزبان اور یہاں کے سنی عوام کا فائدہ ہو جائے گا۔

مولانا جناح صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تم تو صافہ پہنتے ہو؟ عرض کیا جی! مولانا ضیائی نے دو پگڑیاں دیں اور ہم دونوں نے پہن لیا۔ نماز پڑھی اور شریک محفل ہو گئے۔ اختتام پر جب لوگ مولانا ضیائی کے حجرے کی طرف آرہے تھے تو ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی۔ پانی کی ننھی

ننھی بوندیں صافہ پر پڑیں تو مولانا کو مجاہد ملت یاد آگئے۔ مذکورہ بالا واقعہ آپ نے یہیں ہم سے بیان کیا۔

واقعہ کے بیان کے بعد مسکرا کر فرمایا۔ ہمارے حضرت نے گرمی اور سردی میں عمامہ پہننے کی افادیت تو بتائی تھی اور آج یہ عقدہ کشا ہوا کہ ہلکی بارش ہو تو صافہ سے سر کی حفاظت بھی ہوتی ہے۔

پھر کہا، مولانا حنیف! پڑھائی کے زمانے میں میرا تقریر کرنا، آپ کے یہاں کوئی معمولی جرم نہ تھا، نہ جانے کتنی ڈانٹ پڑتی۔ مگر حضرت کی ناراضگی، شفقت میں اس لیے تبدیلی ہوگئی کہ میں نے سنت رسول پر عمل کیا تھا، عمامہ پہن لیا تھا۔ حضرت قبلہ کی پوری زندگی سنت رسول کا عملی نمونہ تو تھی ہی مگر کسی کو سنت پر عمل کرتے دیکھتے تو آپ کو روحانی مسرت ہوتی۔ اس وقت آپ کی شفقت اور آپ کی عنایت دیدنی ہوتی۔ وہ عہد طالب علمی اور آج، جانے کتنا زمانہ بیت چکا، وہ منظر آج بھی مجھے یاد ہے۔ انہیں چشم عنایت کی برکت ہے کہ میں ہمیشہ عمامہ پہننے کی کوشش کرتا ہوں۔

اس طرح کی بہت سی یادیں، یادگار بن کر سینے میں محفوظ ہیں۔ آپ کی آغوش تربیت نے کتنے ہی قطرۂ نیساں کو فضل وکمال کا گوہر آبدار بنا دیا۔ ان میں مولانا محمد علی جناح علیہ الرحمۃ کا تذکرہ کئی بار ہوا، اس لیے کہ سینے کی باتیں سفینے میں منتقل ہو جائیں اور اس لیے بھی کہ جب مولانا جناح پر آپ کی شفقت کا یہ حال ہے تو ان کے استاد حضرت علامہ عاشق الرحمن اور ان کے استاد گرامی مفتی نظام الدین حبیبی پر آپ کی تربیت کا بادل کس قدر جھوم کر برسا ہوگا، جس نے عاشق الرحمٰن سے وحید الزماں اور نظام الدین سے شمس العلما بنا دیا۔

جن کے کردار سے آتی ہو صداقت کی مہک
ان کی تدریس سے پتھر بھی پگھل جاتے ہیں

تصوف اور نصاب تعلیم: ما قبل میں عرض کیا جا چکا کہ نصاب تعلیم کی جامعیت، طلبہ کی شخصیت سازی میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ جامعہ حبیبیہ کے نصاب تعلیم میں حضور مجاہد ملت

قدس سرہ کے دس ارشادات گزرے جس میں تصوف کے بارے میں آپ کا ارشاد ہے کہ

’’معقولات کے منتہی طلبہ کو تصوف (وحدۃ الوجود) میں الروض المجو د پڑھائی جائے۔‘‘

دراصل تصوف ہمیں خود احتسابی، عاجزی وفروتنی کی تعلیم دیتا ہے۔ اپنے تمام کاموں اور سرگرمیوں میں خلق کو خوش کرنے کی بجائے خالق کو راضی کرنے کا درس دیتا ہے۔ مادیت کی جگہ روحانیت، ظاہری چمک دمک کی بجائے باطن کی آراستگی، بدخلقی کے بدلے میں خوش اخلاقی اور خودغرضی کی جگہ دوسروں کے لیے ایثار وقربانی کا جذبہ بیدار کرتا ہے۔ اس لیے تصوف کو داخل نصاب کرنا بہت ضروری ہے۔

ہماری فراغت ۱۹۹۵ء تک جامعہ اشرفیہ، مبارک پور میں تصوف کی کوئی کتاب نصاب میں شامل نہ تھی۔ ۱۹۹۶ء یا ۱۹۹۷ء میں حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ اشرفیہ تشریف لائے اور تصوف کو داخل نصاب کرنے کی پرزور گزارش کی۔ اور یہ کہا کہ حالات اب پہلے کی طرح نہ رہے۔ صوفی علما و اساتذہ بڑی تیزی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔ اِدھر دانش گاہوں کے نو فارغ اکثر علما میں کبر ونخوت اور ہمہ دانی کا جذبہ بڑھ رہا ہے۔ بڑوں کا پاس ولحاظ، بزرگوں کا ادب اور اخلاقی گروا ٹ کا تصوف کے ذریعہ سد باب نہ کیا گیا تو مستقبل میں اس کے نتائج بہت بھیانک ہو سکتے ہیں۔

درس وتدریس ہی کا تقدس پامال نہیں ہوگا بلکہ مسجد ومحراب کی آبرو، خانقاہوں کی عظمت اور مسند ارشاد وتبلیغ کی شان وشوکت بری طرح مجروح ہو جائے گی۔

اس پر اشرفیہ کے ارباب حل وعقد نے تصوف کی کئی کتابیں مختلف درجات کے لیے مقرر کیں۔ لیکن مطالعہ کے کالم میں رکھا۔ ان کا باضابطہ درس نہیں ہو رہا ہے۔ خیر، بالکل نہ ہونے سے تو یہ بہتر ہے۔

اس تناظر میں جب ہم سرکار مجاہد ملت نور اللہ مرقدہ کی حیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں

خوشگوار حیرت ہوتی ہے کہ جس ضرورت کو ہمارے اکابرین آج محسوس کر رہے ہیں۔ نصف صدی بلکہ اس سے بھی پیشتر ملت کے آسمان پر منڈلاتے ہوئے خطرات کے بادل کو آپ کا حساس اور قوم کے لیے دھڑکتا دل محسوس کرتا ہے۔ نہ صرف محسوس بلکہ اس کے تدارک کے لیے آپ اپنی خداداد صلاحیت اور آبائی جاگیرداری کی دولت بے دریغ لٹا دیتے تھے۔

اب ذیل میں پورے مضمون میں افکار مجاہد ملت کو سمیٹ کر ترتیب وار لکھ رہے ہیں۔ اگر ان کی رعایت اولاد کی پرورش میں والدین کریں اور طلبہ کی تعلیم و تربیت کے وقت اساتذہ کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ تو ہمارے یہ بچے مستقبل کے معمار، قوم کے قائد و مصلح اور ملک و ملت کی تعمیر میں نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں۔

نئ دنیا بسانے نئے عنصر نہیں آتے
یہی مٹی سنورتی ہے یہی ذرے نکھرتے ہیں

۱۔ باصلاحیت، بااخلاق اور باعمل علما کو درس و تدریس کے لیے مقرر کیا جائے اور وقفہ وقفہ سے ان کی کارکردگی کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔

۲۔ طلبہ کے عقائد کی درستگی کی جانب خصوصی توجہ دی جائے تاکہ ان میں دینی تصلب پیدا ہو اور مذہب و مسلک کی خدمت اور تبلیغ کے وقت شش و پنج یا صلح کلیت کے شکار نہ ہوں۔

۳۔ انہیں فرائض و واجبات کا پابند بنایا جائے۔ سنن و مستحبات کا خوگر بنانے کے ساتھ منہیات اور مخرب الاخلاق حرکتوں سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔

۴۔ طلبہ کی لغزشوں کی شفقت کے ساتھ اصلاح اور ان کی اچھی کارکردگی پر ان کو سراہا جائے اور انعام سے بے نوازا جائے۔ ان کی باہمی چپقلش پر عدل و انصاف اور صبر و تحمل کے ساتھ فیصلہ کیا جائے۔

۵۔ جامع نصاب تعلیم ترتیب دی جائے اور اس میں طلبہ کے ذہنی ارتقا سے میل کھاتی ہوئی

کتابیں شامل کی جائیں۔

۶۔ادارہ میں پڑھنے اور پڑھانے کا ایک خوشگوار ماحول پیدا کیا جائے۔طلبہ آنے والے سبق کا مطالعہ، پڑھے ہوئے اسباق کو ذہن نشیں اور ان اسباق کی تکرار کی محفل منعقد کریں۔ ساتھ ہی اساتذہ رغبت وشفقت اور پوری تیاری کے ساتھ درس گاہ میں آئیں۔طلبہ کی تمام سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں۔

۷۔ادب میں ایسی کتابیں شامل ہوں جن میں اخلاقیات کے ساتھ طلبہ میں عشق رسول کا جذبہ بیدار ہو۔

لکھتے وقت نہ اتنی باتیں ذہن میں تھیں اور نہ کوئی تفصیلی مضمون لکھنے کا رادہ تھا۔بس رب کریم کا نام لے کر قلم سنبھال لیا۔آقا کی توجہ ہوگئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اضطراب دل اور سوز دروں صفحۂ قرطاس میں پھیلتے چلے گئے۔

نامہ لکھتے وقت کیا جانے قلم کیوں کر چلا
اضطراب دل نظر آنے لگا تحریر میں

فالحمد لله على ذلك والصلوة والسلام على حبيبه الكريم واله وصحبه اجمعين اجمعين.

☆☆☆

دینی تعلیم وتربیت اور افکارِ تاج الشریعہ

از: حضرت حافظ وقاری محمد فیضان رضا رضوی مرکزی صاحب
استاذ جامعۃ الحبیب، رسول پور، اڈیشا

دینی تعلیم وتربیت ایک اہم دینی فریضہ ہے۔ انسان کی زندگی میں تعلیم وتربیت کی اہمیت و ضرورت کھانے میں نمک کی طرح ہے۔ مذہبِ اسلام نے جس طرح سے دینی تعلیم کی اہمیت پر زور دیا ہے اور تعلیم کو جو مقام عطا کیا ہے دنیا کے کسی بھی مذہب نے اس کو وہ مقام ومرتبہ نہیں دیا ہے۔

تعلیم کے بغیر انسان بے روح جسم کی مانند ہے، یہی تعلیم انسان کو ضلالت وگمراہی سے نکال کر صراط مستقیم پر لاتی ہے، جہل وتاریکی سے نکال کر نور ہدایت سے انسان کی شخصیت کو روشن و تابناک کرتی ہے، اسی کے ذریعے نوعِ انسانی فلاح و بہبود کی منزلیں طے کرتی ہے اور انسان کی زندگی باوقار بنتی ہے۔

قرآن کریم میں حصولِ علم دین پر خوب زور دیا گیا ہے۔ اللہ جل وعلا نے اپنے حبیب میرے آقا مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اطہر پر سب سے پہلا لفظ جو نازل فرمایا ہے وہ ''إقرأ'' ہے یعنی پڑھیے، گویا کہ اللہ جل مجدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے نوعِ بشر کو سب سے پہلے جس چیز کی طرف توجہ دلائی وہ تعلیم وتربیت کا زیور ہے، جس سے انسانی زندگی آراستہ وپیراستہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہلوا رہا ہے: ﴿ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴾ (پ:۱۶، رکوع:۱۴) اے محبوب آپ عرض کیجئے کہ اے میرے رب مجھے زیادہ علم دے۔

علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیتِ کریمہ سے علم کی فضیلت واضح طور پر ثابت ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے حبیب کو علم کے علاوہ کسی دوسری چیز کی زیادتی کی طلب کا حکم نہیں فرمایا۔ خود میرے آقا مصطفی کریم ﷺ نے دینی تعلیم وتربیت کی اہمیت و فضیلت کو خوب اجاگر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''طلبُ العِلمِ فریضۃ علی کُلِّ مُسلمٍ''، علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد وعورت) پر فرض ہے۔ (مشکوۃ، ص:۳۴)

آپ فرماتے ہیں: ''طلبُ العِلمِ افضلُ عِند اللّٰہ مِن الصّلاۃِ والصّیامِ و الحجِّ و الجِہادِ فی سبیلِ اللّٰہ تعالیٰ'' علم حاصل کرنا افضل ہے اللہ کے نزدیک نماز سے، روزہ سے، حج سے، اور جہاد فی سبیل اللہ سے۔ (کنز العمال، ج:۱۰، ص:۷۵)

اسی طرح تربیت کے متعلق میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ملاحظہ فرمائیں: ''خلیفۂ اعلیٰ حضرت سرکار صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی رضوی قدس سرہ السامی اپنی شہرہ آفاق کتاب ''بہار شریعت'' میں ان احادیث کو نقل فرماتے ہیں: ترمذی و حاکم نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''والد کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں کہ اسے اچھے آداب سکھائے۔''

ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی اولاد کا اکرام کرو انھیں اچھے آداب سکھاؤ۔''

ان آیاتِ قرآنیہ واحادیث مبارکہ سے دینی تعلیم وتربیت کی اہمیت وفضیلت خوب ظاہر و باہر ہوجاتی ہے۔

وارثِ علومِ رضا، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، افقہ الفقہاء، اعلم العلماء، مرشد العلماء، زبدۃ الاتقیاء، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، عکس حجۃ الاسلام، جانشین مفتیٔ اعظم ہند، شہزادۂ مفسر اعظم ہند، تاج الشریعہ، حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری الحاج مفتی محمد اختر رضا خان حنفی قادری

برکاتی رضوی نوری ازہری بریلوی علیہ رحمۃ الباری دینی تعلیم و تربیت کے حصول کے لئے پر پیچ اور خاردار راہوں کو سر کرنے کے بعد مزید خود کو سنوارنے میں کوشاں رہے۔

آپ دنیا کا جائزہ لیں گے تو آپ کو بہت سی ایسی خانقاہیں مل جائیں گی جن کے آباؤ واجداد نے تعلیم و تعلم دین و سنیت میں نمایاں خدمات انجام دی لیکن آج ان کے مسند پر بیٹھنے والے دینی تعلیم اور احکام شرعیہ سے کوسوں دور ہیں۔حتی کہ ارکانِ اسلام سے بھی نا آشنا ہیں۔ایسے میں وہ کیا دوسروں تک پیغامِ اسلام پہنچائیں گے؟ جبکہ خود علومِ اسلامیہ سے دور و نفور ہیں۔

اس کی وجہ بس یہ ہے کہ پدرم سلطان بود! آباؤ واجداد کی نیک نامی اور شہرت کی بھیک جب مل رہی ہے تو اِس عیش و عشرت والی زندگی کو چھوڑ کر، مدارسِ دینیہ میں جا کر، وہاں کی دال روٹی کھا کر اور سالوں گزار کر تعلیم حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

لیکن جب ہم اپنے مرشدِ کریم سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں رشک آتا ہے، عالم اسلام جن کے گھرانے کا دلدادہ ہے، جن کے باپ، دادا، تایا، نانا، چاچا، ماما سب کے سب آسمانِ ولایت کے ماہ و نجوم اور علوم و فنون کا کوہِ گراں ہیں اور وہ بارگاہیں ایسی کہ جہاں ہمیشہ سائلین کا ازدحام لگا رہتا ہے، عُشاق ایک اشارۂ ابرو پر تن من دھن سب قربان کرنے کو تیار ہیں۔

مگر مرشدِ کریم ان سب کو چھوڑ کر حصولِ تعلیم کی طرف رخ کرتے ہیں اور ہندوستان کے جید علماء و رجالِ علم و فن سے علمی پیاس بجھاتے ہیں۔مگر علم کی تشنگی کم نہ ہوئی۔ پھر علم کی تشنگی کو بجھانے کے لئے آپ مصر کا سفر بھی طے کرتے ہیں اور پوری محنت و جانفشانی کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔آپ کی محنت رنگ لاتی ہے اور آپ اپنی جماعت میں سب سے زیادہ نمبرات حاصل کرتے ہیں، جسے دیکھ کر سارے طلبہ ششدر رہ جاتے ہیں۔انھیں محنتوں کا ثمرہ تھا کہ آپ اپنے وقت میں طالبان علوم کے لئے مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔

دورانِ تعلیم آپ کے والدِ ماجد سرکار مفسر اعظم ہند علیہ رحمۃ المنان اس دارفانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر جاتے ہیں، اس حادثۂ فاجعہ کی خبر آپ کو ملتی ہے تو آپ بذریعۂ خط اپنے برادر اکبر حضرت رحمانی میاں رحمہ اللہ کو تعزیت پیش کرتے ہیں۔ لیکن آپ اپنی تعلیم کو متاثر ہونے نہیں دیتے ہیں، اپنی تعلیم جاری رکھتے ہیں۔

اور جب آپ فارغ التحصیل ہوتے ہیں، مصر سے واپسی ہوتی ہے، تو آپ تدریسی امور میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ باضابطہ منظر اسلام میں درس وتدریس کے فرائض انجام دینے لگتے ہیں۔ تسلسل کے ساتھ بارہ سال تک آپ علوم وفنون کے دریا بہاتے ہیں، اور طالبانِ علومِ نبویہ کی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔

جب آپ کی دینی مذہبی مصروفیات بڑھ گئیں اور تبلیغی اسفار پر نکلنا ضروری ہو گیا تو آپ نے منظرِ اسلام سے علاحدگی اختیار کر لی۔ مگر آپ کی عالمانہ فکر نے یہ قبول نہیں کیا کہ صرف تبلیغی دورے پر ہی رہا جائے۔ درس وتدریس سے دوری اختیار کر لی جائے اور طالبانِ علومِ نبویہ کو نظر انداز کر دیا جائے۔

چنانچہ آپ نے اپنے عشرت کدے پر ہی درسِ قرآن وحدیث دینا شروع کیا۔ یہاں تین جامعات: منظر اسلام، مظہر اسلام اور جامعہ نوریہ رضویہ کے طلبہ کثرت سے آنے لگے۔ اس کے علاوہ اکنافِ عالم سے علماء وطلبہ لمبی مسافت طے کر کے آپ کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر زانوئے تلمذ تہہ کرنے لگے اور علمی پیاس بجھانے لگے۔

جامعۃ الرضا: مرشدِ کریم سرکار تاج الشریعہ نے فروغِ تعلیم اور قوم کے نونہالوں کو دینی تعلیم وتربیت سے مزین ومرصع کرنے کے لئے اپنے خونِ جگر سے سینچ کر سب سے بڑا کارنامہ انجام دیا، وہ یہ ہے کہ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کے نام سے ایک ایسی علمی کہکشاں سجائی کہ جس کی روشنی سے نئی نسلوں کے قلوب واذہان کے دریچے منور ومجلی ہو گئے

ہیں۔جس میں ہندو بیرون ہند سے تشنگانِ علوم ومعارف جوق درجوق آکر اپنی علمی تشنگی بجھار ہے ہیں۔اور یہاں کے فارغین سینکڑوں کی تعداد میں دینی خدمات میں مصروفِ عمل ہیں۔

جامعۃ الرضا کے قیام وبنا سے لے کر اپنے آخری ایام تک آپ نے اس کی تعمیر وترقی کے لئے جدوجہد کی اور قوم کے بچوں کی اعلی تعلیم کی خاطر آپ نے جامعہ کا الحاق ازہر یونیورسٹی اور ان جیسی کئی بڑی بڑی یونیورسٹیوں سے کرایا۔طلبہ کو معیاری تعلیم دلانے کے لئے آپ نے درسیات کے ماہر اساتذہ کی ٹیم تیار کی۔ بلکہ ابتدا میں بذاتِ خود جامعہ تشریف لاکر طلبہ کو درس دیتے، پھر بعد میں فضیلت اور تخصص کے طلبہ آپ کے دولت کدہ پر تشریف لے جاتے اور آپ کے حلقۂ درس میں شامل ہوکر علمی پیاس بجھاتے۔

طلبہ پر الطاف و عنایات: آپ طالبانِ علومِ نبویہ پر بے حد شفقت ومہربانی فرماتے تھے اوران کے ساتھ نہایت ہی مشفقانہ ومربیانہ محبت آمیز رویہ رکھتے تھے۔

استادِ گرامی مرتبت تلمیذ وخلیفہ سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی بلال احمد رضوی مرکزی صاحب قبلہ زید مجدہ (استاد ومفتی مرکزی دارالافتا جامعۃ الرضا بریلی شریف) رقمطراز ہیں کہ سرکار تاج الشریعہ کی بارگاہ میں دور دراز سے طلبہ حاضر ہوتے اور اپنی تشنگی دور کرتے،خود ہم لوگ ''جامعۃ الرضا'' سے آپ کے عشرت کدے پر حاضر ہوتے جبکہ خانقاہ سے''جامعۃ الرضا'' کی مسافت ۱۰ رکلومیٹر ہے،مگر حضور کی سخاوت کا عالم یہ کہ منتظمینِ جامعہ کو حکم دیا طلبہ اپنی رقم خرچ کرکے یہاں آتے ہیں، یہ مناسب نہیں،لہذا ان کے آنے جانے کا خرچ مجھ سے لے لیا کریں اور ایسا ہی ہوا ہمیں ہر ماہ تحائف کے علاوہ آنے جانے کے اخراجات کی رقم بھی ملتی تھی۔ یہ حضرت کی بے پناہ کرم نوازی اور مہمانِ رسول پر شفقتوں کا نرالا انداز تھا۔(معارف تاج الشریعہ،ص:۴۵۷)

حضرت کے تلمیذ مفتی محمد رضا مرکزی صاحب عینی مشاہدہ تحریر کرتے ہیں۔ خلاصۂ تحریر

ملاحظہ فرمائیں: سرکار تاج الشریعہ طلبہ پر بے حد کرم فرماں تھے، سب پر مہربان تھے۔ ہر طرح سے ان کی خدمت کرتے تھے حتی کہ جو طلبہ غریب و نادار ہوتے ان کو اپنی جیبِ خاص سے خفیہ طور پر خرچ کے لئے رقوم بھی عنایت فرماتے تھے یوں ہی درس و تدریس کے ذریعے بھی ان کی خدمت کرتے تھے، نہایت شفقت و محبت سے انھیں پڑھاتے اور علم نافع حاصل ہونے کی دعائیں دیتے تھے۔ جلسۂ دستار فضیلت کے موقع پر علماء و طلبہ کے لئے خصوصی دعوت کا اہتمام کرتے تھے، خوشی کے موقع پر طلبہ کو کھانا پکوا کر کھلاتے تھے، بیش تر طلبہ ایسے تھے جو دونوں وقت آپ کے یہاں کھاتے، بعض طلبہ کو ان کے ذوقِ علمی کی بناء پر اپنے عشرت کدے پر ٹھہراتے اور ان کی رہائش، ماکولات و مشروبات کا معقول انتظام و انصرام کرتے تھے اور اپنے علمی روحانی فیوض و برکات سے مستفید و مستفیض فرماتے تھے۔ الحاصل یہ کہ طلبہ پر شفقت و محبت آج بڑی بڑی ہستیوں میں مفقود ہوتی ہوئی نظر آرہی ہے، مگر میرے مرشدِ کریم کا وہ طرۂ امتیاز تھا۔ (سنی دنیا، نقوشِ تاج الشریعہ، ص:۸۸)

طلبہ کی تعلیم پر توجہ: مرشدِ کریم طلبہ کی تعلیم پر خوب توجہ دیتے اور اگر کسی وجہ سے طلبہ درس میں شامل نہیں ہو پاتے تو تاکید کے ساتھ پوچھتے کہ طلبہ کیوں نہیں آئے؟ حاصلِ کلام یہ کہ مرشدِ کریم طلبہ کی تعلیم پر خاص توجہ دیتے تھے۔ استادِ گرامی مفتی بلال احمد رضوی مرکزی صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ ایک دن کسی وجہ سے ہم لوگ درس میں شامل نہیں ہو پائے، مفتی یونس رضا مونس اویسی صاحب قبلہ (سابق نائب پرنسپل جامعۃ الرضا) جب جامعہ آئے تو انھوں نے کہا۔ کیا بات ہے؟ کل آپ لوگ درس میں شامل نہیں ہوئے تھے؟ حضور تاج الشریعہ فرمارہے تھے کہ ایسا تو نہیں کہ کتاب سمجھ میں نہ آتی ہو؟ اللہ اکبر! خاکساری کا یہ عالم اس جبل العلوم کا ہے جن کے نعلین سے مس ہونے والے غبارِ راہ کو علماء اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے کے متمنی ہیں۔

بعض مرتبہ آپ کی طبیعت ناساز رہتی یا عالمِ جلال میں ہوتے تو فرماتے: ''جاؤ آج نہیں

پڑھاؤں گا'' باوجود اس کے ہم لوگ مضبوط ہاتھوں سے امید کی رسی پکڑ کر بیٹھے رہتے، شاید حضور کی کرم نوازی ہو جائے اور دو چار دل پذیر جملے کی سماعت کا موقع ہاتھ آجائے تو اچانک زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوتا: اچھا! آؤ پڑھا دیں پھر درس شروع کرتے تو گھنٹوں درس کا سلسلہ جاری وساری رہتا اور ہم لوگ علمی وروحانی فیوض وبرکات سے مستنیر ہوتے رہتے۔'' (معارف تاج الشریعہ، ص:۴۵۸)

تلمیذ وخلیفہ سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی صاحب قبلہ مدظلہ العالی فرماتے ہیں: حضور مرشدِ کریم سرکار تاج الشریعہ کی ہفتوں تھکا دینے والے سفر سے رات کے دس، گیارہ بجے دولت کدے پر واپسی ہو رہی ہے اور درس بخاری لینے والے طلبہ سے ارشاد فرما رہے ہیں: کتاب لیکر جلدی آؤ، ناغہ رفع ہو جائے۔ اللہ اکبر! ذرا غور کیجئے، اس قدر احساسِ ذمہ داری اور طلبہ کی تعلیم کو لیکر اتنا فکر مند کہ گھر آنے کے بعد طلبہ کی مزید تعلیم کا نقصان گوارہ نہیں۔

جذبۂ حفظِ قُرآن و قوّتِ حافظہ: ستّر سال کی عمر شریف میں آپ کے دل میں حفظِ قرآن کا شوق جنم لیتا ہے۔ اس وقت بظاہر آپ کی بینائی بھی چلی گئی تھی، ایسی حالت میں حفظ کا انداز اتنا انوکھا تھا کہ ایک حافظِ قُرآن مکمل ایک آیت کی تلاوت کرتے خواہ وہ آیت پانچ سطر کی ہی کیوں نہ ہو، مگر میرے مرشدِ کریم ایک مرتبہ سن کر پوری آیت ذہن میں بسا لیتے، لوگ یہ منظر دیکھ کر انگشت بدنداں ہو جاتے۔ (معارف تاج الشریعہ، ص:۴۶۰)

بریلی شریف کے چاروں جامعات (منظر اسلام، مظہر اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ، جامعۃ الرضا) کے علاوہ ملک و بیرون ملک کے سینکڑوں اداروں میں آپ نے درس بخاری دیا، اور بے شمار علماء وطلبہ نے آپ کے سامنے شرف تلمذ تہہ کیا، کئی مدارس قائم کیے اور بہتوں کی بنیاد رکھی، (انھیں اداروں میں آپ کا محبوب ادارہ جامعۃ الحبیب اڈیشا بھی ہے) اس کے علاوہ آپ سینکڑوں تعلیمی اداروں کی سرپرستی فرماتے رہے۔

تربیتِ اطفال: قارئین کرام! مرشدِ کریم جہاں دینی تعلیم پر زور دیتے، وہیں تربیت پر بھی آپ کی خاص نظر رہتی، اس طرف بھی اساتذہ کی توجہ مبذول کراتے۔

خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ افروز قادری چریا کوٹی صاحب قبلہ جامعۃ الرضا بریلی شریف کے اولین پرنسپل رقمطراز ہیں کہ جب میری جامعۃ الرضا میں تقرری ہوئی تو مجھے حضرت کو خوب سمجھنے اور قریب سے سننے دیکھنے پڑھنے لکھنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ضعف و نقاہت کے باوجود جامعہ آتے، فوراً جامعہ کی تعلیمی سرگرمیوں کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیتے اور تمام شعبوں کا معائنہ کرتے اور ان میں مزید بہتری لانے کے لیے زرین اصول بیان فرماتے۔ طلبۂ مدارس میں اخلاق و کردار کی گراوٹ کا حضرت کو کافی احساس تھا۔

آپ فرماتے تھے: جتنی ہم تعلیم پر زور دیتے ہیں اگر تربیتِ اطفال اور کردار سازئ طلبہ پر اس کا عشر عشیر بھی کرتے، تو کب کا جماعت میں انقلابِ صالح آ چکا ہوتا اور دعوت و تبلیغ کی کمی کا احساس ندامت سے ہمارے سر نہ خم کراتا۔ اس لئے میری دیرینہ خواہش ہے کہ یہ جامعہ جہاں تعلیم کے معاملے میں اپنی نظیر آپ ہو وہیں تربیت کے حوالے سے بھی بے نظیر ہو تا کہ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی سج دھج کا بھی خوشگوار انتظام و انصرام ہو کہ یہی ثمر علم اور مغز حکمت ہے۔

آگے لکھتے ہیں کہ ایک بار ایسے ہی نماز گاہ میں قبلِ مغرب ہم طلبہ کی معیت میں ''افضل الذکر'' کا ورد اور قصیدہ بردہ شریف کے منتخب اشعار پڑھ رہے تھے، اسی درمیان خلافِ معمول دہلی سے واپسی پر حضرت جامعہ میں تشریف لائے۔ یقین مانیں حضرت اتنے لمبے سفر کی تھکان کے باوجود نماز گاہ کی کھڑکی سے لگے رہے اور ہمارا ذکر سنتے رہے، ذکر ختم ہونے کے بعد اندر آئے اور کہنے لگے مولانا! مجھے خوشی ہے کہ آپ نے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کی بھی خشتِ اول (پہلی اینٹ) رکھ دی ہے۔ یہ وردان شاء اللہ دلوں کے زنگ کو دور کر دے گا، جہالت کی تاریکیاں مٹا دے گا، قلب و باطن کو بھی علم نافع کے ساتھ عمل صالح کے لئے آمادہ و تیار کر دے گا، بس اس کو آپ

تسلسل کے ساتھ جاری رکھیں، باقی تاثیر وتوفیق اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے ہاتھ میں ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص:۵۶۱)

قارئین کرام! عصرِ حاضر میں یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ عوام دینی تعلیم وتربیت سے کوسوں دور ہیں۔ لیکن یہی عوام سال میں نہ جانے کتنی بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کرتی ہیں مگر انہیں کبھی اس بات کی توفیق نہیں ہوتی کہ کم ازکم عقائد صحیحہ اور مسائل ضروریہ کسی عالم دین سے یا مدارس میں جا کر پڑھیں یا سیکھیں۔ اقبال نے کہا ہے ؎

حیرت ہے کہ تعلیم و ترقی میں ہے پیچھے
جس قوم کا آغاز ہی اقراء سے ہوا تھا

انہیں چیزوں کے پیشِ نظر حضور مرشدِ کریم اپنی تقریر میں عوام کو مخاطب کر کے حصولِ تعلیم کے لیے پیغام دیتے ہیں۔ خلاصۂ بیان ملاحظہ فرمائیں: تقریروں سے بھی فائدہ ہوتا ہے اور جلسوں سے بھی، میں یہ نہیں کہتا کہ جلسے مفید نہیں ہے یہ بھی مفید ہیں۔ لیکن جلسے میں تھوڑی دیر کے لئے آپ سے ہم کلامی ہوتی ہے۔ پھر خطیبانہ انداز میں لوگ بولتے ہیں۔ کچھ یاد رہتا ہے کچھ نہیں یاد رہتا۔ آپ حضرات کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ کے یہاں جو عالم دین ہیں اس کی صحبت میں بیٹھیں اور اس سے عقائد صحیحہ واہل سنت والجماعت کے عقائد دینیہ ضروریہ سیکھیں اور اس کے ساتھ ساتھ مسائلِ ضروریہ کی تعلیم حاصل کریں۔ (ماخوذ از تقریر، سرکار تاج الشریعہ رحمہ اللہ)

سرکار تاج الشریعہ علم کی اہمیت وفضیلت کے تعلق سے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب: ”اللآلئ المصنوعة“، جلد: اول، ص: ۲۰۵ کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علم کے معاملے میں خیر خواہی سے کام لو اور کوئی کسی سے علم نہ چھپائے۔ اس لئے کہ علم میں خیانت مال میں خیانت سے سخت تر ہے۔

شہزادۂ حضور صدر الشریعہ حضور محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی اور سرکار تاج

الشریعہ، ان دونوں بزرگوں کے آپسی تعلقات، مثالی محبت، ایک دوسرے کا پاس ولحاظ، کون نہیں جانتا؟ اس قدر بے لوث محبت اور گہرے تعلقات کی بنیادی وجہ علم تھا۔ آپ خود فرماتے ہیں: اور آج بھی ہمارے یہاں معاملہ وہ قوم کی قومیت کی بنیاد پر نہیں کیا جاتا، شیخ نہیں دیکھا جاتا ہے، پٹھان نہیں دیکھا جاتا ہے، مغل نہیں دیکھا جاتا ہے، ہمارے یہاں جو علم میں سب سے بڑا ہے وہ ہمارے سر پہ ہے۔ اعلیٰ حضرت کے خلیفۂ اجل صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ سے ہمارا کیا تعلق ہے، ہر شخص ہمارے عملی کردار سے دیکھ سکتا ہے۔ (ماخوذ از آڈیو کلپ، بزبان فیض ترجمان، سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ)

مرشدِ کریم سرکار تاج الشریعہ نے دین کی تبلیغ وترویج، مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت، فروغِ تعلیم وتربیت کے لیے پوری دنیا کے اسفار کیے۔ اپنی تحاریر وتقاریر میں حصولِ تعلیم پر خوب زور دیتے تھے۔ علومِ اسلامیہ کی نشر واشاعت میں کوشاں رہے، سفر ہو حضر ہو ہر جگہ علمی فیضان لٹاتے رہے۔

آپ کو جب کسی دینی ادارے کی بنیاد کے لئے دعوت ملتی تو عموماً جو اجلاس ہوتے ہیں اس کے بالمقابل ایسی دعوت کو بلا تامل قبول فرماتے۔ آپ کی شرکت کانفرنسوں میں ہوتی تو آپ عوام اہل سنت کی توجہ مدارس قائم کرنے کی طرف مبذول کراتے، ان سے التماس کرتے کہ اپنا سرمایہ، اپنی پونجی مدارسِ دینیہ میں لگائیں اور اسے مضبوط ومستحکم کریں، بستی بستی، قریہ قریہ، مدارس قائم کرنے کی تلقین فرماتے، اسی طرح جب آپ کسی مدرسے میں قدم رنجہ ہوتے، مدرسے کی کارکردگی اور تعلیمی سرگرمیوں کو دیکھتے تو اساتذہ وبانیان ومنتظمین کو خوب سراہتے۔

پیغامِ تاج الشریعہ: آپ عوام اہل سنت کو تحریری طور پر پیغام دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اپنے علاقوں میں عظیم الشان مدارس اور لائبریریاں قائم کریں، ان میں اچھے پکے سنی علماء کو تعینات کریں، ان کے رہنے سہنے اور دیگر ضروریات پوری کرنے کا معقول انتظام کریں، پھر

ان سے رابطے میں رہ کر ہر دینی کام میں رہنمائی حاصل کریں۔ مدارس کے ذمہ دار حضرات، لیاقت و استعداد، دینی تصلب کی بناء پر اساتذہ کا تقرر کریں اور مساجد کے متولی حضرات ضرورت کے لحاظ سے ائمہ حضرات کی خدمت کریں۔ لائق امامت کو ہی امامت کے لئے منتخب کریں۔ اسلاف کرام خصوصاً امام اہل سنت سرکار اعلی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کو مختلف زبانوں میں شائع کر کے گھر گھر پہنچانے کی کوشش کریں۔ ہمیشہ ہر جگہ ہر کام میں اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں، اور نیک کاموں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں، اور سماج میں وقار بن کر رہیں۔ اپنے بچوں کو عصری و دنیوی تعلیم دلائیں، مگر انہیں اسلام کے بنیادی عقائد کی تعلیم ضرور بالضرور دیں، امام اہل سنت سرکار اعلی حضرت کی تعلیمات سے آگاہ کرتے رہیں۔ (منقول، از انوار تاج الشریعہ، ص:۹)

قارئین کرام! ہم نے اپنے مرشدِ کریم کی ذات، آپ کی حیات و خدمات، تحاریر و تقاریر اور کارناموں پر سرسری طور پر نگاہ دوڑائی تو ہم پر یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ مرشدِ کریم سرکار تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ کو دینی تعلیم و تربیت سے کس قدر لگاؤ تھا اور آپ کی نظر میں دینی تعلیم و تربیت کی کتنی اہمیت تھی، یہ بھی خوب اجاگر ہو گیا کہ دینی تعلیم و تربیت کے حوالے سے آپ کے کیا افکار و نظریات تھے، نیز یہ کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے تربیت پر بھی کتنا زور دیا ہے۔ مرشدِ کریم کی پوری زندگی کا مطالعہ کرنے سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ دینی تعلیم و تربیت کو فروغ دینا حضور مرشدِ کریم کی زندگی کے کارناموں کا جزوِ لاینفک ہے۔

اب میں مرشدِ کریم کے اس شعر کے ساتھ اپنی بات کا اختتام کرتا ہوں ؎

جہاں میں عام پیغام شہ احمد رضا کر دیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید وفا کر دیں

☆☆☆

خیابان حبیب

(نذرِ حبیب، تاثرات، رپورٹ اور سرگرمیاں)

جامعۃ الحبیب کا شرف انتساب

”جامعۃ الحبیب“ مشرقی ہندوستان کی معروف ومشہور شخصیت، عارف باللہ، امام التارکین، سراج السالکین، سیدنا سرکار مجاہد ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمن عباسی قادری علیہ الرحمۃ والرضوان، رئیس اعظم اڈیشا کے نام گرامی سے منسوب ہے۔

تاریخ قیام و بنا (رسم سنگ بنیاد)

الحاج شیخ غلام جیلانی حبیبی مرحوم کی خواہش کے مطابق ان کے انتقال کے بعد بتاریخ ۷ر شوال ۱۴۳۷ھ، مطابق ۱۷ر ستمبر ۲۰۱۰ء تمام بانی ٹرسٹیز (Founder Trustees) کے ذریعہ جامعۃ الحبیب ٹرسٹ کا قیام عمل میں آیا۔ اور بتاریخ ۲۰ر ربیع الاول شریف ۱۴۳۱ھ، مطابق ۷ر مارچ ۲۰۱۰ء جامعۃ الحبیب کی مرکزی عمارت کی بنیاد رکھی گئی۔

مرکزی عمارت کی بنیاد میں جن بزرگوں کی برکتیں شامل ہیں ان میں:

(۱) وارث علوم امام احمد رضا علیہ الرحمہ، جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، حضور تاج الشریعہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری از ہری دامت برکاتہم العالیہ، بانی جامعۃ الرضا (مرکز الدراسات الاسلامیہ) بریلی شریف، یوپی

(۲) شہزادہ صدر الشریعہ، ممتاز الفقہا، سلطان الاساتذہ، حضور محدث کبیر، علامہ ضیاء المصطفی قادری مدظلہ العالی، بانی و مہتمم الجامعۃ الامجدیہ، وکلیۃ البنات الامجدیہ، گھوسی، یوپی

(۳) سبط سرکار حضور مجاہد ملت، حبیب ملت حضرت مولانا سید غلام محمد حبیبی مدظلہ العالی، متولی و سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ، دھام نگر شریف، بھدرک، اڈیشا کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جامعۃ الحبیب کے بانی و متولیان ہونے کی حیثیت سے ہم قوم اور ارباب حکومت کو باور کراتے ہیں کہ ہمیشہ کے لئے جامعۃ الحبیب اور اس کے تمام ذیلی اداروں کے چلانے کے اہل وہی لوگ ہوں گے جو واضح طور پر سنی بریلوی مسلک کے ماننے والے ہونگے جیسا کہ ٹرسٹ کے قوانین (By Laws) میں بھی مذکور ہے۔

ازطرف: جملہ بانیان و متولیان، جامعۃ الحبیب ٹرسٹ

جامعۃ الحبیب کا مسلک

اہل سنت و جماعت، جو چودہ سو برس پہلے کے، اس قدیم دین اسلام، مذہب مہذب اہل سنت کے پابند ہیں۔ جو قرآن پاک، احادیث صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اہل سنت و اولیائے امت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات سے واضح اور روشن تر ثابت ہے۔ خصوصاً سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرامین مبارکہ ''بهجة الاسرار'' شریف۔ اور کتاب مستطاب ''سبع سنابل'' (از: سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ) و کتاب مبارک ''تکمیل الایمان'' (از: شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ) اور ''المعتقد المنتقد'' (از: سیف اللہ المسلول حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ) سے ظاہر ہے۔

جس کی تفصیل اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا الشاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف مبارکہ'' المعتمد المستند'' اور ''حسام الحرمین'' شریف میں ہے۔

''جامعۃ الحبیب'' اسی مسلک اہل سنت و جماعت معروف بہ مسلک اعلیٰ حضرت کے افکار ونظریات کی ترویج واشاعت کے لئے قائم کیا گیا ہے۔

لہٰذا جو اس نظریئے سے اتفاق نہ رکھتا ہو، اس کا ''جامعۃ الحبیب'' سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہوگا۔

☆☆☆

مجاہد ملت حیات اور کارنامے

از: حضرت علامہ مولانا محمد حنیف حبیبی مصباحی صاحب
شیخ الحدیث دار العلوم مجاہد ملت، دھام نگر شریف، بھدرک، اڈیشا

امام التارکین، سید السالکین، سیدی و مرشدی حضور مجاہد ملت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد حبیب الرحمٰن قادری عباسی قدس سرہ ۸ر محرم الحرام ۱۳۲۲ھ بروز سنیچر صبح صادق کی سہانی گھڑی میں اڈیشا کے ضلع بھدرک کے قصبہ دھام نگر میں پیدا ہوئے اور ۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ بروز جمعہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ نے پوری زندگی اللہ و رسول کی فرمانبرداری اور خلق خدا کی نفع رسانی میں گزار دی۔ رئیں اعظم اڑیسہ تھے، دولت و ثروت کی کمی نہ تھی۔

آبائی پر شکوہ، عالی شان حویلی موجود تھی لیکن آپ نے عزلت نشینی اور طاعت و بندگی کے لئے ایک چھوٹی سی جھونپڑی اختیار فرمائی۔ معمولی کھانے اور معمولی لباس پر اکتفا فرماتے۔ ہر ایک سے کشادہ روئی اور خندہ پیشانی سے ملتے۔ ہر سنی آپ کی دست بوسی کرتا اور آپ، ہر ایماندار کا ہاتھ چوم لیتے۔

آپ کے لبوں کا تبسم اس وقت روٹھ جاتا جب کوئی بدنصیب آپ کے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا۔ حق گوئی و بے باکی اور دشمنانِ رسول و شاتمانِ اولیا کا دنداں شکن جواب دینا آپ کا وطیرہ تھا۔ مظلوموں کی دادرسی آپ کی عادت تھی۔ علماء و مشائخ کی تعظیم اور نسبتوں کا احترام آپ کا وصفِ خاص تھا۔

مزارات اولیا کی حاضری اور اعراسِ بزرگاں میں شرکت آپ کا معمول تھا۔ کہیں کوئی غریب و بے قصور مارا جاتا تو حضرت کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ مظلوم کی حمایت اور ظالم کی سر

کو بی کے لئے آپ نے ’’کل ہند خاکساران حق‘‘ کے نام سے ایک تنظیم قائم فرمائی۔ محبوب مکرم، رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سنتوں کو عام کرنے کے لیے گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ خود جا کر تبلیغ فرماتے، اور اپنے بعد دوسرے علماء کو اس کار خیر میں شریک کرنے کے لئے آپ نے ’’آل انڈیا تبلیغ سیرت‘‘ کی داغ بیل ڈالی تاکہ سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی تبلیغ کا ایک موثر نظام قائم ہو سکے، جو آپ کے بعد بھی جاری وساری رہے۔

آپ نے ملت کے منتشر شیرازے کو یک جا کرنے، قوم مسلم کو باوقار زندگی گزارنے اور باطل قوتوں کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لئے زندگی کا ایک ایک لمحہ وقف کر دیا۔ دین کی عظیم خدمت اور ملت کی بے لوث قربانی نے آپ کو ’حبیب الرحمٰن‘ سے ’’مجاہد ملت‘‘ بنا دیا۔

اللہ تبارک وتعالی آپ کے مرقد انور پر رحمت ونور کی بارش نازل فرمائے اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور مذہب ومسلک کے مفاد میں بہتر خدمات انجام دینے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

☆☆☆

حضور مجاہد ملت کا کردار ہمارے لئے مشعل راہ

ازقلم: حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد شکیل صاحب
صدرالمدرسین: مرکز الدراسات الاسلامیہ، جامعۃ الرضاء بریلی شریف، اتر پردیش

اس دار فانی میں بے شمار ایسی عظیم المرتبت شخصیات قدم رنجہ ہوئیں جن کا وجود اہل دنیا کے لئے دنیا میں ہدایت ورہنمائی اور آخرت میں نجات کا سبب ہے۔ وہ جب تک دنیا میں رہیں اہل دنیا کے لئے وجود ظاہری سے فیض رساں رہیں، اور دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ان کی تربت انور مرجع خلائق بن کر باعث برکت ہے۔ انھی اہل اللہ میں ایک نام رئیس اعظم اڈیشا امام التارکین مجاہد ملت حضرت علامہ مفتی حبیب الرحمن عباسی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ہے۔

حضور صدر الافاضل اور حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہما نے اپنی نگاہ کیمیا اثر سے مجاہد ملت کو وہ کندن بنادیا تھا کہ جس کے وجود کی خوشبو سے ایک عالم مہک اٹھا۔ یقینا حضور مجاہد ملت کی ذات اپنے آپ میں ایک ایسا جہاں، آباد رکھتی تھی جہاں اللہ ورسول کی رضا کی خاطر ہر شئ اسوۂ حسنہ کی روشنی میں انجام دی جاتی۔ آپ کے اندر وحید عصر ہونے کی وہ ساری خوبیاں بدرجۂ اتم موجود تھیں جن کا اعتراف آپ کے عہد کے ہر کبیر وصغیر نے کیا اور تعظیم وتکریم کی پلکوں پر بٹھایا۔

خود آپ کے پیر ومرشد حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو اکابر کا محبوب نظر، ہم عصروں اور فضل وکمال والوں میں قابل فخر، اور علم وادب والوں میں لائق فائق گردانا ہے۔ ورنہ تو اہل علم کے مابین معاصرانہ چشمکیں بھی خوب دیکھی گئیں ہیں۔ آپ کو رب کریم نے ایسا دھڑکتا ہوا دل عطا فرمایا تھا جو ہر گھڑی عشق رسالت کی سچی ترجمانی کرتا نظر آتا۔ رئیس اڈیشا ہونے کے باوجود آپ کی زندگی کا اکثر حصہ صرف قومی مسائل کے حل کے

لیے سفر میں گزرا مگر پھر بھی رب کی عبادت میں کمی نہیں آنے دی۔

آپ عابد شب زندہ دار کے منصب پر فائز تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب پوری دنیا پر سکوت کی چادر تنی رہتی۔ آپ مناجات میں ہی دل کی ساری باتیں اپنے رب کے حضور کرلیا کرتے۔ قول وفعل سے ہمہ وقت عشق رسالت کی ترجمانی کرتے۔ زمانے کی آنکھ نے وہ دن بھی دیکھا جب قوم مسلم کے سیاسی مسائل کے حل اور حکومت وقت کی غلط پالیسی کے خلاف آواز بلند کرنے کی پاداش میں آپ کو تقریبا آٹھ مرتبہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا۔ اس سخت گھڑی کا بھی گردش ایام نے بخوبی مشاہدہ کیا کہ جب کوئی سیاسی بازیگر ملک کے کسی خطے میں غربت وافلاس سے جوجھ رہے لوگوں کا ہنستا مسکراتا ہوا گھر فسادات کی نظر کر دیتا، تو آپ اپنی پوری ٹیم کے ساتھ قانونی چارہ جوئی کے لیے میدان میں اتر پڑتے اور حکومت وقت سے دوٹوک انداز میں ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی مانگ کرتے۔

واقعی حضور مجاہد ملت جہاد کے ہر محاذ پر سرخرو نظر آتے ہیں۔ حضور مجاہد ملت یقینا ایک بے باک مجاہد تھے۔ آج کتنے ہی منہ میاں مٹھو بننے والے ایسے ان گنت بناوٹی چہرے ہیں جو نام کے آگے پیچھے بھاری بھرکم القابات کے سہارے بے موقع بلند بانگ تو دے لیتے ہیں، مگر وقت آنے پر اس طرح تہ خانے میں روپوش ہوجاتے ہیں کہ پھر لاکھ ڈھونڈتے نہیں ملتے۔ یقیناً سرور دوعالم ﷺ کے سیرت وکردار کی عکاسی کرتی ہوئی حضور مجاہد ملت کی مکمل حیات مبارکہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے، جس کے قالب میں ڈھلے ہوئے اہل اسلام کے سیرت وکردار دنیا وآخرت دونوں میں سرخروئی کے ضامن ہوں گے۔

بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف کرام کے نقش قدم پر رہ کر زندگی گزارنے کی توفیق بخشے اور اس کو ہمارے لئے دارین میں فلاح وکامرانی کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ و علی آلہ افضل الصلوۃ و اکرم التسلیم۔

مجاہد ملت کے حدیثی افادات

از: مولانا شیخ ریاضت حسین ازہری
ناظم اعلی جامعۃ الحبیب، رسول پور، اڈیشا

باِسمه تعالى والصلاة والسلام على رسوله الأعلى

مجاھدملت علیه الرحمه کا دور، ملکی وغیرملکی حالات پر ایک سرسری نظر: حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کا دور ۱۹۰۴ء تا ۱۹۸۱ء ہے، اگر اس دور کی ملکی وغیر ملکی، دینی، سماجی اور سیاسی صورت کا ایک سرسری جائزہ لیا جائے تو مختصراً کچھ اس طرح کا منظرنامہ ابھر کر سامنے آتا ہے کہ ایک طرف ملکی سطح پر سخت گیر متشدد ہندو تنظیم وتحریک بنام ”آر ایس ایس“ بھارت کو ہندو راشٹر بنانے کا خواب دیکھ رہی تھی، اور ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے اور مسلمانوں کو تنگ کرنے کے لئے طرح طرح کے منصوبے طے کر رہی تھی۔ سخت گیر متشدد ہندو تنظیم ”آر ایس ایس“ کے جنم داتا ہیڈ گیوار (K. B. Gedgewar) کے ساتھی گول والکر (M. S. Golwalkal) نے ۱۹۳۹ء میں We or Our Nationhood Defined نامی کتاب لکھ کر ملکی یکجہتی کے خاتمے کا سپنا دیکھ رہا تھا۔ جس کے نتیجے میں ۱۹۱۷ء میں آگرہ، شاہ آباد، بلیا اور اعظم گڑھ میں چار ایسے بڑے فسادات ہوئے جن کی نظیر نہیں ملتی۔

اور دوسری طرف عالمی سطح پر سعودی عرب وہابیت کے فروغ میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہا تھا۔ اپنی طاقت کے نشے میں چور اہل سنت وجماعت کے پیروکاروں پر زیادتی کی نئی داستان

لکھ رہا تھا، اسلام و مسلمانوں کی عظیم خدمت خیال کرتے ہوئے ۱۹۲۶ء میں جنت البقیع شریف سے اہل بیت رسول کی قبروں کو مسمار کر دیا۔ پھر دنیا بھر کے کروڑوں محبین اہل بیت اطہار تڑپ اٹھے اور ہر طرف احتجاجات کا ایک نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مگر ظالم حکومت کے کانوں میں جوں تک نہ رینگیں۔ اور رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء میں یہودیوں نے فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کیا اور بیت المقدس پر جارحانہ حملہ کیا۔

اس طرح سے ۱۹۰۴ء سے ۱۹۸۱ء کا دور ہر طرف فتنہ، فساد اور ہلاکتوں کی داستانوں سے بھرا ہوا ہے۔ ایک طرف فرقۂ وہابیہ، دیوبندیہ اور نام نہاد اہل حدیث سعودی ریال کی مدد سے اہل سنت و جماعت کی عوام کو گمراہ کرنے کی کوششیں تیز کر چکے تھے، تو دوسری طرف متشدد ہندو تنظیمیں ''آر ایس ایس'' اور ''بجرنگ دل'' وغیرہ نے بھارت کے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا تھا۔ اور عالمی سطح پر بھی مسلمانوں کی سیاسی حالت کچھ بہتر نہیں تھی۔ اسی دوران ملک کا بٹوارہ بھی ہو چکا تھا۔ یہ حق پرست اور حق گو علما کے لئے بہت مشکل وقت تھا۔ بات بات پر علماء حق کو جیل میں ڈال دیا جاتا تھا۔ پھر مسلم معاشرہ کی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی، فرائض و واجبات سے کوسوں دور لوگ بدعملی و بے عملی کا شکار تھے۔ بدعات و خرافات میں قوم مبتلا ہو چکی تھی۔

ایسی مشکل گھڑی میں قوم کو ایک ایسے مذہبی لیڈر کی ضرورت تھی جو علم و عمل سے لیس ہو، بے باک و دلیر ہو، باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دینے کا کلیجہ رکھتا ہو۔ گندی سیاست کرنے والوں کی چنگل سے مسلمانوں کو بچانے کا ہنر جانتا ہو۔ جو قول و فعل سے مصطفی جان رحمت کی سنتوں کو زندہ کر دے۔ ملکی سطح پر مسلمانوں پر ظلم ڈھانے والوں کے خلاف کھڑے ہونے والے سپاہیوں کی قیادت کر سکے۔ عالمی سطح پر مسلمانوں پر ظلم و زیادتی کرنے والوں کے خلاف آواز اٹھا سکے۔ غریبوں اور محتاجوں کی امداد کے لئے ہمہ وقت تیار رہے۔ دولت کے نشے میں چور سعودی قاضیوں کو دنداں شکن جواب دے سکے۔ فرقۂ دیوبندیہ، وہابیہ اور نام نہاد اہل حدیث وغیرہم کا تعاقب کر سکے۔

ایسے وقت میں صوبہ اڈیشا دھام نگر، بھدرک میں حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمن قادری عباسی ہاشمی علیہ الرحمہ ملقب بہ ''مجاہد ملت'' کی ولادت ۸ رمحرم الحرام ۱۳۲۲ھ کو ہوتی ہے جن کو اللہ رب العزت نے دین کا سچا پیرو بنا کر بھیجا۔ جنہیں اللہ تعالی نے تبلیغ دین کے لئے چن لیا تھا۔ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے قول وعمل سے اشاعت دین وسنت فرمایا۔ مجاہد ملت فرمان الٰہی ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ کے مطابق اُسوۂ رسولِ اکرم کے پیروکار تھے۔ ''مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي'' کی راہ کے ایک سچے مسافر تھے۔ جس طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی کریم ﷺ کی کسی بھی سنت کو ترک کرنا گوارا نہیں فرماتے تھے، اسی طرح سنت صحابہ پر عمل کرتے ہوئے نبی کریم کی کسی سنت کو ترک کرنا حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کو گوارا نہ تھا۔ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''أفضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر'' کے کامل نمونہ تھے۔ آپ ایک ہر دل عزیز روحانی پیشوا تھے۔ مجاہد ملت کا انداز فکر وعمل کچھ اس طرح تھا:

یہ نغمہ فصل گل ولالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لاالہ الا اللہ

آپ نے رئیسی میں فقیری اختیار کی۔ آپ ایک عالم باعمل تھے۔ ممبئی میں ۶ رجمادی الاولی ۱۴۰۱ھ، مطابق ۱۳ رمارچ ۱۹۸۱ء بروز جمعہ پونے چھ بجے شام کے وقت عشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں سرشار حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا لله وانا اليه راجعون.

مجاهد ملت کا علمی مقام: مجاہد ملت علیہ الرحمہ کا دور میں نے نہیں پایا ہے، البتہ بچپن سے ہی قلبی لگاؤ آپ کی ذات سے رہا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ کی خانقاہ کے ماتحت صوبۂ اڈیشا کا ایک عظیم ادارہ ''دارالعلوم مجاہد ملت'' ہے، جہاں جماعت رابعہ تک میں نے تعلیم حاصل کی ہے۔ اس طرح سے دلی لگاؤ اور مضبوط ہو گیا۔ ہر سال عرس میں بڑی تعداد میں علماء کرام

تشریف لاتے ہیں۔ان کی زبان سے آپ علیہ الرحمہ کی خدمات اور علمی مقام سے آگاہی ملتی رہتی ہے۔آپ علیہ الرحمہ پر درجنوں کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔حضرت مجاہد ملت کی حیات وخدمات پر اجلاس، سیمینار اور کانفرنس ہر سال ملک کے مختلف حصوں میں منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ اور اشاعت کتب کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔عظیم کارناموں کی وجہ سے پردہ فرمانے کے بعد بھی عقید تمندوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔ بہت بافیض آستانہ ہے جہاں تقسیم فیض اور روحانی تصرفات کا سلسلہ جاری ہے۔

اَبرِ رَحمت ان کے مَرقد پر گُہر باری کرے
حَشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

ذیل میں آپ علیہ الرحمہ کے علمی مقام کے بارے میں ان علماء کرام کے اقوال نقل کرتا ہوں جنہوں نے مجاہد ملت کو قریب سے دیکھا ہے:

حضرت علامہ الحاج مفتی عبدالمنان اعظمی لکھتے ہیں:’’دھوم اگرچہ علوم عقلیہ میں تھی لیکن حدیث وفقہ،تفسیر وکلام کا کون سا علم تھا جس پر آپ کو یکساں قدرت حاصل نہ ہو۔‘‘

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد یونس نظامی لکھتے ہیں:’’حضرت مجاہد ملت تفسیر،اصول تفسیر، حدیث ،فقہ،اصول فقہ اور فلسفہ ومنطق پر حاوی تھے طلبہ کو پڑھاتے ہوئے ایسی نفیس تقریر فرماتے کہ ذہن ودماغ میں پورے طور سے اتر جاتی اور طلبہ مطمئن ہو جاتے۔‘‘

مولانا محمود اختر القادری بروایت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی قادری صاحب قبلہ لکھتے ہیں:

’’حضور مجاہد ملت اور ان کے رفقائے درس کے بارے میں فقیہ اعظم ہند صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا:’’ساری عمر میں یہی ایک جماعت ایسی ملی ہے جس کے تمام طلبہ ذہین وفطین اور تعلیم سے غایت درجہ دلچسپی رکھنے والے ہیں۔‘‘

محقق معقولات حضرت علامہ فضل حق رامپوری محشی’’امور عامہ‘‘ نے حضور مجاہد ملت اور ان کے رفقائے درس سے’’شرح مواقف وامور عامہ‘‘ کا امتحان لے کر اظہار تاثر فرمایا کہ

’’ہندوستان میں اس استعداد کے طلبہ کیا، علما بھی نہیں پائے جاتے۔‘‘

مجاھد ملت اور تصوف: حضرت علامہ الحاج محمد عاشق الرحمن حبیبی صاحب قبلہ لکھتے ہیں: ’’جب جب ضرورت پیش آتی تھی آپ علوم دینیہ کی کتابیں دیکھتے تھے اور آخری عمر میں تصوف کی کتابوں سے آپ کی دلچسپی بہت بڑھ گئی تھی۔‘‘

حضرت مولانا عبدالرب مرادآبادی لکھتے ہیں: ’’حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ جتنے بڑے عالم تھے اتنے بڑے فقیر بھی تھے۔ علم تصوف میں بہت بڑا کمال حاصل تھا۔ مجھ کو خاص طور سے علم تصوف کے بارے میں بتاتے رہتے تھے۔‘‘

مذکورہ بالا اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے کہ علم کے اعتبار سے آپ مروجہ علوم پر مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اور عمل کے اعتبار سے "مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِي فَلَهُ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيد۔" (میری امت پر فتنہ وفساد، ہلاکت کے تہہ بتہ گھرے بادل امڈ رہے ہوں، ایسی تیرگی میں کوئی میری سنت پر عمل پیرا ہو تو اسے سو شہیدوں کا اجر وثواب ملے گا۔) کے مطابق آپ کی ذات سنت رسول کی صحیح محافظ ہونے کے ساتھ ساتھ نہ جانے کتنے سنتوں سے بھٹکے ہوؤں کے لئے مشعل رہ بنی۔‘‘

یوں تو درس نظامی کے تمام مروجہ علوم پر آپ علیہ الرحمہ کو کامل مہارت تھی، پھر ہندوستان جیسے کثیر الآباد اور کثیر المذاہب علمی سرزمین پر باطل افکار ونظریات کی تردید کے لئے کسی مناظر کو کن کن خوبیوں سے لیس ہونا چاہئے اہل علم پر واضح ہوگا۔ چونکہ اسلامی مرجع وماخذ میں کتاب اللہ کے بعد حدیث رسول کا درجہ ہے۔ اس لئے خصوصیت کے ساتھ علم حدیث پر گہری نظر ہونا ناگزیر ہے۔ جب مدمقابل جماعت وہابیہ، دیوبندیہ، نام نہاد اہل حدیث اور جماعت اسلامی وغیرہم کتاب وسنت کی غلط تاویل وتشریح کے ذریعہ لوگوں کے ایمان کو لوٹنے کا کام کر رہے ہوں تب تو مناظرِ اہلِ حق کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف احقاقِ حق کرے اور اپنے موقف کو ثابت کرے بلکہ ابطالِ باطل اور فریقِ مخالف کی غلط تاویل وتشریح کی علمی گرفت بھی کرے۔

اور یہ تب ممکن ہے جب مناظر کی نظر اس فن پر گہری ہو، سطحی نہ ہو۔ اس کا علم مستحضر بھی ہو، اہل علم پر روشن ہے کہ مناظرہ میں جب مناظر یا باحث کو فن میں مہارت نہ ہو اور اس کا علم مستحضر نہ ہو تو وہ فریقِ مخالف کا سامنا کرنے سے گھبراتا ہے، منہ چھپاتا پھرتا ہے، اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے، راہ فرار اختیار کرتا ہے۔ مگر مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ نے فِرقِ باطلہ سے صرف اسٹیجوں پر ہی مناظرہ نہیں کیا ہے بلکہ آپ نے ان کا تعاقب کیا ہے، انہیں منہ چھپانے پر مجبور کر دیا۔

فن علم حدیث پر آپ کی مہارت کے حوالے سے اگر گفتگو کی جائے تو اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے ایک بار نہیں بار بار حدیث دانی کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کو چیلنج کیا، ''ھل من مبارز'' کہا، اپنے گھر میں بیٹھ کر نہیں بلکہ گمراہ گروں کی بستی میں، ان کے گھروں میں، ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چیلنج کیا ہے۔ آپ فرماتے کہ کسی ایک حدیث پر مجھ سے بحث کر لو۔ یوں تو جلد کسی کو ہمت نہ ہوتی کہ آپ کے چیلنج کو قبول کر کے آپ کے مقابل کھڑا ہو، مگر جب جب کسی نے حدیث رسول کی غلط توضیح وتشریح کی یا آپ سے احادیث رسول سے دلائل طلب کیے گئے تو آپ علیہ الرحمہ نے تشفی بخش جواب دیا۔ آپ علیہ الرحمہ نے اپنی تحریر وتقریر میں مختلف موقعوں پر بعض احادیث رسول کی ایسی عمدہ تشریح فرمائی ہے کہ یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یقیناً یہ رب تعالیٰ کے فضل خاص کا نتیجہ ہے۔ اگر ان جواہر پاروں کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ مضمون لمبا نہ ہو جائے اس خیال سے میں چند منتخب احادیث اور اس پر مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے جو افادہ فرمایا ہے، اس کو ذکر کرتا ہوں۔

مجاہد ملت علیہ الرحمہ کا سلسلۂ سند حدیث: ''حضور صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے حدیث کی بقیہ کتابوں کو پڑھا اور سند حاصل کی۔ اس طرح پر کہ مجاہد ملت کو حضرت صدر الافاضل سے، ان کو حضرت مولانا سید احمد گل خاں کابلی سے، اور ان کو حضرت علامہ سید دحلان مکی علیہ الرحمہ سے۔''

''۱۹۹۵ء میں دوسرے حج کے موقع پر حضرت مہاجر مدنی علیہ الرحمہ نے حدیث اور دیگر سلاسل کی بھی اجازت عطا فرمائی۔''

''حجۃ الاسلام (حضرت علامہ مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ) نے مجاہد ملت کو قرآن حکیم وصحاح وسنن احادیث وجمیع اذکار واعمال واوراد، وجمیع سلاسل کی اجازت مرحمت فرمائی۔''

مجاهد ملت کا غیر مقلدوں کو چیلنج: مجاہد ملت علیہ الرحمہ کو اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات پر کامل بھروسہ تھا، اور اہل سنت وجماعت کی حقانیت پر کامل یقین تھا، آپ کا عقیدہ تھا کہ حق سر بلند ہے اور باطل سرنگوں ہے۔ حق کو باقی رہنا ہے اور باطل کو مٹنا ہے۔ بے شک اللہ ورسول پر ایمان لانے والے جب استقامت اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالی آسمان کے فرشتوں کو بھیج کر ان کی مدد فرماتا ہے، اپنی رحمت نازل فرماتا ہے، ان سے خوف اور غم کو دور فرما دیتا ہے اور انہیں جنت کی خوش خبری دیتا ہے۔

اسی یقین کامل کا نتیجہ تھا کہ آپ نے بار بار اعدائے دین وحاسدین کو چیلنج کیا۔ چنانچہ آپ علیہ الرحمہ کی بے باکی کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

ایک موقع پر آپ علیہ الرحمہ نے غیر مقلدوں سے فرمایا: ''آپ لوگ میرے سامنے ایک حدیث، جو جی چاہے، پڑھ دیجئے اور اس حدیث کے بارے میں میرے تمام سوالوں کے جوابات دیجئے۔''

''غیر مقلدین کے پیشوا ابوالقاسم سیف بنارسی سے مکالمہ ومناظرہ کے سلسلے میں دو مہینے یک لخت اس کے مکان کے سامنے قیام پذیر رہے یہاں تک کہ اس نے گھر سے نکلنا بند کر دیا۔''

''جو شخص، ''شرک'' کی یہ تعریف قرآن وحدیث میں یا اقوال سلف میں دکھادے اسے گیارہ سو روپئے انعام۔''

مولانا مودودی اور جماعت اسلامی ہند کو کھلا چیلنج:

’’چودھویں صدی کے خود ساختہ مجتہد جناب مولانا مودودی صاحب! اگر ہندوستان آ کر بجائے تمام احادیث کریمہ، جن پر کامل عبور ایک مجتہد کے لئے ضروری ہے، صرف ایک حدیث کے متعلق فقیر کے تمام سوالات کا شافی جواب دے دیں تو علاوہ سفر خرچ کے فقیر ایک ہزار روپیہ انعام پیش کرے گا اور اگر کسی ایک بھی سوال کا جواب معقول نہ دے سکیں تو انعامی رقم میں سے ایک نئے پیسے کے مستحق نہ ہوں گے۔‘‘

’’بعض ذہنوں پر ایک سوال تھا۔ وہ یہ کہ اگر کوئی غیر مقلد سامنے آ جاتا اور کوئی ایک حدیث پڑھ دیتا تو آپ اس سے کیا سوالات کرتے؟ اس کے بارے میں علما کی عقلیں حیران تھیں۔ کسی نے یہاں تک کہا یہ تو مجاہد ملت کا ایک چٹکلا ہے۔ آخر کار جرأت کر کے پوچھ بیٹھے آپ کے پاس سوالات کی کوئی فہرست بھی ہے، اگر کوئی حدیث پڑھ کر سنا دے تو آپ کیا پوچھیں گے؟ یہ حضور مجاہد ملت کا چٹکلا نہیں تھا۔ آپ نے ’’الفضل الموهبي‘‘ کا ایک نسخہ اٹھا کر سامنے رکھ دیا۔ اور فرمایا دیکھ لیجئے اس میں جتنے علوم وفنون (بالخصوص حدیث سے متعلق فنون) کو شمار کیا گیا ہے ان سب پر اس حدیث سے متعلق جو جو سوالات میرے ذہن میں آئیں گے، میں وہ سب پوچھوں گا۔‘‘ (حدیثی افادات)

سنیچر کا دن اور مجاہد ملت کی پیدائش:

’’من بكر يوم السبت في طلب حاجة فأنا ضامن بقضائها.‘‘

’’جو شنبے کے دن صبح تڑکے کسی حاجت کی تلاش کو جائے میں اس کی حاجت روائی کا ذمہ دار ہوں۔‘‘

’’جو (حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ) ۸ر محرم الحرام ۱۳۲۲ھ شنبہ کے روز صبح صادق کے وقت اڈیشا میں بمقام دھام نگر پیدا ہوئے، اس تاریخ کو گھر والے غم کا دن تصور کرتے تھے مگر مجاہد ملت

فرماتے تھے: ”مجھے اپنی ساعتِ سفرِ حیات کے آغاز پر خوشی ہے کہ ہمارے سرکار نے فرمایا ہے۔“ من بکر یوم السبت في طلب حاجة فأنا ضامن بقضائها“ جو شنبے کے دن صبح تڑکے کسی حاجت کی تلاش کو جائے میں اس کی حاجت روائی کا ذمہ دار ہوں۔ حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے اس حدیث شریف سے اپنی حیات مبارکہ کی کامیابی کی فال نکالی۔

بدعت کی تعریف اور اس کی تقسیم: سال ۱۳۹۳ھ، مطابق ۱۹۷۳ء میں مجاہد ملت کی خدمت میں عبدالسلام لکھنوی (صدر مجلس شرائط مناظرہ بھیونڈی منجانب دیوبندیہ) کے تحریری شکل میں بھیجے ہوئے دس (۱۰) سوالات میں سے پہلا سوال تھا ”اسلام وکفر، سنت وبدعت کی تعریف کیا ہے۔“ اس پر حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے جو جوابات صادر فرمائے ہیں، ذیل میں ملاحظہ فرمائیں (تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب ”مردِ جوزاء مجاہد ملت“، مؤلفہ وحید الزماں حضرت علامہ مفتی محمد عاشق الرحمن صاحب قبلہ قادری حبیبی دامت برکاتھم القدسیہ، ص: ۱۳۵)

مجاہد ملت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: شریعت مطہرہ میں بدعت کے دو اطلاق آتے ہیں۔ ایک اطلاق عام ہے جو حدیث شریف میں ہے۔ ”مَنْ سَنَّ فِي الإسلام سُنَّةً حَسَنَةً...“ اور حدیث شریف: ”مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنْ الْأَجْرِ...“ سے ماخوذ ہے۔ اسی کی تعریف مشکوۃ کی شرح مرقاۃ میں نووی سے منقول ہے: ”البدعة ...احداث مالم یکن في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم.“

اور ایک اطلاق خاص ہے جو حدیث شریف ”مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ“ سے ماخوذ ہے۔ اس معارض سنت بدعت کو بدعت سیئہ کہتے ہیں۔

پہلے اطلاق عام کے اعتبار سے فقہاء نے بدعت کی پانچ قسمیں کی ہیں۔

جیسا کہ شامی میں ہے: (قَوْلُهُ أَيْ صَاحِبُ بِدْعَةٍ) أَيْ مُحَرَّمَةٍ، وَإِلَّا فَقَدْ

تكُونُ وَاجِبَةً، كَنَصْبِ الْأَدِلَّةِ لِلرَّدِّ عَلَى أَهْلِ الْفِرَقِ الضَّالَّةِ، وَتَعَلُّمِ النَّحْوِ الْمُفْهِمِ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَمَنْدُوبَةً كَإِحْدَاثِ نَحْوِ رِبَاطٍ وَمَدْرَسَةٍ وَكُلِّ إِحْسَانٍ لَمْ يَكُنْ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ، وَمَكْرُوهَةً كَزَخْرَفَةِ الْمَسَاجِدِ. وَمُبَاحَةً كَالتَّوَسُّعِ بِلَذِيذِ الْمَآكِلِ وَالْمَشَارِبِ وَالثِّيَابِ.

اور دوسرے اطلاق کے اعتبار سے حدیث شریف ''كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ'' وارد ہے۔

مرقاۃ میں ہے: "وَقَوْلُهُ: " كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ "عام مخصوص۔

نیز علماء نے مطلقاً ہر بدعت کو سیئہ بتانے والوں کو جاہل بتایا ہے۔

شرح مقاصد میں ہے:''ومن الجهلة من يجعل كل أمر لم يكن في زمن الصحابة بدعة مذمومة وإن لم يقم دليل على قبحه.''

جیسا کہ شامی کی عبارت میں گذرا۔ بدعت کبھی واجب بھی ہوجاتی ہے

اور ایسا ہی نسیم الریاض میں ہے:''والمراد البدعة التي هى ضلالة فان البدعة قدتستحسن لعدم مخالفتها الشرع وقدتكون واجبة.''

اهل سنت وجماعت کی تعریف: فرقۂ دیوبندیہ کی طرف سے مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی خدمت میں تحریری شکل میں بھیجے ہوئے دس (۱۰) سوالات میں سے ایک سوال تھا:

''اہل سنت و جماعت کی تعریف کیا ہے، اور وہ عقائد واعمال کیا کیا ہیں جن کے کرنے یا نہ کرنے سے کوئی شخص اہل سنت و جماعت سے خارج ہو جاتا ہے؟

اس پر حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: وہ گروہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین کی سنت پر چلتا ہو۔

جن کے بارے میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي'' وہ گروہ اہل سنت و جماعت ہے۔ ان کے عقائد کے خلاف عقائد رکھنے والا اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ارشاد نبوی ،''مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي''کی شرح میں ہے:

''الْمُرَادُ هُمُ الْمُهْتَدُونَ الْمُتَمَسِّكُونَ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ مِنْ بَعْدِي، فَلَا شَكَّ وَلَا رَيْبَ أَنَّهُمْ هُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ''

حدیث قدسی،''الصَّوْمُ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ'' کے معنیٰ کے بارے میں حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''اَلصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ'' اس میں واقع فعل ''اَجْزِي'' کو معروف پڑھنا یعنی ''اَجْزِي'' پڑھنا مشہور ہے۔اس صورت میں اس کے معنی یہ ہیں کہ ''میں بغیر واسطہ کے خود روزہ کی جزاء دوں گا۔''اور حضرات عرفاء قدست اسرارہم نے اس فعل کو مجہول پڑھا ہے یعنی''اُجْزٰی'' پڑھا ہے۔اس صورت میں اس کے معنی یہ ہیں کہ ''روزہ کی جزا میں ہی ہوں، کچھ اور نہیں۔''

رئیس الاتقیا حضرت علامہ مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی (متوفی ۱۲۹۷ھ،۱۸۸۰ء) لکھتے ہیں: ''اور بعض روایات میں بصیغۂ مجہول وارد یعنی روزہ خاص میرے واسطے ہے کہ مثل اور عبادت کے،غرض اس سے ثوابِ بہشت وحور وقصور ونعیم جنت نہیں بلکہ ''أنا اُجْزٰی به'' میں خود روزہ کا بدلہ ہوں اور ثواب اس کا لقاء و دیدار میرا ہے۔''

اے عزیز دیکھ کیا مقام ہے اگر بندہ کو کہیں تو سگ درگاہ ہے، شادی سے تمام عالم میں نہ سمائے اور فخر سے زمین وآسمان پر ناز کرے، چہ جائے کہ فرماتے ہیں فعل تیرا میرا ہے اور بدلہ اس کا میری رویت ولقا ہے۔ یہ وہی مقام ہے جو مقبولان حضرت ومقتولان تیغ محبت کے حق میں وارد ہے: ''من قتله محبتي فديته رويتي'' دیت وارثان مقتول کو پہنچتی ہے اور یہ دیت خود اسی کو ملتی ہے کہ وارث اپنے نفس مقتول کا وہی ہے۔

☆☆☆

تاثرات

از: نمونۂ اسلاف حضرت علامہ حفیظ الدین قادری مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

سابق استاذ: فیض العلوم، جمشید پور، جھارکھنڈ

الحمدللہ! آج ''جامعۃ الحبیب'' میں حاضری کا موقع ملا۔ حضرت علامہ مولانا ریاضت حسین ازہری اور یہاں کے اساتذہ اور طلبہ سے ملاقات ہوئی۔ اتنی قلیل مدت میں اتنی ترقی بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ بہت قدیم ادارہ ہے۔ مگر الحمدللہ یہ ہمارے اساتذہ، معاونین ومخلصین کی کاوشیں ہیں کہ انہوں نے اس ادارے کو بام عروج تک پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنتوں کو قبول فرمائے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔

تعلیم وتربیت کے حوالے سے قرآن میں سب سے پہلے لفظِ ''اقرأ''، یعنی پڑھ، آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے پہلے پڑھنے کا حکم آنا پڑھنے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ میرے عزیزو! پڑھنے کا جہاں تک معاملہ ہے بغیر پڑھے، بغیر علم دین حاصل کئے نہ نماز ادا کر سکتے ہیں، اور نہ ہی کامل طور پر وضو کر سکتے ہیں، نہ ہی غسل اور نہ ہی کوئی اسلامی فریضہ ادا کر سکتے ہیں، نہ ہی دینی معاملہ میں ایک قدم آگے بڑھ سکتے ہیں۔ ان نوجوان علماء کے گروپ نے تعلیم وتربیت کا جو ماحول تیار کیا ہے کافی تشفی بخش ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم.

☆☆☆

از: بقیۃ السف حضرت علامہ غلام حیدر مصباحی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ
استاذ: فیض العلوم، جمشید پور، جھارکھنڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نحمده و نصلى على رسوله الكريم اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم.

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ مسلک اہل سنت کی حفاظت وصیانت کے لئے سب سے بہترین ذریعہ تعلیم وتربیت ہے۔ بچوں کو سیدھے راستے پر گامزن رکھنے کے لئے یا بدعقیدگی سے بچانے کے لئے اس سے بہترین اور کوئی راستہ نہیں۔ صوفیاء کرام سے بیعت کرادینا اتنا کافی نہیں جتنا کہ مدارس میں چھوٹے بچوں سے لے کر بڑے بچوں تک کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کرنا ہے۔ اور یہ بیڑا ہمارے کچھ مدارس والے اٹھا رکھے ہیں۔ جس میں قاری (خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی) ریاضت حسین ازہری صاحب قبلہ کا بھی مدرسہ ہے۔ ''جامعۃ الحبیب'' میں حضور مجاہد ملت کا فیض جاری ہے۔ قاری ریاضت حسین ازہری صاحب قبلہ سے علماء کے قافلے کے ساتھ ملاقات ہوئی۔

ہم لوگوں کی دعا ہے کہ ان کا جو مشن ہے اسے بخیر وعافیت مولیٰ تعالیٰ پایہ تکمیل تک پہنچانے میں غیبی نصرت فرمائے۔

آمين ثم آمين يا رب العالمين بجاه النبى الامين صلى الله عليه وسلم.

خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم ہند پیر طریقت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شمس الدین رضوی نوری
شیخ الحدیث دار العلوم مسعود العلوم بہرائچ شریف، اتر پردیش

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لوليه والصلوة علي نبيه واله اجمعين

آج مورخہ ۱۰؍ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ، مطابق ۶؍نومبر ۲۰۲۰ء کو حضرت مولانا ریاضت حسین صاحب سے ملاقات کے لئے رسول پور پہنچا۔ حضرت موصوف کی قیادت میں جامعۃ الحبیب رسول پور کا معائنہ کیا۔ حضرت موصوف سے معلوم ہوا کہ ۲۰۱۰ء سے حضور قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مولانا المفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے جامعہ کی بنیاد رکھی۔ اس کم مدت میں تعمیری ترقی دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اس دور پرفتن میں دینی ادارے کا قیام کس قدر ضروری ہے، اس سے اہل علم واقف ہیں۔ جامعہ کے اساتذہ کرام سے ملاقات ہوئی، لالک ڈاؤن میں اساتذہ کرام جامعہ میں موجود رہ کر طلبہ کو آن لائن تعلیم دینے میں مصروف ہیں۔

دعا ہے کہ مولی تعالی جامعہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

فقط

فقیر شمس الدین صدیق رضوری قادری

وارد حال: رسول پور، اڈیشا

۱۰؍ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ

حضرت علامہ مفتی فیضان المصطفی قادری صاحب قبلہ

بانی جامعہ امام اعظم ابوحنیفہ، وتاج الشریعہ اسلامک انسٹی ٹیوٹ (انٹرنیشنل) لکھنؤ، یوپی

مکرمی ومحترمی حضرت علامہ ریاضت حسین ازہری نے اس فقیر کو حکم دیا کہ سالنامہ الحبیب کے لیے کچھ تاثراتی کلمات پیش کروں، مصروفیات کی ہماہمی کا بہانہ تو تھا لیکن مقتدر حضرات کی بات ٹالی نہیں جاتی، اس لیے کچھ کلمات خیر لے کر حاضر ہوا۔

۲۰۲۰ء میں اس فقیر کو موصوف کے ادارے ''جامعۃ الحبیب'' میں حاضری کی سعادت حاصل ہوتی ہے، اسی وقت ادارے کے نظم وضبط کو دیکھ کر خوشی ہو رہی تھی، اب ادارہ تو بہت ترقی کر گیا ہوگا۔ اس دوران ادارے سے ہر سال جو مجلہ نکلتا ہے اس کے کئی شمارے منظر عام پر آ چکے ہیں، اور اب یہ نیا سالنامہ قارئین کی میز پر آنے کو تیار ہے۔ مسلمانوں کے عقائد واعمال کی اصلاح وتحفظ کے پیش نظر سالنامہ ''الحبیب'' کی بنیاد رکھی گئی، ساتھ ہی یہ بھی مطمح نظر رہا کہ اسی بہانے طلباء کے اندر تحریری صلاحیت پیدا ہوگی، اور مستقبل میں گراں قدر علمی خدمات انجام دے سکیں گے۔ سالنامہ الحبیب کے پچھلے شمارے دیکھنے میں آئے اور شائقین کے لیے معلوماتی پائے۔

زیر نظر رسالہ اپنے مشمولات کے اعتبار سے نہایت اہمیت کا حامل ہے، یہ سالنامہ، دینی، مذہبی، ملی اور سماجی مسائل اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق گراں قدر مقالات کا ایک وقیع مجموعہ ہے۔ اس کے اغراض ومقاصد سے ہے کہ عوام اہل سنت اسے پڑھ کر نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر گامزن ہو جائیں، اور مذہب حق، اہل سنت وجماعت کی تعلیمات کو اپنے سینوں سے لگائے رکھیں۔

امید قوی ہے کہ یہ سالنامہ راہِ حق میں نسل نو کے لیے مینارۂ نور ثابت ہوگا، اوراسکے بہتر اور خوش آئند نتائج بھی سامنے آئیں گے۔ لائق تبریک ہیں ’’جامعۃ الحبیب‘‘ رسول پو، راڈیشا کے ارباب حل وعقد بالخصوص شیخ الجامعہ علامہ ریاضت حسین ازہری قبلہ جنھوں نے اس اہم کام کی طرف توجہ مبذول کی، تاکہ تحفظ عقائد واعمال کے حوالے سے معاشرہ میں صالح افکار ونظریات کوزیادہ سے زیادہ فروغ ملے اورادارہ اپنے مقاصد حسنہ میں کامیابیوں کی راہ پر گامزن ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارے کواستحکام عطا فرمائے اوراس کی تمام سرگرمیوں کوکامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔ خصوصاً اس سالنامے کوقبول عام حاصل ہو، اوراس کے تمام قلم کاروں کو دارین کی سعادتیں حاصل ہوں۔ واللہ ولی التوفیق

فقیر فیضان المصطفیٰ قادری مغفرلہ

مورخہ ۲۹ صفرالمظفر مطابق ۱۶ ستمبر ۲۰۲۳ء

☆☆☆

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ وخلیفۂ گلزار ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد کمال اختر قادری صاحب
شیخ الادب دارالعلوم نورالحق، چرہ محمد پور، ایودھیا

محب گرامی علامہ مولانا مفتی شیخ ریاضت حسین قادری ازہری (زیدت امجادہم) بانی ’’جامعۃ الحبیب‘‘ رسول پور ایک خوش رو، خوش اندام، نیک سیرت، نیک کردار، عالم باعمل، حقیقت شناس، شیریں کلام، مقرر ومصنف ہیں۔ اپنے سراپا کی طرح ایمان وعقیدہ اور مشرب میں بہت پختہ، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچّے ترجمان، مشرب تاج الشریعہ کے عظیم مبلغ و ناشر ہیں۔ ادھر حال میں جتنے لوگوں نے اعلیٰ تعلیم کے لئے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی جامعہ ازہر کا رخ کیا، ان میں ہم نے اکثر کو آزاد خیال پایا لیکن آپ اس لعنت سے مکمل مامون و محفوظ ہیں۔ اڈیشا کے کچھ علاقوں میں فقیر کا جانا ہوا جہاں بھی گیا آپ سے محبت کرنے والوں کی ایک بھاری تعداد دکھائی پڑی۔ اور علمائے کرام نے مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالہ سے آپ کی بہت اچھی وصاف ستھری شبیہ پیش کی۔ ادارہ ’’جامعۃ الحبیب‘‘ سے اب تک کثیر تعداد میں علماء و حفاظ فارغ ہو چکے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔ مفتی صاحب نے اس کم عمری میں جو شہرت ومقبولیت حاصل کی ہے وہ بہت کم لوگوں کو میسر آتی ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کیونکہ آپ طالب علمی کے زمانہ سے طلباء کے درمیان فطانت وذہانت میں ممتاز تھے۔ موصوف سے چند منٹ ہماری ملاقات اولاً چلتے پھرتے دہلی کے ریلوے اسٹیشن پر ہوئی، ابھی آپ جامعہ نظام الدین دہلی میں زیر تعلیم تھے۔ بہت خندہ روئی کے ساتھ ملے اور بھرپور حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد اب اکثر ملاقاتوں کا سلسلہ رہتا ہے۔ اللہ عزوجل آپ کو مسلک اہل سنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمات جلیلہ کی خوب خوب توفیق رفیق عطا فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے نوازے۔

محمد کمال اختر قادری

خادم دارالعلوم نورالحق، چرہ محمد پور فیض آباد، ایودھیا

حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد شکیل صاحب دام ظلہ النورانی
صدر المدرسین: مرکز الدراسات الاسلامیہ، جامعۃ الرضا، بریلی شریف، یوپی

سرزمین رسول پور پر واقع اہل سنت و جماعت، مسلک اعلی حضرت کا ترجمان ادارہ جامعۃ الحبیب سے متعارف بتوسط عالی جناب تمیز الدین صاحب کے حوالے سے ایک عرصے سے تھا اور یہاں کے طلبہ بھی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے ہمارے ادارے میں داخلہ لیتے ہیں۔ ادارے کے نظم ونسق اور تعلیمی سرگرمیوں کے تعلق سے تقریری طور پر تو کافی پہلے سے واقف تھا، مگر تحریری شکل میں ادارے سے شائع ہونے والے سالنامے (الحبیب) سے واقفیت ہوئی۔ ادارے کی کارگزاریاں لائق ستائش ہیں۔ اور ذمہ داران واساتذہ ادارہ کی کاوشوں کا عکاس ہیں۔ نونہالان اسلام کی صحیح تعلیم وتربیت کی فکر بالخصوص ایسے علاقے میں جہاں فی الوقت تعلیمی ترقی کا فقدان ہو خوش آئند ہے، دین و مذہب کی حفاظت اور مسلک حق، مسلک اہل سنت (مسلک اعلیٰ حضرت) کی سچی ترجمانی اور ترویج واشاعت کا بیڑا اٹھانا اپنے آپ میں ایک اہم اور ضروری کام ہے۔

یقینا کار خیر میں مشکلات دامن گیر ہوتی ہیں مگر ان مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کر کے قوم وملت کے لئے راہ حق ہموار کرنا اور ان کے دینی وملی جذبے اور دنیوی واخروی فلاح وکامرانی کے لئے کوشاں رہنے کے جزبے کی تلقین کرنے اور عملی تصویر پیش فرمانے والی ذات بھی اسی سرزمین پر آرام فرما ہے جن کے سیرت وکردار ہمیشہ اہل حق کو مجاہدانہ کردار کی دعوت دیتے ہیں۔ بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ اللہ تعالی ادارے کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، ذمہ داران و اساتذہ کرام کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور جمیع اہل سنت و جماعت کی ہر کاوش خیر کو قبول ومقبول فرما کر دارین میں کامیابی وکامرانی کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ واکرم التسلیم.

حضرت علامہ مولانا محمد نوشاد عالم مصباحی
صدر المدرسین دار العلوم مجاہد ملت، دھام نگر

حامدا و مصليا و مسلما.

۲۲/ربیع النور بمطابق یکم دسمبر ۲۰۱۸ء بروز سنیچر رسول پور، ضلع جگت سنگھ پور مدرسہ جامعۃ الحبیب کے جلسہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و دستار بندی میں شرکت کی غرض سے حاضر ہوا، رات کے اجلاس میں درجات مولویت اور حفظ وقراءت کے فارغین کی دستار بندی کا حسین منظر پیش کیا گیا۔ مدرسہ جامعۃ الحبیب قلیل مدت میں تعمیری و تعلیمی اور تربیتی منازل طے کرتا چلا جا رہا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ارکان واساتذہ مدرسہ کی کارکردگی کو تیز اور وسیع بنانے کے لئے پوری جدوجہد میں مصروف ہیں۔ دینی وعلمی سرگرمیوں کا سلسلہ تیزی سے جاری ہے، ایک دینی وعلمی مجلہ سالنامہ الحبیب کا بھی چند سال قبل اجرا ہو چکا ہے، جس سے مسلمانان اڑیسہ کو اسلامی معلومات سے روشناس کیا جاتا ہے اور ادارہ کی کارکردگی کا بھی تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ سب شیخ الجامعہ حضرت مولانا حافظ وقاری ریاضت حسین صاحب ازہری کے اخلاص وللّٰہیت کا نتیجہ ہے۔ ساتھ ہی باصلاحیت ومحنتی اساتذہ کی بے لوث خدمات و جہد مسلسل اور سعیِ پیہم کا ثمرہ ہے، رب قدیر و مقتدر علم وفن کے اس چمن کو شاد و آباد رکھے۔ اور اس کو علم دین نبوت کا ایک مضبوط قلعہ اور مسلک اعلی حضرت کا سچا نقیب وترجمان بنائے۔ (آمین)

اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ دل کھول کر اس کے تعاون میں حصہ لیں؛ تاکہ ادارہ کے منصوبوں کی تکمیل ہو سکے اور اسے فروغ واستحکام حاصل ہو۔ واللہ ولی التوفيق وبيده الخير۔

دعا گو ودعا جو
محمد نوشاد عالم مصباحی
صدر المدرسین دار العلوم مجاہد ملت، دھام نگر

رپورٹ اور سرگرمیاں

کلمات تشکر و دعا

از: حضرت مولانا شیخ ریاضت حسین ازہری صاحب
ناظم اعلی جامعۃ الحبیب، رسول پور، اڈیشا

جامعۃ الحبیب کا ۱۲ رواں سالانہ جلسہ عید میلا دالنبی ﷺ وجشن دستار بندی کے موقع پر مولانا شیخ ریاضت حسین ازہری ناظم اعلی جامعۃ الحبیب کی طرف سے پیش کئے گئے ''کلمات تشکر ودعا'' (بتاریخ: ۲۳ ر ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ، مطابق: ۲۱ ردسمبر ۲۰۱۹ بروز سنیچر)

معزز علمائے کرام، شعرائے اسلام وحاضرین مجلس!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم حضرات! آپ ''جامعۃ الحبیب'' کے بارہواں سالانہ جلسہ جشن عید میلا دالنبی ﷺ و دوسرا سالانہ جشن دستار بندی کے روح پرور منظر میں حاضر ہیں۔ اور علمائے کرام کے بیانات سے اپنے ایمان وعمل میں جلا پیدا کر رہے ہیں۔ آپ نے اس محفل پاک میں شرکت فرما کر یقینا اپنی دینی وسماجی غیرت وحمیت اور جذبہ ایمانی کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اللہ تعالی آپ سب کو بے پناہ جزائے خیر سے نوازے۔

محترم حضرات! آپ نے ہماری اس بزم محبت میں شرکت فرما کر ہماری خوشیوں کو دوبالا کر دیا ہے۔ ہمارے کار خیر میں آپ کی شرکت، اور ہر طرح کی آپ کی اعانت وامداد سے جہاں ہمارے حوصلوں میں توانائی آتی ہے، وہیں ہمیں ستاروں سے آگے ایک اور جہاں کی کھوج میں سرگرم رہنے کا جذبۂ بے کراں نصیب ہوتا ہے۔

اس لئے میں ’’جامعۃ الحبیب‘‘ کی مجلس انتظامیہ کی جانب سے آپ سب کا تہہ دل سے استقبال کرتا ہوں۔ اور اس عظیم الشان کانفرنس میں شرکت فرمانے والے تمام مشائخ عظام، علمائے کرام، مدح خوان خیر الانام، اور تمام شرکائے محفل کے ساتھ اپنے ان تمام سرپرستوں اور معاونین کی خدمت میں ہدیۂ تشکر و امتنان پیش کر کے خوشی محسوس کرتا ہوں، جن کے تعاون نے جامعۃ الحبیب کی تعمیر و ترقی میں قدم قدم پر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے۔ ہم ان کے لئے اللہ تعالی کی بارگاہ میں بصد خلوص دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک و تعالی ان کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں سعادت دارین سے بہرہ مند فرمائے۔

اس کانفرنس میں ہم جامع معقولات و منقولات حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری صاحب قبلہ کی تالیف ’’ آداب امامت‘‘ اور فقیر کی ترتیب شدہ ’’نماز سحر و افطار کا دائمی اوقات نامہ‘‘ علمائے کرام و ائمہ مساجد کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

آج ہم جہاں اپنی اس کامیابی پر اظہار مسرت کر رہے ہیں، وہیں امام العلما، محب اعلی حضرت، جامع معقولات و منقولات، کثیر التلامذہ، حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی علیہ الرحمہ کو یاد کر کے اشک بار ہیں۔ جو ۱۴؍ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ، مطابق: ۱۱؍دسمبر ۲۰۱۹ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ۔

حضرت ہمیشہ جامعۃ الحبیب کے خیر خواہ رہے۔ بآں علم و فضل خود ہی فون کر کے جامعۃ الحبیب کے احوال دریافت فرماتے اور اس کی تعمیر و ترقی کے لئے دعائے خیر سے نوازتے۔ اللہ تبارک و تعالی حضور امام العلما کو غریق رحمت فرمائے اور ان کا نعم البدل جماعت اہل سنت کو عطا فرمائے۔ آمین۔

دستار لینے والے طلبہ کی طرف سے ہدیہ تشکر

بموقع ۱۲؍رواں سالانہ جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجشن دستار بندی، بتاریخ: ۲۳؍ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ، مطابق: ۲۱؍دسمبر ۲۰۱۹

قابل صد احترام علمائے عظام وشعرائے اسلام ومعزز سامعین کرام!

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نحمده ونصلى ونسلم على رسوله الكريم.

اما بعد!

تمام تعریف پروردگار عالم کے لئے ہے، جس نے اپنے فرمان ذی شان ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ سے علم واہل علم کو اعلی وارفع مقام ومنصب عطا فرمایا۔ اور کروڑوں درود وسلام نازل ہو، اس کے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ جنہیں معلم کائنات بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ نیز ان کی آل، اصحاب تبعین، ائمہ مجتہدین، محدثین، مفسرین اور علمائے دین پر بھی لاکھوں سلام ہو، جنہوں نے حصول علم کی راہ میں ساری کلفتیں اور پریشانیاں برداشت کر کے، اس علمی اور دینی کارواں کو جاری وساری رکھا اور پوری دیانت اور ایمان داری کے ساتھ اس امانت علمی کو ہم تک پہونچایا۔

حضرات محترم! اللہ تبارک وتعالی کے بے پناہ فضل واحسان، اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے پایاں کرم، غوث وخواجہ کی عنایات اور رضا ومجاہد کی نظر کرم کا صدقہ اور اپنے والدین کی دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ آج ہماری کشت آرزو لہلہا اٹھی اور مسرتوں کی دنیا لالہ زار ہوگئی یعنی آج ہمارے سر پر مولویت، حفظ وقرات کی دستار رکھی گئی۔ اس حسین موقع پر ہم سب سے پہلے اپنے

والدین کے شکر گزار ہیں کہ جنہوں نے ہر دقت و پریشانی کا خندہ پیشانی کے ساتھ سامنا کیا، اور کسی قسم کی ہماری تعلیمی رکاوٹوں کو برداشت نہ کیا، بلکہ انہیں دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ہم اپنے اساتذۂ کرام کے بھی ممنون ہیں، جنہوں نے ہر لمحہ ہماری صحیح رہنمائی فرمائی، اور ہمیں منزل مقصود تک پہنچانے میں سعی پیہم کرتے رہے ہیں۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی انہیں دارین میں جزائے خیر سے نوازے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر ہم جامعۃ الحبیب کے ذمہ داران وٹرسٹیان کا شکریہ ادا نہ کریں، جنہوں نے ہمیں ہر طرح کی سہولت فراہم کرنے میں کوئی کمی نہیں کی اور تعلیمی سفر کو جاری رکھنے کے لئے ہمیں ہمیشہ ہمت وحوصلہ دیتے رہے۔ ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے بے حد امتنان وتشکر کے ساتھ یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی جامعۃ الحبیب کو بام عروج تک پہونچائے، اور اس کی تعمیر وترقی کے لئے غیب سے اسباب مہیا فرمائے، نیز اس کے ٹرسٹیان، معاونین اور بہی خواہوں کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔

ہم آپ سب سامعین وحاضرین کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں، اور تمام علمائے کرام، ائمہ مساجد کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جن کی شرکت نے ہماری بزم محبت کو دوآتشہ کر دیا۔ اور اللہ تعالی آپ سب کی محبتوں کو قبول فرمائے، اور انہیں مزید حصول علم کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاه سيد المرسلين وآله وصحبه افضل الصلوة واكرم التسليم.

السلام عليكم ورحمة الله و بركاته

جامعۃ الحبیب پائندہ باد، اساتذۂ جامعۃ الحبیب زندہ باد۔

سپاس نامہ

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

ہدیۂ خلوص بخدمت اقدس: حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد شکیل صاحب دام ظلہ النورانی

صدر المدرسین: مرکز الدراسات الاسلامیہ، جامعۃ الرضا، بریلی شریف، یوپی

قرآن مجید اور احادیث صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں، ان گنت جگہوں پر، علم اور اہل علم کی عظمت وجلالت اجاگر کرنے کے ساتھ، بندۂ مومن کو علم سیکھنے، سکھانے اور اس کے حصول کے لیے جدو جہد کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد مبارک ہے: ﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ ترجمہ: آپ فرماؤ! کیا برابر ہوسکتے ہیں علم والے اور انجان ۔ ایک اور مقام پر فرمان عالی شان ہے: ﴿ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ﴾ ترجمہ: وہ جنھوں نے ایمان لایا اور وہ جن کو علم دیا گیا، برابر ہوسکتے ہیں؟

صحابیِ رسول حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ إِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ"

ترجمہ: علماء، انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء کرام نے وراثت میں درہم و دینار نہیں چھوڑے، بلکہ انھوں نے اپنی میراثِ علم چھوڑی پس جس نے اس کو حاصل کیا اس نے بہت بڑا حصہ پالیا۔

حضرت امیر معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہما نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے

سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ دور صحابہ سے اب تک ، بڑے ہی خلوص وللّٰہیت ،صبر وتحمل ،اور جاں فشانی کے ساتھ ،علمائے دین ،درس وتدریس ،تصنیف وتالیف ،خطابت وامامت ،دعوت وتبلیغ کے ذریعے، یہ عظیم خدمات انجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ ہزار آندھیوں اورطوفانوں کے باوجودان کاروانِ علم وفن کا سفر جاری وساری رہا۔گردشِ ایام کے سبب نہ کبھی یہ رُکا اورنہ کبھی یہ رکے گا۔ان شاء الله تعالی۔

اسی کارواں کے ایک جواں سال مگر حوصلوں سے لبریز مسافر ہیں، ممدوح گرامی حضرت علامہ مفتی شکیل صاحب دام ظلہ العالی جو جہالت کی تاریک راتوں میں فکروفن کے چراغ جلا کر ایک جہاں کواپنے علم وعمل سے منورروشن کرنے میں مصروف ہیں۔

حضرت مفتی شکیل صاحب کا وطن مالوف ،شہر عشق ومحبت ،بریلی شریف ہے۔ ۱۵/ دسمبر ۱۹۸۵ء میں نواب گنج ،بریلی شریف ،میں آپ کی پیدائش ہوئی ۔وہیں آپ پلے بڑھے اور پروان چڑھے ۔ ۴/ سال کی عمر میں، تعلیم کا آغاز ہوا۔اپنے محلے کے مکتب اور پرائمری اسکول میں،آپ نے تعلیم کے ابتدائی مراحل طے کئے۔درسِ نظامی کی باضابطہ شروعات،’’جامعہ نوریہ رضویہ‘‘ باقر گنج، بریلی شریف سے ہوئی اور ۲۰۰۶ء کو’’جامعہ اشرفیہ مبارک پور‘‘ میں، اس کی تکمیل ہوئی۔’’اتر پردیش مدرسہ تعلیمی بورڈ‘‘ لکھنو، سے سال ۲۰۰۸ء کو’’فاضل دینیات‘‘ اور ’’روہیل کھنڈ یونیورسٹی‘‘ بریلی شریف، سے سال ۲۰۱۱ء کو’’بی ایڈ‘‘ کی ڈگریاں،آپ نے حاصل کیں۔حصول علم کے اس مبارک سفر میں جن اساتذہ سے آپ نے اکتساب علم کیا،اوراپنے علم کو پروان چڑھایا،ان میں سے چند نمایاں نام یہ ہیں: حضرت مولانا حنیف خاں صاحب،حضرت مولانا قاضی شہید عالم صاحب ،حضرت مولانا عبدالسلام صاحب ،حضرت علامہ شیخ نصیرالدین صاحب۔حضور تاج الشریعہ، بدرالطریقہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری نوراللہ

مرقدہ سے آپ بیعت ہیں، نیز آپ کو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے خلافت واجازت کا بھی شرف حاصل ہے۔ درس وتدریس کے ساتھ تحریری اور تحقیقی کاموں سے بھی کافی شغف ہے اور انہیں بحسن وخوبی نبھانے کا ہنر بھی رکھتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے مجموعۂ دروسِ بخاری ''منحة الباري في حل اصحیح البخاری'' کی ترتیب، ماہنامہ'' سنی دنیا'' کا ''نقوشِ تاج الشریعہ نمبر'' کی ترتیب، شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف کے سالانہ فقہی سیمینار میں مختلف موضوعات پر فقہی مقالات تحریر کرنا، ''ماہنامہ جامعۃ الرضا'' میں بنام اداریہ مختلف مضامین معرض تحریر میں لانا، آپ کی علمی، تحقیقی اور تحریری شوق وذوق کو اجاگر کررہا ہے۔ تادم تحریر، اہل سنت کی مرکزی درس گاہ ''مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا'' میں آپ ''صدر المدرسین'' کے عہدہ پر فائز ہیں۔ اور مسلک اہل سنت، مسلک اعلی حضرت کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

ہم ذمہ داران ''جامعۃ الحبیب، رسول پور'' حضرت والا کی تدریسی، تحریری، اور دینی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ''۱۳/رواں سالانہ جلسۂ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجشن دستار بندی'' کے موقع پر، علمائے کرام کی موجودگی میں ''سپاس نامہ اور مجاہد ملت ایوارڈ'' آپ کی خدمت میں، پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی، آپ کو مزید دینی خدمات کرنے اور مسلک اعلی حضرت کو فروغ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاه النبی الکریم علیه و علی آله افضل الصلوة و اکرم التسلیم.

من جانب: جامعۃ الحبیب، رسول پور، جگت سنگھ پور، اڈیشا، انڈیا

بتاریخ: ۱/ ربیع الثانی، ۱۴۴۳ھ، مطابق ۶/ نومبر، ۲۰۲۱ء

خطبۂ استقبالیہ

جامعۃ الحبیب کا ۱۴؍واں سالانہ جلسۂ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجشن دستار بندی کے موقع پر مولانا شیخ ریاضت حسین ازہری، ناظم اعلیٰ جامعۃ الحبیب کی طرف سے خطبۂ استقبال، بتاریخ: ۲۴؍ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۱؍اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیزان محترم! اِس وقت آپ سب یادگار تاج الشریعہ جامعۃ الحبیب، رسول پور، ضلع جگت سنگھ پور، اڈیشا کے چودھواں (۱۴) سالانہ جلسۂ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجشن دستار بندی میں تشریف رکھتے ہیں۔ اس عظیم کانفرنس میں شرکت فرمانے والے تمام علما اور عوام کا ہم سارے منتظمین، دِل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں، اور آپ سب کے استقبال میں اپنی بے پناہ مسرتوں کا اظہار ہم اِن الفاظ کے گلدستہ میں سجا کر پیش کرنا چاہتے ہیں کہ ؎

تم آگئے ہو، تو کچھ چاندنی سے باتیں ہو
زمیں پہ چاند کہاں روز روز اترتا ہے

محترم حضرات! جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ جامعۃ الحبیب مشرقی ہندوستان کی معروف ومشہور شخصیت، عارف باللہ، امام التارکین، سراج السالکین، سیدنا سرکار مجاہد ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمن عباسی قادری علیہ الرحمۃ والرضوان، رئیس اعظم اڈیشا کے نام گرامی سے منسوب ہے۔

اور بتاریخ ۲۰؍ربیع الاول ۱۴۳۱ھ، مطابق ۷؍مارچ ۲۰۱۰ء جامعۃ الحبیب کی مرکزی عمارت کی بنیاد رکھی گئی۔ مرکزی عمارت کی بنیاد میں جن بزرگوں کی برکتیں شامل ہیں، ان میں وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا

قادری ازہری علیہ الرحمہ، شہزادہ صدرالشریعہ، حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی قادری مدظلہ العالی، اور حبیب ملت، حضرت مولانا سید غلام محمد حبیبی مدظلہ العالی کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

محترم حضرات! آپ کا اپنا محبوب ادارہ اور مرشد گرامی حضور تاج الشریعہ کی یادگار ''جامعۃ الحبیب'' مسلک اہل سنت و جماعت معروف بہ مسلک اعلی حضرت کے افکار ونظریات کی ترویج واشاعت کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ لہذا، اس نظریے سے اتفاق نہ رکھنے والوں کا جامعۃ الحبیب سے کوئی تعلق ہے نہ ہوگا۔ اس لئے ہمیشہ جامعۃ الحبیب اور اس کے تمام ماتحت اداروں کے چلانے کے اہل وہی لوگ ہوں گے جو واضح طور پر سنی، بریلوی مسلک کے ماننے والے ہوں گے۔

سامعین حضرات! جامعۃ الحبیب کے سرپرست اعلی، حبیب ملت، حضرت مولانا سید غلام محمد حبیبی مدظلہ العالی، نے خود آج کے اس عظیم جلسے کی تاریخ عنایت فرمائی تھی، حضرت ضرور شرکت فرماتے، مگر کسی اہم مجبوری کے سبب وہ شریک نہیں ہوسکے ہیں۔ البتہ ان کی روحانی سرپرستی ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے اور ان شاء اللہ تعالی رہے گی۔ اللہ تعالی حبیب ملت کو صحت وسلامتی کے ساتھ درازئ عمر عطا فرمائے۔ اہل سنت کے تمام مشائخ کو اللہ سلامت رکھے۔ آمین

برادران اسلام! پوری امت مسلمہ کے لئے یہ خبر کافی تشویش ناک ہے، کہ کوڈ ۱۹ کے سبب لاک ڈاؤن اور شٹ ڈاؤن کے بعد سے، مدارس اسلامیہ میں پڑھنے والے طلبہ کی تعداد دن بدن گھٹتی جارہی ہے، اس بات سے ہمارے اکابرین گہری سوچ میں پڑ گئے ہیں۔ اندازہ لگایا جا رہا ہے کہ اگر یہ سلسلہ اسی طرح سے جاری رہا اور طلبہ، مدارس اسلامیہ سے دور ہوتے گئے، تو مستقبل قریب میں اسلامی تعلیم اور تہذیب کے تحفظ کو لیکر بہت ہی خطرناک دن دیکھنے کو مل سکتا ہے۔ چنانچہ مدرسوں کی اہمیت کو اس شعر سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ ؎

یہ مدرسہ ہے تیرا میکدہ نہیں ساقی!
یہاں کی خاک سے انسان بنائے جاتے ہیں!

رضائے الٰہی، اسلامی تعلیم وتہذیب کی حفاظت، اور اصلاح عقائد واعمال کی نیت سے اپنے بچوں کو دینی تعلیم دیجئے! حافظ، قاری اور عالم بنایئے۔ عصری تعلیم، یعنی ماڈرن ایجوکیشن دینے کے ساتھ ساتھ کم از کم ابتدائی اسلامی تعلیم ضرور دلایئے۔

آپ سب کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوگی کہ آج اسی اسٹیج پر، چند بچوں کی دستار بندی بھی ہوگی، کسی کے سر حفظ کی دستار رکھی جائے گی، کسی کے سر قرات کی دستار رکھی جائے گی، تو کسی کے سر دستار مولویت رکھی جائے گی۔ اس پر نور منظر کو آپ سب اپنے ماتھے کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔

میں مبارک باد دیتا ہوں، اِن دستار لینے والے بچوں کے گھر والوں کو بھی، جنہوں نے اپنے نونہالوں کو اسلامی تعلیم وتہذیب سکھانے کی نیت سے جامعۃ الحبیب میں داخل کیا، اور آج چند ہی سالوں میں، اُس کا پرینام، انجام، خوبصورت جشن دستار بندی کی صورت میں آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ اوروں کے دلوں میں بھی ایسا شوق پیدا فرمائے۔ آمین۔ ؎

یہی ہے آرزو تعلیمِ قرآں عام ہو جائے
ہر اِک پرچم سے اُونچا پرچمِ اسلام ہو جائے

محترم حضرات! کون نہیں جانتا کہ کوڈ ۱۹ کے سبب پوری دنیا میں جو مالی بحران کا سیلاب آیا، جس نے دنیا کے معاشی نظام کو ہلا کر رکھ دیا، لوگ بے روزگار ہو گئے، کاروبار بند ہو گئے، الغرض انسانی زندگی کا ہر شعبہ متاثر ہوا، یہاں تک کہ مسجدوں اور مدرسوں کے دروازے بند ہو گئے، بے شمار طلبۂ مدارس نے معاشی پریشانی کے سبب پڑھائی چھوڑ دی، نوکریاں چھٹ گئیں، مسجدوں کے امام اور مدرسوں کے مدرسین کی تنخواہیں رُک گئیں۔

ایسی صورت حال میں بھی، اللہ تعالیٰ کے فضل، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت، مرشد گرامی

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیض نے ادارے کو سہارا دیا، ہمیں حوصلہ بخشا، مجاہد ملت کی نگاہ کیمیا اثر نے، فانوس بن کر اس چراغ علم وفن کو بجھنے نہیں دیا، اور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے دست کرم نے منجدھار میں پھنسی، اس ڈوبتی کشتی کو کنارے لگا دیا۔

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ

کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

انہیں عنایتوں اور سہاروں کی بدولت، اس مشکل ترین وقت میں بھی جامعۃ الحبیب نے اپنے تمام ملازمین کا بھرپور خیال رکھتے ہوئے، انہیں پوری تنخواہ جلد یا بدیر ادا کی۔ یہ غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی خاص مدد ہے۔

تِرا ذرّہ مہِ کامل ہے یا غوث　　تِرا قطرہ یمِ سائل ہے یا غوث

کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث　　وہ کچھ بھی ہو تِرا سائل ہے یا غوث

بخارا و عراق و چشت و اجمیر　　تِری لَو شمعِ ہر محفل ہے یا غوث

سامعین حضرات! یہ جان کر آپ سب کو بے حد خوشی ہوگی کہ جب سے جامعۃ الحبیب کی اینٹ رکھی گئی ہے، یعنی سال ۲۰۱۰ سے لے کر اب تک ہر سال معروف، چارٹرڈ فارم سے، باضابطہ ادارے کی کل آمد اور خرچ کا سختی سے آڈٹ ہوتا ہے۔ اور انکم ٹیکس ریٹرن بھی فائل کیا جاتا ہے۔ اسی صفافیت کی بنیاد پر انکم ٹیکس ڈپارٹ مینٹ سے جامعہ الحبیب کو ۱۲ اے (12 A) اور ۸۰ جی (80G) کی رجسٹریشن بھی حاصل ہے۔ اس لئے جامعۃ الحبیب کے معاونین کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ جب چاہیں، ادارے کی آڈٹ رپورٹ کو دیکھ سکتے ہیں۔ ہمیں خوشی ہوگی۔

ہم جامعہ کے تئیں سرپرست حضرات کے جذبات قابلِ رشک ہیں۔ ہم شکریہ کہیں تو کیسے کہ الفاظ نہیں ملتے۔ بس دعا ہے کہ اللہ کریم انھیں اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس حسین موقع پر جامعۃ الحبیب کے نئے اور پرانے تمام اساتذہ اور دیگر ملازمین بھی لائق

تحسین ہیں جن کی کڑی محنتوں نے اس عظیم کارواں کو آگے بڑھایا ہے۔ اور روز بروز ادارہ ترقی کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔

ان اشعار کے ساتھ میں اپنی گفتگو پوری کرتا ہوں: ؎

منور میری آنکھوں کو مرے شمس الضحیٰ کر دیں
غموں کی دھوپ میں وہ سایۂ زلف دوتا کر دیں

جہاں میں عام پیغام شہ احمد رضا کر دیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید وفا کر دیں

کسی کو وہ ہنساتے ہیں کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یونہی آزماتے ہیں وہ اب تو فیصلہ کر دیں

یہ دورِ آزمائش ہے انہیں منظور ہے جب تک
نہ چاہیں تو ابھی وہ ختم دورِ ابتلا کر دیں

مجھے کیا فکر ہو اخترؔ مرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو میری خود گرفتارِ بلا کر دیں

چودھواں سالانہ جشن عید میلاد النبی و دستار بندی

باسمہ تعالیٰ

محترم قارئین! جیسا کہ آپ سبھی جانتے ہیں کہ جامعۃ الحبیب (رسول پور، جگت سنگھ پور، اڈیشا) ایک دینی مذہبی ادارہ ہے۔ جامعہ میں ہر سال کی طرح امسال بھی بتاریخ: ۲۱/اکتوبر ۲۰۲۲ء مطابق: ۲۴/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ، پیر طریقت ناشر و ناصر مسلک اعلیٰ حضرت، خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ و حضور محدث کبیر، حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری حاجی محمد شیخ ریاضت حسین ازہری صاحب زید مجدہ کی صدارت میں جامعہ کا چودھواں سالانہ جلسہ، جامعہ کے وسیع و عریض صحن میں بڑے ہی تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔

تفصیلات پروگرام: بعد نماز عشاء، نقیب اہل سنت، حضرت مولانا اختر رضا ضیائی صاحب قبلہ کی نظامت میں پروگرام کا آغاز (راقم الحروف) کی تلاوت سے ہوا۔ بعدہ، راقم الحروف نے کلام اعلیٰ حضرت کے تین اشعار پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد بلبل باغ مدینہ، شاعر اسلام مولانا عبد الرشید صابری صاحب قبلہ نے اپنی دلکش آواز کے ذریعے نعت نبی سنا کر عوام الناس کو محظوظ کیا۔ پھر سے مداح محبوب خیر الانام، شاعر خوش فکر محترم مولانا شمویل اختر مجاہدی صاحب قبلہ نے اپنے اچھوتے انداز سے نعتیہ کلام پیش کیا اور عوام اہل سنت کے دلوں کو شاد کیا۔ بعدہ ماہر درسیات حضرت علامہ اصغر علی مصباحی صاحب قبلہ، نائب صدر المدرسین دار العلوم مجاہد ملت، کا بہترین اصلاحی خطاب ہوا۔ نماز کی فضیلت، اہمیت، اور افادیت اور مدارس اسلامیہ کی ضرورت کے عنوان پر آپ نے بہترین پیغام دیا۔ بعدہ، شاعر اسلام جناب تاج رضا اورنگ آبادی صاحب قبلہ نے اپنی دلنشیں آواز کے ذریعے عوام کے دلوں کو ہشاش بشاش کر دیا۔ اس کے بعد ماہر علوم و فنون حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سجاد عالم مصباحی رضوی صاحب قبلہ، سکریٹری جامعۃ الحبیب، و اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ تاریخ پریسیڈینسی یونیورسٹی

کولکاتا، نے خطبۂ صدارت پیش کیا۔ بعدہ مہمانان رسول ﷺ کے سروں پر حفظ، قرأت اور مولویت کا تاج رکھا گیا۔

تفصیلات حسب ذیل ہیں: درجۂ مولویت کے ایک، درجۂ حفظ القرآن کے تین اور درجۂ قرأت کے چار، اس طرح سے کل آٹھ بچوں کی دستار بندی علمائے اکرام ومفتیان ذوی الاحترام کے مقدس ہاتھوں سے ہوئی۔ اس کے بعد شاعر اسلام عبدالرشید صابری صاحب قبلہ اور شاعر اسلام تاج رضا اورنگ آبادی صاحب نے دستار بندی کا سہرا، اور تہنیت کے اشعار پیش کیے۔ بعدہ خطیب اہل سنت، اسلامک اسکالر خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی شہر یار رضا قادری صاحب قبلہ حفظہ اللہ کو مدعو کیا گیا۔ میدان خطابت میں آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ جامعۃ الحبیب اڈیشا کے وسیع وعریض صحن میں آپ نے علم وعلماء کی فضیلت کے عنوان پر ایک پرمغز خطاب کیا۔ مدارس اسلامیہ کی تعلیم اور طلبۂ مدارس اسلامیہ کے بارے میں منفی سوچ رکھنے والوں کو ایک بہتر پیغام دیا اور دینی تعلیم کی افادیت کو واضح فرمایا۔

اس کے بعد نعتیہ مشاعرہ کا دور چلا، جس میں جناب شاعر اسلام شمویل اختر مجاہدی اور شاعر اسلام جناب تاج رضا اورنگ آبادی نے پھر سے سامعین کے دلوں کو شاداب کیا۔ بعدہ سلام پڑھا گیا۔ اس کے بعد حضور سربراہ جامعہ کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ جلسہ بڑا کامیاب رہا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ یقیناً عاشقان رسول کے جم غفیر کو دیکھ کر مفتی شہر یار صاحب قبلہ نے فرمایا کہ ایسا لگ رہا ہے کہ عرس رضوی کی برکتیں برس رہی ہیں۔ سبحان اللہ۔

اخیر میں ہم جامعۃ الحبیب کے جملہ اساتذہ کی طرف سے فارغین حضرات کو مبارکبادی پیش کرتے ہیں۔ دعا کرتے ہیں کہ مولی تعالیٰ بچوں کے مستقبل کو تابناک بنائے۔ ان میں سے ہر ایک کو دین اسلام کا سچا مبلغ، مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا ترجمان بنائے۔ حفاظ کے صدور میں تا

قیامت کلام مجید محفوظ رکھے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین ﷺ.

اس اجلاس کے انتظام وانصرام میں جامعہ کے معاونین، منتظمین اور اساتذہ، بالخصوص، علامہ عاشق علی مصباحی صاحب، مولانا الیاس قادری مصباحی صاحب، مولانا ابو طاہر مجاہدی سبطینی صاحب کا اہم کردار رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے آمین۔

رپورٹ:

محمد فیضان رضا رضوی مرکزی

خادم شعبۂ حفظ القرآن جامعۃ الحبیب اڈیشا

جشنِ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

۶/رجب المرجب ایک ایسی تاریخ ہے۔جس تاریخ میں دنیائے اسلام کی ایک ایسی عظیم ہستی آئی جن کے قدمِ میمنت لزوم کی برکت سے ہندوستان سے ظلمت و تاریکی دور ہوئی، جنھوں نے نہ جانے کتنے گمشدگانِ راہِ ہدایت کو راہ راست پر لایا، اس عظیم الشان ہستی کو دنیا سید الاولیاء فی الھند، عطائے رسول، سلطان الھند، نائب النبی فی الھند، سرکار خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری سنجری قدس سرہٗ العزیز کے نام سے جانتی پہچانتی ہے۔اور عاشقانِ غریب نواز، ہر سال رجب المرجب کی ۶/تاریخ کو اپنے اس محسنِ عظیم کی بارگاہ میں اپنے اپنے طور پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور اسے چھٹی شریف کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

جامعۃ الحبیب جو کہ غوث و خواجہ و رضا کی تعلیمات، افکار و تخیلات کا ایک دینی مرکز ہے، مورخہ ۶/رجب المرجب ۱۴۴۳ھ مطابق ۸/فروری ۲۰۲۲ء کو جامعۃ الحبیب اڈیشا کے اساتذہ وطلباء نے اپنے اس محسن کی بارگاہ میں خراجِ تحسین پیش کیا، محفل کا آغاز تلاوتِ کلام اللہ سے ہوا۔ بعدہ نعت و منقبت کے اشعار پیش کئے گئے، پھر سلام پڑھا گیا۔ بعدہ قل شریف پڑھے گئے، پھر رئیس المدرسین کی دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔ بعدازاں شیرینی تقسیم کی گئی۔

محفل میں اساتذہ وطلبۂ جامعۃ الحبیب، ان کے علاوہ گاؤں کے باشندگان کی شرکت رہی۔ بالخصوص رئیس المدرسین حضرت علامہ عاشق خان مصباحی صاحب قبلہ، فاضل گرامی مولانا الیاس قادری مصباحی صاحب قبلہ، اسیرِ سرکار امین شریعت مولانا ابوطاہر مجاہدی سبطینی صاحب قبلہ کی شرکت رہی۔

رپورٹ: محمد فیضان رضا رضوی مرکزی

خادم شعبۂ حفظ القرآن: جامعۃ الحبیب اڈیشا

☆☆☆

رسم سنگ بنیاد باب تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

جامعۃ الحبیب جس کی بنیاد شیخ کریم سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنے دست مبارک سے رکھا ہے، اور جامعۃ الحبیب میں تین مرتبہ تشریف لاکر جامعہ کے عظیم دینی مقاصد کو تائید بخشی ہے اور اپنے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے ہیں۔لہذا مرشد گرامی کے سنگ بنیاد رکھنے اور تین بار تشریف آوری کی یاد میں اور اس لئے بھی کہ یہاں کے مسلمان آپ کی یادوں سے زندگی بھر جڑے رہیں اور آپ کا نام تا قیامِ قیامت یہاں کے سنی مسلمان نہ بھولیں، جامعۃ الحبیب میں ایک وسیع وعریض گیٹ بنام ''باب تاج الشریعہ'' کا تعمیری منصوبہ طے پایا ہے، جو مرشد گرامی کی یاد دلانے کے ساتھ ساتھ جامعہ کا حفاظتی دروازہ بھی ہوگا، الحمد اللہ آج مورخہ ۲۸ راگست ۲۰۲۲ء، مطابق ۲۹ رمحرم ۱۴۴۴ھ کو علمائے اہل سنت وعوام اہل سنت نے مل کر اس گیٹ کی بنیاد رکھی ہے، اس حسین موقع پر کافی علماء، سیاسی لیڈران وعوام الناس شریک رہے۔

خصوصی طور پر کچھ اسماء قابل ذکر ہیں:

مفکر ملت حضرت علامہ ڈاکٹر سجاد عالم مصباحی رضوی صاحب ادام اللہ فیوضھم، سکریٹری جامعہ واسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ تاریخ پریسیڈینسی یونیورسٹی کولکاتا

خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ، حضرت مفتی ریاضت حسین ازہری صاحب، سربراہ جامعہ ہذا

حضرت مولانا ابرار شمسی صاحب خطیب وامام بر پڑیا مسجد، پارادیپ، جگت سنگھ پور

حضرت مولانا عاشق خان مصباحی صاحب قبلہ، صدر المدرسین: جامعہ ہذا

حضرت مولانا الیاس قادری مصباحی صاحب قبلہ استاد جامعہ ہذا

حضرت مولانا ابوطاہر مجاہدی صاحب قبلہ استاد جامعہ ہذا

اس کے علاوہ اکناف واطراف کے علمائے کرام، ائمہ مساجد واساتذۂ مدارسِ اسلامیہ نے بھی شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ باب تاج الشریعہ کو پایۂ تکمیل تک بآسانی پہنچائے اور اس کی تعمیر وترقی کے لئے بہتر سے بہتر اسباب مہیا فرمائے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین ﷺ.

محمد فیضان رضا رضوی مرکزی

خادم شعبۂ حفظ القرآن جامعۃ الحبیب اڈیشا

☆☆☆

حضور سربراہ جامعہ کی گل پوشی

الحمدللہ آج ۱۵/ستمبر ۲۰۲۲ء صبح کے ساڑھے نو بجے جامعۃ الحبیب اڈیشا کی خوبصورت مسجد میں پیر طریقت، رہبر شریعت، خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ و حضور محدث کبیر، سربراہ جامعہ، حضرت علامہ و مولانا حافظ و قاری حاجی مفتی محمد شیخ ریاضت حسین ازہری صاحب قبلہ حفظہ اللہ اور ٹرسٹیِ جامعہ الحاج تمیز الدین رضوی صاحب قبلہ زیارت بارگاہِ انبیاء و اولیاء، عراق۔ بالخصوص زیارت بارگاہِ غوث الاعظم کے بعد وطن عزیز ہندوستان کی واپسی پر اساتذۂ جامعۃ الحبیب کی جانب سے استقبالیہ پروگرام رکھا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کلام اللہ سے ہوا۔ بعدہ مناقب غوث الاعظم پڑھے گئے۔ اس کے بعد (راقم الحروف) نے بھی بارگاہِ غوثیت مآب میں خراج تحسین پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ پھر مولانا الیاس قادری مصباحی صاحب قبلہ، استاد جامعہ نے کچھ کلمات کہے۔ اور زائرین بغداد کو مبارکبادیاں پیش کی۔ بعدہ حضرت مولانا ابو طاہر مجاہدی سبطینی صاحب قبلہ، استاد جامعہ کے ہاتھوں حضور سربراہ جامعہ و ٹرسٹیٔ جامعہ صاحبان کی گل پوشی ہوئی۔ اس کے بعد سلام پڑھا گیا۔ اخیر میں حضور سربراہ اعلی کی دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔

حضور سربراہ جامعہ کی نوازشات: ہم سنیوں کے لئے میرے آقا غوث الاغواث، قطب الاقطاب، سید الاسیاد، سرکار غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ عالیہ کا ایک تنکا بھی بہت محترم و مکرم ہے۔ الحمدللہ حضور سربراہ جامعہ کی ذات بے شمار خوبیوں کے حامل ہیں۔ ان خوبیوں میں سخاوت وعنایت کی صفت ظاہر و باہر ہیں۔ آپ نے انبیاء و اولیاء کی مقدس بارگاہوں میں اور بالخصوص سرکار غوث الاعظم کی بارگاہ میں ہم گنہ گاروں کو یاد فرمایا اور دعائیں کیں۔ اور اساتذہ وطلبۂ جامعۃ الحبیب کے لئے اپنے ساتھ قادری

تحائف بھی لائے۔

الحمدللہ صدر المدرسین علامہ عاشق خان مصباحی صاحب قبلہ کے ہاتھوں حضور سربراہ جامعہ کی جانب سے اساتذۂ جامعۃ الحبیب اڈیشا کو خوبصورت تحفے پیش کئے گئے۔اور اساتذۂ جامعۃ الحبیب کے ہاتھوں طلبۂ جامعہ کو بھی حسین تحفے پیش کئے گئے۔ یقیناً حضور سربراہِ جامعہ کی یہ نوازشات عالیہ ہیں کہ حضرت نے اس پاک در پہ ہم جیسے گنہ گاروں کو یاد فرمایا۔اور وہاں سے تحفے بھی ساتھ لائے۔ہم سب اساتذۂ جامعۃ الحبیب، حضرت کا بتہ دل شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اور دعا کرتے ہیں مولی تعالیٰ آپ کی حاضری قبول فرمائے۔آپ کا سایہ اہل سنت پر تا دیر قائم رکھے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین ﷺ.

رپورٹ: محمد فیضان رضا رضوی مرکزی

خادم شعبۂ حفظ القرآن: جامعۃ الحبیب اڈیشا

☆☆☆

سالانہ عرسِ رضوی

سرکار اعلیٰ حضرت کا ۱۰۴/رواں عُرس تُزک واحتشام کے ساتھ منایا گیا۔ ۲۵/صفر المظفر کو پوری دنیا اپنے مُحسن ومحافظ سرکار اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں اپنے اپنے طور پر خراجِ تحسین پیش کرتی ہے۔ جامعۃُ الحبیب اُڈیشا جو کہ سرکار اعلیٰ حضرت کی تعلیمات اور افکار ونظریات کی ترویج واشاعت کا ایک عظیم دینی قلعہ ہے۔ یہاں بھی آج ۲۵/صفر المظفر مطابق ۲۳/ستمبر ۲۰۲۲ء کو اساتذہ وطلبہ نے سرکار اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کی۔ بعد نمازِ فجر قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ پھر بعد نمازِ جُمعہ محفل کا آغاز ہوا۔ پہلے قرآنِ کریم کی تلاوت ہوئی۔ بعدہ جامعہ کے طلبہ نعت شریف اور منقبتِ اعلیٰ حضرت گنگنائے۔ اس کے بعد فقیر (راقم الحروف) نے بھی حاضری درج کرانے کے لیے سب سے پہلے کلامِ اعلیٰ حضرت کے چند اشعار پڑھے، بعدہ سرکار اعلیٰ حضرت کی شان میں کچھ اشعار منقبت کے پڑھے۔ پھر فاضلِ گرامی مولانا الیاس قادری مصباحی صاحب قبلہ نے اختصاراً سرکار اعلیٰ حضرت کی ذاتِ مبارکہ پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد سلام پڑھا گیا۔ پھر قل شریف پڑھا گیا۔ بعدہ حافظ حسان رضوی صاحب قبلہ نے شجرۂ عالیہ قادریہ رضویہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ پھر حضرتِ علامہ مولانا عاشق خان مصباحی صاحب قبلہ کی دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔ اور بعد نمازِ مغرب لنگرِ عام کا اہتمام کیا گیا۔

اس محفل میں اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ گاؤں کے امام صاحب اور عوام کی شرکت رہی۔

شُرکائے محفل میں کچھ اشخاص کے اسماء قابلِ ذکر ہیں:

حضرت علامہ مولانا عاشق خان مصباحی صاحب قبلہ، پرنسپل جامعہ

حضرت مولانا ابوطاہر مجاہدی سبطینی صاحب قبلہ، مدرس جامعہ

حضرت مولانا الیاس قادری مصباحی صاحب قبلہ، مدرس جامعہ

حضرت حافظ رحمت اللہ صاحب، امام جہانیہ مسجد

عالی جناب الحاج تمیز الدین رضوی صاحب، ٹرسٹی جامعہ

عالی جناب عقیق الدین حبیبی صاحب، ٹرسٹی جامعہ

عالی جناب غلام ربانی میاں صاحب، خیر خواہِ جامعہ

محمد فیضان رضا رضوی مرکزی

خادم شعبہ حفظ القرآن جامعۃ الحبیب اڈیشا

☆☆☆

جشن حضور مجاہد ملت کا اہتمام

مورخہ ۶/جمادی الاولی ۱۴۴۴ھ مطابق ۱/دسمبر ۲۰۲۲ءکوامام التارکین، سلطان المناظرین، امیر المجاہدین، خلیفۂ حجۃ الاسلام و مفتیِ اعظم ہندواشرفی میاں، شاگرد صدر الشریعہ و صدر الافاضل، مجاہد ملت، حضرت علامہ حبیب الرحمن قادری ہاشمی عباسی رضوی اشرفی قدس سرہ السامی کے ۴۳/رواں سالانہ عرس کے موقع پر جامعۃ الحبیب میں بعد نماز عصر تا قبل مغرب محفل کا انعقاد کیا گیا۔ محفل کی شروعات تلاوت کلام پاک سے ہوئی۔ بعدہ عزیزم بابو علیم الدین سلمہ نے نعت رسول گنگنایا۔ پھر عزیز القدر بابو ریحان رضا سلمہ نے سرکار مجاہد ملت کی شان میں منقبت کے اشعار پیش کئے۔ بعدہ بابو مہران مختار سلمہ المنان نے بھی نعت رسول گنگنایا۔ اس کے بعد فقیر قادری (راقم الحروف) نے بھی کلام اعلی حضرت اور منقبت مجاہد ملت کے کچھ اشعار پیش کئے۔ اور سرکار مجاہد ملت کا مختصر تعارف پیش کیا۔ اور اختصار کے ساتھ حیات و خدمات پر بھی روشنی ڈالی۔ پھر سلام پڑھا گیا۔ بعدہ قل شریف پڑھے گئے۔ اس کے بعد فقیر کی دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔ بعدہ شیرنی تقسیم کی گئی۔

محفل میں طلبۂ جامعہ اور ساتھ ہی ساتھ الحاج غلام ربانی میاں صاحب اور ٹرسٹی جامعہ، الحاج عقیق الدین قادری حبیبی صاحب شریک رہے۔

رپورٹ: محمد فیضان رضا رضوی مرکزی

خادم شعبۂ حفظ القرآن: جامعۃ الحبیب، اڈیشا

☆☆☆

استقبالیہ والوداعیہ پروگرام برائے زائرین حرمین شریفین

آج مورخہ ۱۱؍دسمبر ۲۰۲۲ء جامعۃ الحبیب اڈیشا میں کئی مخلصین جامعہ کے مکۃ المکرمہ مدینۃ المنورہ کی زیارت سے شرف یابی کے بعد ملک عزیز ہندوستان واپسی پر استقبالیہ اور کچھ احباب کے حرمین شریفین جانے پر الوادعیہ پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔

ساڑھے گیارہ بجے محفل کا آغاز تلاوت کلام اللہ سے ہوا۔ بعدہٗ جامعہ کے طلباء نے کافی دیر تک نعت خوانی کی۔ پھر ایک بجے کے قریب پیر طریقت، رہبر شریعت، خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ و حضور محدث کبیر، سربراہِ جامعہ، حضرت علامہ ومولانا حافظ وقاری مفتی شیخ ریاضت حسین ازہری صاحب قبلہ زید مجدہ کے ہمراہ باہر سے آئے ہوئے اور علاقے کے زائرین حرمین شریفین و عازمین حرمین شریفین تشریف لائے۔

اس کے بعد فوراً ہی (راقم الحروف) نے زیارتِ حرمین شریفین کی مناسبت سے کچھ اشعار پیش کیے۔ بعدہ حضور خلیفۂ تاج الشریعہ نے کچھ مفید کلمات کہے۔ اور زائرین و عازمین حرمین شریفین کو مبارکبادیاں پیش کیں، پھر کچھ نصیحتیں فرمائیں۔

اور پھر حضور سربراہ جامعہ کے حکم پر رئیس الاساتذہ علامہ عاشق خان مصباحی صاحب قبلہ، مولانا الیاس قادری مصباحی صاحب قبلہ اور راقم الحروف نے زائرین حرمین شریفین کی گل پوشی کی۔ اور پھر حضور خلیفۂ تاج الشریعہ کے اذن پر باہر سے آئے دو عزیز مہمانوں کو (جو کہ عازمین حرمین شریفین ہیں) ٹرسٹیِ جامعہ الحاج عتیق الدین قادری حبیبی رضوی صاحب قبلہ کے ہاتھوں اور علاقے کے حاجی صاحب کے ہاتھوں شکریہ نامہ پیش کیا گیا۔ بعدہ سلام پڑھا گیا، پھر حضور خلیفۂ تاج الشریعہ کی دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔

رپورٹ: محمد فیضان رضا رضوی مرکزی

☆☆☆

جشنِ حافظِ ملت کا اہتمام

یہ بزم گیتی ہر دور میں ایسی باکمال ہستیوں سے معمور رہی ہے، جن کا وجود اسلام و مسلمین کے لئے سر چشمہ رہا ہے۔ انہیں نفوسِ قدسیہ میں ایک عظیم المرتبت تاریخ ساز شخصیت کا نام، جلالت العلم حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ السامی ہے۔ آج مورخہ ۱ر جمادی الاخری ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۵ر دسمبر ۲۰۲۲ء بعد نمازِ عشاء، جامعۃ الحبیب اڈیشا میں آپ کی بارگاہ میں خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآنِ مجید سے ہوا۔ بعدہ نعت خوانی ہوئی۔ راقم نے بھی سرکار حافظ ملت کی بارگاہ میں بطورِ خراجِ عقیدت منقبت کے اشعار پیش کئے۔ اس کے بعد ماہرِ علوم وفنون، سکریٹریِ جامعہ حضرت علامہ ڈاکٹر سجاد عالم مصباحی رضوی صاحب قبلہ زید مجدہ مائک پر تشریف لائے اور آپ نے سرکار حافظ ملت کا مختصراً تعارف پیش کیا۔ پھر آپ نے اختصاراً حضرت کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالی۔ اور آپ کے جو فرامین ہیں ان کے تحت آپ نے طلبۂ جامعۃ الحبیب کو عمدہ پیغام دیا۔ حضرت نے مختصر سے وقت میں بہت ساری باتیں کہہ ڈالی۔

چند باتیں تبرکاً رقم کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: حافظ ملت کی زندگی، آپ کا کام، آپ کا کارنامہ، اگر ان کو ہم جاننے سمجھنے کی کوشش کریں تو ہم لوگ بھی اپنی زندگی کا مقصد طے کر سکتے ہیں کہ اس دنیا میں پیدا ہونے پر ہمارا کام کیا ہونا چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ سرکار حافظ ملت فرماتے تھے: ''زندگی کام کا نام ہے۔ اور کام ہی آدمی کو معزز بناتا ہے۔'' پھر آپ نے اس کی وضاحت کی کہ کام کرنے سے آدمی کو عزت ملتی ہے۔ اگر آپ نے تعلیم حاصل کرلی، نوکری مل گئی ،آپ صرف ایسے ہی کام کرتے رہے، نوکری کرتے رہے، تو پھر اس طرح آپ کو عزت نہیں

ملے گی۔ بلکہ پڑھائی کہ ساتھ ساتھ سماج کو سدھارنے کا کام، آپ اپنے علاقے کو بہتر بنانے کا کام، لوگوں کو اچھی باتیں بتانے کا کام، اگر اس طرح کے کام کرتے رہیں گے، تو آپ کو دنیا میں بھی عزت ملے گی۔ اور کل بروزِ حشر بھی ان شاء اللہ عزت ملے گی۔ اس لئے کہ حدیث میں ہے جو شخص کسی کو نیک بات کی دعوت دیتا ہے۔ اس کو اس نیک بات پر عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ ''ہر مخالفت کا جواب کام ہے۔'' اگر آپ کا کوئی مذاق اڑاتا ہے، تو آپ وہ کام کر کے دکھائیں۔ اگر کوئی پڑھائی کا مذاق اڑاتا ہے، تو آپ پڑھ کر دکھائیں۔ اگر آپ بڑا بننا چاہتے ہیں، تو بڑے لوگوں کو پڑھیں۔ بہر حال اس طرح کی بہت سی نصیحت آموز باتیں آپ نے کی۔ پھر سلام پڑھا گیا۔ پھر قل شریف پڑھے گئے۔ بعدہ حضرت سربراہ جامعہ کی دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔ اور پھر شیرینی تقسیم ہوئی۔

پروگرام میں طلبۂ جامعہ کے علاوہ اساتذہ کی بھی شرکت رہی ہے، بالخصوص ماہر علوم وفنون، سکریٹری جامعۃ الحبیب، حضرت علامہ ڈاکٹر سجاد عالم مصباحی رضوی صاحب قبلہ، پروفیسر شعبۂ تاریخ پریسیڈینسی یونیورسٹی کولکاتا، پیر طریقت، ناشر مسلک رضا، خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ وحضور محدث کبیر وحضور غیاث ملت، حضرت علامہ مولانا مفتی شیخ ریاضت حسین ازہری صاحب قبلہ، سربراہِ جامعہ، پیکر خلوص ومحبت، حضرت مولانا ابو طاہر مجاہدی سبطینی صاحب قبلہ، فاضل گرامی، حضرت مولانا الیاس قادری مصباحی صاحب قبلہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

رپورٹ: محمد فیضان رضا رضوی مرکزی

خادم شعبۂ حفظ القرآن: جامعۃ الحبیب اڈیشا

☆☆☆

پانچواں سالانہ عرس سرکار تاج الشریعہ

اس دارِ گیتی میں بے شمار اور ان گنت ایسی عظیم ہستیاں جلوہ بار ہوئیں، جن کے گیسوئے علم و حکمت کی خوشبو سے پوری دنیا عطر بیز رہی ہے، انہیں مقدس اور عبقری شخصیات میں ایک نمایاں علمی قد آور شخصیت، مرشدِ کریم، وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، شہزادۂ مفسر اعظم ہند، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی رحمہ اللہ افق عالم پر جلوہ گر ہیں۔ آپ کی ذاتِ بابرکت کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آج آپ کے عرس کے موقع پر پوری دنیا کے خوش عقیدہ مسلمانوں نے آپ کی بارگاہ میں اپنے اپنے طور پر خراجِ تحسین پیش کی۔

جامعۃ الحبیب میں جو کہ آپ ہی کی دینی مذہبی سیکڑوں یادگاروں میں ایک عظیم یادگار ہے، مورخہ ۶/ذی القعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۷/مئی ۲۰۲۳ء کو یہاں کے اساتذہ اور طلبہ نے مل کر اپنے محسن و مربی کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کی۔ بعد نمازِ فجر طلبہ نے قرآن خوانی کی۔ پھر بعد نمازِ عصر تا قبلِ نمازِ مغرب نعت و منقبت کا دور چلا۔ اسی درمیان جامعہ کے استاد، تلمیذِ سرکار تاج الشریعہ، حضرت مولانا مفتی غلام زرقانی مرکزی ازہری صاحب قبلہ نے بھی مرشدِ کریم کی سوانح پر اختصاراً روشنی ڈالی۔ اور جامعہ کے استاد، فاضل گرامی منزلت، مولانا الیاس قادری مصباحی صاحب قبلہ نے بھی نعت کے اشعار پیش کئے۔ بعدہ نمازِ مغرب ادا کی گئی۔ پھر بعد نمازِ مغرب جامعہ کے سربراہ، خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی ریاضت حسین ازہری صاحب قبلہ حفظہ اللہ نے بھی مرشدِ کریم کی شان میں چند کلمات کہہ کر عاشقان تاج الشریعہ کی

فہرست میں اپنا نام درج کرایا۔ بعدہ راقم الحروف نے بھی مرشدِ کریم کی شان میں خراجِ تحسین پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ پھر سلام پڑھا گیا۔ بعدہ قل شریف، شجرۂ عالیہ، قادریہ، رضویہ اور مناجات پڑھی گئیں۔

اخیر میں جامعہ کے سکریٹری حضور مفکر ملت حضرت علامہ ڈاکٹر سجاد عالم رضوی مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی دعا پر پروگرام اختتام کو پہنچا۔ بعدہ شیرینی تقسیم کی گئی۔ اور لنگر تاج الشریعہ تقسیم کیا گیا۔ پروگرام میں اساتذہ وطلبہ کے علاوہ گاؤں کے چند افراد نے بھی شرکت کی۔

شرکاء محفل میں قابلِ ذکر علماء کے اسماء یہ ہیں:

حضور مفکرِ ملت، ماہرِ علوم وفنون، حضرت علامہ ڈاکٹر سجاد عالم رضوی مصباحی صاحب قبلہ، سکریٹری جامعہ ہذا و پروفیسر شعبۂ تاریخ پریسیڈینسی یونیورسٹی کولکاتا

خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ وحضورِ محدثِ کبیر، حضرت علامہ مفتی ریاضت حسین ازہری صاحب قبلہ، سربراہ جامعہ ہذا

حضرت علامہ عاشق علی خان رضوی مصباحی صاحب قبلہ، پرنسپل جامعہ ہذا

حضرت مولانا مفتی غلام زرقانی مرکزی ازہری صاحب قبلہ، استاد جامعہ ہذا

حضرت مولانا الیاس قادری مصباحی صاحب قبلہ، استاد جامعہ ہذا

حضرت مولانا ابوطاہر مجاہدی سبطینی صاحب، استاد جامعہ ہذا

حضرت حافظ رحمت اللہ قادری صاحب خطیب وامام جہانیہ مسجد، رسول پور

جناب ماسٹر عقیق الدین قادری حبیبی صاحب، انگلش ٹیچر وٹرسٹی جامعہ ہذا

رپورٹ: محمد فیضان رضا رضوی مرکزی

خادم شعبۂ حفظ القرآن: جامعۃ الحبیب اڈیشا

☆☆☆

جشنِ امام عالی مقام

حسبِ روایت امسال بھی ۲۹/ جولائی ۲۰۲۳ء مطابق ۱۰/ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ کو جامعۃ الحبیب اڈیشا کے حبیب المساجد میں راکبِ دوشِ مصطفی، ریحانۃ الرسول، نواسۂ مُختارِ کائنات، شہزادۂ مولائے کائنات، نُورِ نظر سیدۃ النساء، شہید اعظم، عالی مقام، سیدنا امام حسین رضی المولی تبارک وتعالیٰ عنہ اور جملہ شہیدانِ کربلا کی ارواحِ طیبات کو نذر پیش کرنے کے لئے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کے لیے محفل منعقد کی گئی۔ بعد نمازِ عصر محفل کا آغاز تلاوتِ کلامِ مُقدس سے ہوا۔ بعدہ نعت ومنقبت کا دور چلا۔ جامعہ کے طلبہ نے نعت ومنقبت کے اشعار پیش کئے۔ اساتذۂ کرام نے بھی امام حُسین کے غلاموں کی فہرست میں اپنا نام درج کرانے کے لئے امام کی بارگاہ میں بطورِ خراجِ عقیدت اشعار پیش کئے۔ اور حسینی فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔ اس کے بعد سلام پڑھا گیا۔ پھر قل شریف پڑھے گئے۔ بعدہ حضور سربراہِ جامعہ نے دعاء عاشورہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ پھر حضرت کی دعا پر محفل اختتام کو پہنچی۔

محفلِ شُہداء کربلا میں اساتذہ وطلبہ کے علاوہ گاؤں کے باشندوں کی بھی شرکت رہی۔ اساتذۂ کرام میں پیرِ طریقت رہبرِ شریعت خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ وحضورِ محدثِ کبیر، حضرت علامہ مفتی ریاضت حسین ازہری صاحب قبلہ ادام اللہ ظلہ علینا، رئیس الاساتذہ حضرت علامہ عاشق علی خان مصباحی صاحب قبلہ حفظہ اللہ، تلمیذ سرکار تاج الشریعہ، حضرت مولانا مفتی غلام زرقانی مرکزی ازہری صاحب قبلہ، فاضلِ گرامی حضرت مولانا الیاس قادری مصباحی صاحب قبلہ، خادمِ دینِ متین، حضرت مولانا ابوطاہر مجاہدی سبطینی صاحب قبلہ قابلِ ذکر ہیں۔

رپورٹ: محمد فیضان رضا رضوی مرکزی

خادم شعبۂ حفظ القرآن: جامعۃ الحبیب، اڈیشا

☆☆☆

یومِ آزادی کے موقع پر خصوصی پروگرام

ہمارے پیارے ملک ہندوستان پر بڑی چال بازی اور مکاری سے سات سمندر پار سے آئے ہوئے انگریز مسلط ہو گئے تھے۔ ہم ہندوستانیوں پر انگریز ظلم کیا کرتے تھے۔ ہم اپنی ہی زمین میں، اپنے ہی وطن میں قیدی بن کر رہ گئے تھے۔ ہم غلامی کی زنجیر میں اس قدر جکڑے ہوئے تھے کہ اس سے نکلنا آسان نہیں تھا۔ لیکن جب ہندوستان میں رہنے والے ہندو، مسلم ،سکھ، عیسائی نے مل کر جد و جہد کی تو اس غلامی کی زنجیر کو توڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ بالآخر ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء میں ہمارا یہ ملک انگریزوں کے ظلم و ستم اور ان کی غلامی سے آزاد ہو گیا۔ اب ہم سب ہندوستانی آزاد ملک کے شہری ہیں۔ چونکہ ہمارا یہ ملک پندرہ اگست کو آزاد ہوا۔ اس لئے ہر سال ہم ہندوستانی، آزادی کا جشن بڑے تزک و احتشام سے مناتے ہیں۔

جامعۃ الحبیب اڈیشا میں جو کہ ایک دینی و مذہی ادارہ ہے، اساتذہ، طلبہ و ملازمین نے مل کر مورخہ ۲۷/محرم الحرام ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵/اگست ۲۰۲۳ء کو اپنے وطن کی محبت اور ۷۷/ویں آزادیِ وطن کی خوشی میں پرچم کشائی کی۔ اور مشہورِ زمانہ ترانۂ ہند: ’’سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا‘‘ کے کچھ اشعار پڑھے گیے۔ بعدہ جامعہ کے قابل استاذ مولانا الیاس قادری مصباحی صاحب قبلہ نے تاریخِ یومِ آزادی کے حوالے سے مختصر مگر جامع گفتگو فرمائی۔ اس عنوان پر گفتگو کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: انسان کی بنیادی آزادی اس کی مذہبی آزادی و ضمیر کی آزادی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبد العزیز دہلوی رحمہما اللہ، اور ٹیپو سلطان انگریزوں کی سازش کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑے رہے۔ اسی طرح گاندھی جی، محمد علی جوہر، ابوالکلام آزاد، پنڈت جواہر لعل نہرو اور دیگر لیڈروں کی جد و جہد سے ہمارا

ملک ۱۵ راگست ۱۹۴۷ء کو آزاد ہو گیا۔

اس کے بعد جامعہ کے مؤقر استاذ، تلمیذ سرکار تاج، حضرت مولانا مفتی غلام زرقانی مرکزی ازہری صاحب قبلہ نے دستورِ ہند کے حوالے سے عمدہ معلوماتی گفتگو فراہم کی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ہندوستان کے آئین کی کچھ خصوصیات ہیں۔

ان میں سے آپ نے (۱) وفاقیت (۲) پارلیمانی طرزِ حکومت (۳) اختیارات کی تقسیم (۴) بنیادی حقوق (۵) سیکولرزم پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ بعدہٗ سربراہِ جامعہ، خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ، حضور مفتی ریاضت حسین ازہری صاحب قبلہ کی دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ پھر میٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔

پروگرام میں اساتذہ وطلبہ کے علاوہ باہر سے بھی چند حضرات شریک ہوئے۔

شرکائے محفل کے کچھ مخصوص اسماء حسب ذیل ہیں:

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ مفتی ریاضت حسین ازہری صاحب قبلہ

حضرت علامہ عاشق علی خان مصباحی صاحب قبلہ، پرنسپل جامعہ

حضرت مفتی غلام زرقانی مرکزی ازہری صاحب قبلہ

حضرت مولانا الیاس قادری مصباحی صاحب قبلہ

حضرت مولانا ابو طاہر مجاہدی صاحب قبلہ

عالی جناب ماسٹر نذیر حسین صاحب

رپورٹ: محمد فیضان رضا رضوی مرکزی

خادم شعبۂ حفظ القرآن: جامعۃ الحبیب اڈیشا

☆☆☆

سالانہ عرس رضوی

''جامعۃ الحبیب'' (اُڈیشا) میں اعلیٰ حضرت سرکار کا ۱۰۵/واں سالانہ عُرس بڑی شان و شوکت اور مذہبی جوش وخروش کے ساتھ منایا گیا۔

مورخہ ۱۲/ستمبر ۲۰۲۳ء مطابق ۲۵/صفر المظفر ۱۴۴۵ھ کو یادگارِ تاج الشریعہ ''جامعۃ الحبیب'' کے ''حبیب المساجد'' میں مُجدّدِ مائۃِ حاضرہ، مُوئیدِ مِلّتِ طاہرہ، امامِ اہل سُنّت، کنزُ الکرامت، جبلُ الِاستِقامت، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں خِراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے محفل منعقد کی گئی۔

بعد نمازِ فجر جامعہ کے طلبہ نے ''حبیبُ المساجد'' میں اجتماعی قُرآن خوانی کا اہتمام کیا۔ پھر باضابطہ طور پر بعد نمازِ ظہر پروگرام کا آغاز تلاوتِ کلامِ مُقدّس سے ہوا۔ بعدہ جامعہ کے طلبہ نے نعتِ شہِ ابرار اور منقبتِ اعلیٰ حضرت سے محفل کا سماں باندھ دیا، عزیزم بشیر احمد (متعلم ادارہ ھٰذا) نے اعلیٰ حضرت سرکار کی شان میں پُرمغز خطاب کیا، راقم الحروف نے بھی اپنی حاضری درج کرنے کے لئے کلامِ رضا و منقبتِ رضا پیش کیا، بعدہ مولانا الیاس قادری مصباحی نے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ صلاۃ وسلام پڑھا۔

اس کے بعد قُل شریف اور شجرۂ عالیہ قادریہ رضویہ پڑھے گئے، بعد ازاں رئیس الاساتذہ حضرت علامہ ومولانا عاشق علی خان رضوی مصباحی مدظلہ العالی کی رقت انگیز دعا پر محفل بحسن و خوبی اختتام کو پہنچی، اس کے بعد رضوی لنگر تقسیم کیا گیا۔ محفل میں اساتذہ وطلبہ کے علاوہ اکناف و اطراف کے خوش عقیدہ سنی مسلمانوں نے خاصی تعداد میں شرکت کی۔

شرکائے محفل کے چند نمایاں اسماء یہ ہیں:

حضرت علامہ عاشق علی خان مصباحی پرنسپل جامعہ

مولانا الیاس قادری مصباحی استاد جامعہ

مولانا ابوطاہر مجاہدی استاد جامعہ

حافظ رحمت اللہ، خطیب و امام جہانیہ مسجد رسول پور

الحاج عقیق الدین قادری حبیبی، انگلش ٹیچر جامعہ

رپورٹ: محمد فیضان رضا رضوی مرکزی

خادم: شعبۂ حفظ القرآن، جامعۃ الحبیب (اڈیشا)

☆☆☆

نصیحت برائے طلبہ

از: نمونۂ اسلاف حضرت علامہ حفیظ الدین قادری مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی
سابق استاذ: فیض العلوم، جمشید پور، جھارکھنڈ

آپ یہ مت سوچئے کہ آپ کو ہم نصیحت کرنے کے لیے آئے ہیں، ہم لوگ خود نصیحتوں کے محتاج ہیں، آپ لوگوں سے دعا لینے کے لیے آگئے۔ عزیز طلبہ! آپ جس دور سے گزر رہے ہیں آپ کو احساس نہیں ہو رہا ہے، یہ بہت سارے فتنوں کا دور ہے، سارے فتنوں کا آپ کو مقابلہ کرنا ہے، اپنے اندر جو کمی ہے وہ بھی ایک فتنہ ہی ہے ان کمیوں کو دور کریں۔

اللہ نے آپ کو باکمال اور باصلاحیت اساتذہ عطا فرمایا ہے۔ خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری ریاضت حسین ازہری صاحب آپ کے سامنے تشریف رکھتے ہیں، بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ جامعہ کی تعمیر و ترقی کے لئے انہوں نے رات دن ایک کر دیا۔ اور یہاں کے اساتذہ بہت ہی باکمال و باصلاحیت ہیں، جو کہ میں نے دیکھا آپ حضرات ان لوگوں سے فیض حاصل کریں۔ اللہ نے آپ کو بڑا اچھا موقع عنایت فرمایا ہے، کھانے پینے کے لئے کچھ کمی نہیں ہے، آپ محنت سے تعلیم حاصل کریں۔ ان شاء اللہ آنے والے وقت میں کامیابی قدم چومے گی۔

عزیزو! جو کھیلنے کا وقت ہے اس میں کھیلو، کودو، سونے کے وقت سویا کرو، مگر مطالعہ کرنا بہت ضروری ہے، عربی کتابیں پڑھتے رہیں، چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، انہیں اپنا چھوٹا بھائی سمجھ کر ان پر شفقت کریں۔ میرے عزیزو! بڑا قیمتی وقت اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے، اس قیمتی وقت کو ضائع نہ کرو۔ ابھی ساری سہولیات موجود ہیں۔ پنکھے ہیں، بجلی ہے، پانی ہے، ہمارے زمانے

میں آپ نے سنا ہوگا بڑے مدارس میں آج سے دس بیس پچاس سال پہلے کا حال یہ تھا کہ کہیں بتی نہیں، موم بتی میں پڑھا کرتے تھے، پنکھے کا تو تصور ہی نہیں تھا، مگر ابھی وہ بات نہیں۔ ابھی کافی سہولتیں ہیں۔ اللہ نے آپ کو ایسا وقت عطا فرمایا ہے، کہ ساری سہولیات موجود ہیں۔ آپ اپنے والدین کو چھوڑ کر آئے ہیں، ماں باپ تو سمجھ رہے ہیں کہ میرا بیٹا حافظ قرآن بننے گیا ہے، عالم دین بننے گیا ہے اور بیٹا یہاں جو ہے کھیل کود میں لگا ہے، وقت ضائع کر رہا ہے، آپ لوگوں سے ہم یہ امید کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ آنے والے وقت میں حافظ بھی بنیں گے، کامیاب عالم دین بھی بنیں گے۔ اس لئے جو وقت آپ کو ملا ہے اسے ضائع نہ کریں۔ اساتذہ کا ادب واحترام لازم وضروری ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اساتذہ کا فیض حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے گا۔

اس ادارے کو اللہ تعالیٰ دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، ادارے کے اساتذہ و مہتمم صاحب کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے، دشمنوں کے شر سے محفوظ و مامون رکھے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم.

☆☆☆

یک روزہ قومی اردو سیمینار کا انعقاد

آج بتاریخ ۲۴/ مارچ ۲۰۱۹ بروز اتوار، بوقت صبح ۱۰/ بجے تا دوپہر ۲، جامعہ الحبیب، اڈیشا کے صحن میں اردو کی تعلیم اور تدریس اور اردو جاننے والوں کے لئے روزگار اور ملازمت کے امکانات اور مسائل کے حوالے سے جامعۃ الحبیب ٹرسٹ نے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دہلی کے اشتراک سے یک روزہ قومی اردو سیمینار ''اڈیشا میں اردو زبان: تعلیم و تعلم اور روزگار کے حوالے سے'' کے عنوان پر منعقد کیا۔ جامعۃ الحبیب کے چیف فنکشنری مولانا شیخ ریاضت حسین ازہری کی سرپرستی میں سیمینار بحسن وخوبی انجام کو پہنچا۔ سیمینار میں سامعین کی حیثیت سے جامعۃ الحبیب کے طلبہ کے علاوہ بہت سے افراد نے شرکت کی۔

سیمینار میں شرکت کرنے والے اور مقالہ پیش کرنے والے مندوبین کے نام یہ ہیں:

1	ڈاکٹر سجاد عالم رضوی	اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ تاریخ، پریزیڈینسی یونیورسیٹی، کولکاتا، مغربی بنگال
2	ڈاکٹر صدر الاسلام	اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی، مولانا آزاد کالج، کولکاتا
3	مفتی شیخ حنیف عالم مصباحی	اردو ٹیچر، دھام نگر ہائی اسکول، بھدرک، اڈیشہ
4	مولانا رفیق اللہ خان ازہری	پرنسپل جامعۃ الحبیب، جگت سنگھ پور، اڈیشہ
5	مولانا عبد اللہ رضوی	ٹیچر جامعۃ الحبیب، جگت سنگھ پور، اڈیشا
6	مولانا شمیم اختر مصباحی	ٹیچر مرکزی دار القرات، جمشید پور، جھارکھنڈ

☆☆☆

جامعہ میں اہل علم وفضل کی آمد

بلا شبہ اللہ کے محبوبین جس جگہ قدم رکھ دیتے ہیں وہ جگہ باعظمت اور باکرامت ہوجایا کرتی ہے۔رب کائنات نے ان کے قدموں میں وہ برکت رکھی ہے کہ اگر وہ کسی بنجر زمین پر قدم رکھ دیں تو وہ زمین ان کے قدموں کی برکت سے زرخیز ہوجائے۔اگر کسی ویران جگہ میں قدم رکھ دیں تو وہ جگہ آباد ہوجائے۔جامعۃ الحبیب جو کہ صوبۂ اڈیشا میں ''سرکار مجاہد ملت'' علامہ حبیب الرحمن قادری ہاشمی عباسی رضوی قدس سرہ السامی کے نام سے منسوب ایک معروف ومقبول ادارہ ہے۔ ۲۰۱۰ میں ادارے کی بنیاد رکھی گئی۔ دس سے گیارہ سال کے عرصے میں ادارے کی بلندیاں دیدنی اور ادارے کی خدمات قابلِ ستائش و لائق تحسین ہیں۔ یقیناً یہ ساری بہاریں بزرگانِ دین کی آمد کی برکت اور ان کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔بالخصوص سرکار مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ خاص جامعہ پر ہے،اور مرشدِ کریم سرکار تاج الشریعہ ادارے کے روحانی سرپرست ہیں۔ کیونکہ آپ نے ہی ادارے کی بنیاد رکھی۔اور تین مرتبہ جامعہ میں تشریف لاکر آپ نے احسان عظیم فرمایا۔اور اپنے فیوض وبرکات وخیرات سے خوب بہرہ ور فرمایا۔

میں ان عظیم ہستیوں کے اسمائے گرامی کو درج کرتا ہوں جنھوں نے اپنے قدم میمنت لزوم سے جامعہ کو شرف یاب کیا، پہلے ان نفوس قدسیہ کا اسماء رقم کرتا ہوں جو بظاہر ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں۔داعیٔ اجل کو لبّیک کہہ گئے ہیں۔فہرست حسب ذیل ہیں:

(۱) وارث علومِ اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، نواسہ وجانشین مفتیِ اعظم ہند، شہزادۂ مفسر اعظم ہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

(۲) جامع معقولات ومنقولات، امام المناطقہ، رئیس الفلاسفہ، امام العلماء، خلیفہ سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) محدثِ اعظم رامپور، خلیفۂ مفتی اعظم ہند، اولاد رسول، حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی

حسنی رضوی نوری جمالی کریمی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) فقیہ اسلام، داماد تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی شعیب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) استاذ الاساتذہ، خطیبِ اہل سنت، خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ، حضرت علامہ مفتی نظام الدین نوری براؤن شریف رحمۃ اللہ علیہ

(۶) مفتیِ کرناٹک، خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی انور علی رضوی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

اب عصرِ حاضر کے ان نامور علماء کے اسماء گرامی کو درج کیا جاتا ہے جو بقید حیات ہیں اور جامعہ میں ان کی تشریف آوری ہو چکی ہے۔فہرست حسب ذیل ہے:

(۱) شہزادۂ صدر الشریعہ، شاگردِ خاص حافظِ ملت، مُمتاز الفقہاء، محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ اطال اللہ عُمرہٗ

(۲) پیر طریقت، اولادِ رسول، نبیرۂ سرکارِ کالپی، شیرِ کالپی، سرکار غیاث ملت علامہ غیاث احمد قادری ترمذی زید مجدہٗ

(۳) پیر طریقت، اولادِ رسول، سبطِ سرکار مجاہدِ ملت حبیبِ ملت علامہ سید غلام محمد حبیبی صاحب قبلہ حفظہُ اللہ

(۴) قائدِ ملت، شہزادۂ سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا خان قادری بریلوی صاحب قبلہ ادام اللہ ظلہ علینا

(۵) نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ امین شریعت، دامادِ تاج الشریعہ حکیمِ شریعت علامہ مفتی سلمان رضا خان قادری بریلوی صاحب قبلہ حفظہ اللہ

(۶) مُفسرِ قرآن، خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ، دامادِ قائدِ ملت، استادِ گرامی حضرت علامہ مفتی عاشق حسین کشمیری صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

(۷) تاج الفقہاء، خلیفہ و معتمدِ سرکار تاج الشریعہ، خلیفۂ محدث کبیر، داماد فقیہِ ملت، منظورِ

نظر خطیب البراہین علامہ مفتی اختر حسین علیمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی، جمد اشاہی

(۸) ماہرِ فقہیات و جزئیات، اعتمادِ سرکار تاج الشریعہ، خلیفۂ محدث کبیر علامہ مفتی شمشاد احمد مصباحی صاحب قبلہ گھوسی

(۹) ماہرِ علوم وفنون، حضرت علامہ ڈاکٹر سجاد عالم مصباحی رضوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ پروفیسر شعبۂ تاریخ، پریسیڈینسی یونیورسٹی، کولکاتا

(۱۰) ماہرِ رضویات، مناظر اہل سنّت حضرت علامہ عبد الستار ہمدانی مصروف برکاتی رضوی نوری صاحب قبلہ ، مدظلہ العالی، گجرات

(۱۱) ماہرِ درسیات، خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ و امینِ شریعت و محدثِ کبیر حضرت علامہ مفتی عابد حسین قادری مصباحی، صدر شعبۂ افتاء و شیخ الحدیث، فیض العلوم، جھاڑکھنڈ

(۱۲) شاگردِ شارحِ بُخاری و بحر العلوم، خلیفۂ حبیبِ ملت علامہ حنیف حبیبی مصباحی صاحب قبلہ، شیخ الحدیث: دار العلوم مجاہد ملت، اڈیشا

(۱۳) نبیرۂ سرکار صدر الشریعہ، خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ، قاضی ممبئ، مفتی محمود اختر القادری رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

(۱۴) خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری صاحب قبلہ

(۱۵) تلمیذ و خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ، مفتی افضال احمد مرکزی صاحب قبلہ

(۱۶) رہنمائے دینِ متین حضرت علامہ مفتی شہباز انور صاحب قبلہ مدظلہ العالی

(۱۷) خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ، خطیبِ اعظم ہند، ڈاکٹر مفتی شہریار خان قادری صاحب قبلہ، بہار

(۱۸) شہزادۂ محدث کبیر، فاضلِ جلیل علامہ مفتی جمال مصطفیٰ صاحب قبلہ

(۱۹) شہزادۂ محدثِ کبیر، علامہ ابو یوسف ازہری صاحب قبلہ

(۲۰) دامادِ محدثِ کبیر، مفتی شاہد علی صاحب قبلہ

(۲۱) علامہ انوار احمد بغدادی صاحب قبلہ

(۲۲) خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ علامہ کمال اختر علیمی صاحب قبلہ

(۲۳) خلیفۂ سرکار مفتیِ اعظم ہند، حضرتِ علامہ مفتی شمس الدین بہرائچی، صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ

(۲۴) ماہر درسیات، خلیفۂ حضور تاج الشریعہ، حضرت علامہ ومولانا مفتی شکیل صاحب بریلوی مدظلہ العالی

(۲۵) نبیرۂ صدر الشریعہ حضرت مفتی فیضان المصطفیٰ قادری امجدی دامت برکاتہم العالیہ

(۲۶) مناظر اہل سنت حضرت علامہ یوسف رضا قادری، مہاراشٹرا

(۲۷) نمونۂ اسلاف حضرت علامہ حفیظ الدین قادری مصباحی مدظلہ العالی، جھارکھنڈ

ان کے علاوہ دس سے بارہ سال کے کم عرصے میں بے شمار علمائے کرام کی آمد ہوئی ہے۔

ان نفوس قدسیہ اور اکابرینِ اُمت کو جامعہ بلانے میں پیر طریقت ناشر و ناصر مسلک اعلیٰ حضرت، سربراہ جامعہ، خلیفۂ سرکار تاج الشریعہ وحضور محدث کبیر وغیاث ملت، حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی محمد شیخ ریاضت حسین ازہری صاحب قبلہ زید مجدہ کی مساعی جمیلہ کو کلیدی کردار حاصل ہے۔ یہ سب ان کے اور ان کے برادران بالخصوص ٹرسٹیِ جامعہ الحاج تمیز الدین رضوی صاحب قبلہ کی مرہون منت ہے۔

دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ جامعہ کی بلندیوں کو اوج ثریا تک پہنچائے۔ ان بزرگانِ دین کے فیوض و برکات سے ہمیشہ مستفیض و مستنیر رکھے۔ حاسدوں کے حسد، ظالموں کے ظلم اور بد نظروں کی بدنظری سے حفاظت فرمائے۔

آمین ثم آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین ﷺ.

محمد فیضان رضا رضوی مرکزی

خادم شعبۂ حفظ القرآن: جامعۃ الحبیب، اڈیشا

جامعہ میں میرا پہلا دن

(طلبۂ جامعہ کے قلم سے)

واقف کہاں زمانہ ہماری اڑان سے
وہ اور تھے جو ہار گئے آسمان سے

"ہمارے علاقے میں کوئی بڑے عالم نہیں ہیں، تو میرے ماں باپ، رشتہ دار بالخصوص میرے دادا مرحوم جمن خان کی یہ خواہش تھی کہ میرے بڑے پوتے کو اللہ کی راہ میں بھیجوں گا، اور اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں جامعۃ الحبیب میں آیا تھا۔ اللہ تعالی کا بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے علم سیکھنے کی توفیق دی۔

میں پہلی بار ماں، باپ، گھر اور گاؤں چھوڑ کر دوسری جگہ رہنے کے لئے آیا تھا، تو تھوڑی دیر تک میں مایوس رہا، پھر پروردگار عالم کے کرم سے میں نے صبر کیا، اچھے دوست ملے، وہ مجھے سمجھائے اور میرا آہستہ آہستہ دل لگنے لگا۔"

(محمد عمران خان ابن عبد القیوم خان، عمر: 13 سال، جماعت: ثالثہ، پتہ: ملی سہارا، کیندرا پاڑا، اڈیشا، والد کا پیشہ: تجارت)

میں دسویں کلاس سے فارغ ہو کر آیا، میں اپنے لائف کے بارے میں سوچ کر بہت مایوس تھا، اس وقت میں بہت غمزدہ تھا کہ ایک طرف گھر کی یاد اور ایک طرف نئی جگہ، پھر مجھ کو کچھ نئے دوست ملے، جو بہت اچھے تھے، وہ مجھ کو جامعۃ الحبیب کے بارے میں بہت سی باتیں بتائے، جنہیں سن کر بہت اچھا محسوس ہوا، دل کو راحت ملی کہ میں جس جگہ میں ہوں وہ مدرسہ الگ ہے ہر مدرسہ سے، اس کے قانون میں جو رہے گا تو وہ ہر مدرسہ میں رہ جائے گا، اس مدرسہ سے مجھ کو

بہت عزت ملی۔

خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی ریاضت حسین ازہری صاحب ناظم اعلی ہیں، ان کی سوچ وفکر بہت الگ ہے، اس مدرسہ میں ہر کام بچوں کے لئے ہوتا ہے خواہ وہ علم کا معاملہ ہو یا طعام کا۔ میں بہت خوش نصیب ہوں کہ اس مدرسہ میں آیا ہوں۔‘‘

(محمد سلمان رضا خان ابن اکبر رضا خان، عمر 22 سال، جماعت: ثالثہ، پتہ: بھوانی پٹنہ، اڈیشا، والد کا پیشہ: تجارت)

’’جامعہ میں ۱۹؍جولائی ۲۰۱۹ء کو میرا پہلا دن تھا، اس ادارہ میں جتنے بچے تھے سب کے سب میرے لئے اجنبی تھے، وہ نہ مجھے جانتے تھے نہ میں ان کو جانتا تھا، جامعہ میں پہلا دن مجھے بہت عجیب لگا، میرے ساتھ میرے بڑے بھائی آئے تھے، وہ جب مجھے چھوڑ کر جانے لگے اس کے بعد مجھے میری امی، ابو اور بہنوں کی یاد آنے لگی، میں مایوس ہوگیا، پھر میں نے اپنے آپ کو سنبھالا، اور اپنے گاؤں کا ماحول یاد کیا، میرے گاؤں کے لوگ دین اسلام کے بارے میں زیادہ علم نہیں رکھتے ہیں، وہاں بہت سے دیوبندی ہیں، آہستہ آہستہ لوگ گمراہی کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ میری یہ خواہش ہے کہ میں جامعۃ الحبیب میں علم دین حاصل کرکے ایک عالم دین بن کر اپنے گھر والوں، باپ دادا، اور اپنے گاؤں والوں کو دین کی راہ دکھاؤں۔‘‘

(شیخ شرافت ابن شیخ سرفراز علی، عمر 21 سال، جماعت: ثالثہ، پتہ: بارابٹیا، جگت سنگھ پور، اڈیشا، والد کا پیشہ: میکانیکل انجینئر)

’’گھر سے نکلا ابو کے ساتھ، جامعہ آکر پہنچا، اساتذۂ کرام سے ملاقات کی، میرے ابو مجھ کو چھوڑ کر جانے لگے، جب ابو چلے گئے مانو جیسے ایک پہاڑ ٹوٹ کر میرے سر میں گر گیا ہے، پھر مجھے اپنے گھر والے امی، ابو، بھائی وغیرہ کی بہت یاد آئی۔ میں یہاں اکیلا تھا، مولانا ابو طاہر آئے اور انہوں نے مجھ کو بہت سمجھایا، پھر میرا یہاں دل لگا، رات ہوئی سب بچے سو گئے مجھے یہاں

پوری رات نیند نہیں آئی، ایسے ہی رات گزر گئی۔''

(سید عبدالعزیز ابن سید مفیض الرحمن، عمر ۱۶/ سال، جماعت: ثالثہ، پتہ: صابر پور، بھدرک، اڈیشا، والد کا پیشہ: بلڈنگ کنٹراکٹر)

۲۰۲۲ء جو میرا جامعۃ الحبیب میں پہلا دن تھا، دو پہر کے وقت مدرسہ پہنچا، میرے چچا مجھے نصیحت کر کے چلے گئے، ان کے یہاں سے جانے کے بعد مجھ کو اکیلا پن محسوس ہونے لگا، کیونکہ میں ایک نئی اور اجنبی جگہ پر تھا، اس وقت میرے لئے ہر کوئی اجنبی تھا، مجھے بہت تکلیف ہو رہی تھی، میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے، اس لئے کہ میں اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر بہت دور آ چکا تھا، اس وقت میرے دوستوں نے مجھے حوصلہ دیا تو مجھے سکون ملا، امتحان داخلہ میں کامیابی کے بعد میرا داخلہ منظور ہو گیا۔''

(محمد بشیر الحسن خان ابن امیر علی خان،، عمر 16 سال، جماعت: ثانیہ، پتہ: کانتھی، پورب مدنا پور، ویسٹ بنگال)

جامعۃ الحبیب سے پہلے دار العلوم مجاہد ملت میں پڑھتا تھا، میں نے وہاں چھ ماہ تعلیم حاصل کی، پھر میری طبیعت علیل ہونے کی وجہ سے میں وہاں سے چلا آیا، مجھے فکر ہونے لگی اپنی تعلیم، ماں باپ اور گاؤں والوں کی خواہش کی، میری تعلیم آگے کیسے بڑھے گی!

جب میں اس ادارہ میں آنے کا ارادہ کر لیا تو مجھے یہ فکر ستانے لگی کہ وہاں کی تعلیم و تربیت کیسے ہوگی! اساتذہ کیسے ہوں گے! پڑھنے پڑھانے کا ماحول کیسا ہوگا! جب میں یہاں آیا، میری ملاقات جامعۃ الحبیب کے صدر المدرسین مولانا عاشق صاحب سے ہوئی، امتحان داخلہ کے بعد میرا داخلہ منظور ہو گیا۔ میری ملاقات جامعۃ الحبیب کے ناظم اعلی خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت مولانا ریاضت حسین صاحب قبلہ سے ہوئی، حضرت نے ہمیں سمجھایا اور دلاسا دیا۔ پھر روز بہ روز نئے نئے دوست بنے اور میں پھر اس ماحول میں ڈھلتا چلا گیا۔

(شیخ وسیم جعفر ابن شیخ ادریس، عمر 17 سال، جماعت: ثانیہ، پتہ: کمردہ، بالاسور، اڈیشا)

’’جب میرے ابو مجھ کو چھوڑ کر چلے گئے میں یہاں رونے لگا، مجھے اکیلا پن محسوس ہونے لگا، روتا رہا، تب ایک مجھ سے بڑے لڑکے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بابو مت رو! تم جب روگے تو کیسے ہوگا! پھر انہوں نے سرکار غوث پاک کا مجھے ایک واقعہ سنایا کہ جب غوث اعظم تعلیم کے لئے جیلان سے بغداد گئے تھے جس کی دوری کوسوں میل تھی، اور تمہارا تو گھر اتنے نزدیک ہے، پھر تم رو رہے ہو! ان کی بات سننے کے بعد میرے دل میں ایک جذبہ پیدا ہوا، پھر میں نے ارادہ کرلیا کہ میں یہیں تعلیم حاصل کرونگا۔

(شیخ سہیل الدین ابن شیخ شمس الدین، عمر 17 سال، جماعت: اولی، پتہ، رسول پور، جگت سنگھ پور، اڈیشا، والد کا پیشہ: کاشتکار اور ٹیلر)

☆☆☆

ہمارا جامعہ

(طلبۂ جامعہ کے قلم سے)

جلانے والے جلاتے ہی ہیں چراغ آخر
یہ کیا کہا کہ ہوا تیز ہے زمانے کی

جامعۃ الحبیب پورے اڈیشا میں مشہور ہے، اس ادارہ کی نسبت ''جامعۃ الرضا'' سے ہے، ''حضور حبیب ملت'' اس ادارہ کے سرپرست ہیں، یہاں کی تعلیم بہترین ہے، اس ادارہ میں ایک لائبریری ہے، اور ایک کمپیوٹر ہال بھی بنا ہوا ہے، تقریبا 70 طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تعلیمی تحریری اور تقریری مقابلوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہاں پر پُرسکون، خوبصورت اور کشادہ ماحول بھی ہے، طلبہ کے علاج کا انتظام بھی کیا جاتا ہے، اس ادارہ کی بنیاد تاج الشریعہ نے رکھی ہے، اللہ تعالی اس ادارہ کو بلندی عطا فرمائے۔ آمین۔

(محمد عمران رضا ابن محمد صدیق، عمر 17 سال، جماعت: اولی، پتہ: کناس، پوری، اڈیشا، والد کا پیشہ: کاروبار)

جامعۃ الحبیب ایک دینی ادارہ ہے، دینی و دنیاوی درس دیا جاتا ہے، اس وقت ۲۵ ر کمرے ہیں، ایک عبادت گاہ (مسجد) ہے، امین شریعت ڈائننگ ہال، کمپیوٹر لیب اور درسی وغیر درسی کتابوں سے آراستہ لائبریری ہے۔ بچوں کے لئے ہر سہولت ہے جس چیز کی بچے کو ضرورت پڑتی ہے۔ الحمد للہ یہاں کا انتظام و انصرام بہت اچھا ہے۔ یہاں کے خوش مزاج ناظم اعلی، صدر

المدرسین اور دیگر قابل اساتذۂ کرام جو بڑے نیک دل ہیں اور اس ادارے کے ترقی کے لئے دن رات محنت ومشقت کرتے رہتے ہیں۔‘‘

(محمد مجیم رضا ابن محمد رستم علی، عمر 19 سال، جماعت: اولی، پتہ: مرغیا چوک، ویشالی، بہار، والد کا پیشہ: کاروبار)

’’جامعۃ الحبیب میں ایک لائبریری ہے، جامعہ میں کمپیوٹر کلاس بھی ہوتی ہے، جس کا نام ’’تاج لشریعہ کمپیوٹر ٹریننگ سنٹر‘‘ ہے۔ جامعہ میں بچوں کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کی بہت اچھی سہولتیں ہیں، یہاں بچوں کی صحت کا بھی بہت خیال رکھا جاتا ہے، جامعہ کی پڑھائی سب سے الگ ہے، یہاں ’’جامعۃ الرضا‘‘ کا نصاب چلتا ہے۔ جو بچہ مصر میں تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ جامعہ کی سرٹیفکیٹ سے جاسکتا ہے، یہاں حضور تاج الشریعہ ایک بار نہیں بلکہ تین تین دفعہ تشریف لائے ہیں، اور جب آخری بار آئے تھے تو حضرت کی کرامت بھی ظاہر ہوئی تھی۔‘‘

(محمد عرفان رضا ابن محمد مبارک، عمر 17 سال، جماعت: اولی، پتہ: پٹھان محلہ، جگت سنگھ پور، اڈیشا، والد کا پیشہ: ڈرائونگ)

جامعۃ الحبیب اڈیشا کے مشہور اداروں میں سے ایک ہے، تعلیم وتربیت کے اعتبار سے بہت معتبر ہے، ناظم اعلی، صدر المدرسین اور دیگر اساتذہ اس ادارے کی ترقی کے لئے دن رات محنت ومشقت کرتے ہیں، یہاں کے قوانین معتبر، پڑھائی بہترین اور سہولتیں بہت اچھی ہیں۔ یہاں پر دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم بھی دی جاتی ہے، یہ ادارہ یادگارِ تاج الشریعہ ہے۔

اللہ تعالی ہمارے اس ادارے کو دن رات ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

(شیخ محمد نور القمر ابن شیخ غلام یاسین، عمر 21 سال، جماعت: اولی، پتہ: پوکھر ہوڑا، کٹک، اڈیشا، والد کا پیشہ: ٹیچر)

’’جامعۃ الحبیب بڑا ادارہ مانا جاتا ہے، 2010ء میں بنا ہوا یہ ادارہ حضور مجاہد ملت کے نام سے ہے، یہاں قرآن وحدیث کے ساتھ کمپیوٹر، انگلش اور میتھ وغیرہ کی تعلیم بھی دی جاتی ہے، یہ ادارہ سنیوں کا مضبوط قلعہ ہے۔‘‘

(فیضان رضا خان ابن اصغر خان، عمر 18 سال، جماعت: اولی، پتہ: ارڑ بازارم، بالاسور، اڈیشا، والد کا پیشہ: پینٹر)

’’جامعۃ الحبیب بہت خوبصورت ہے، ہمارے جامعہ میں اچھی تعلیم ہوتی ہے، جامعہ کا تمام نظام مجھے اچھا لگا۔‘‘

(شیخ افتخار علی ابن شیخ شمشیر علی، عمر 15 سال، جماعت: اعدادیہ، پتہ: بلرام پور، جگت سنگھ پور، اڈیشا والد کا پیشہ: تاجر)

’’جامعہ بہت اچھا ہے، بہت خوبصورت عمارت ہے، مدرسہ کے اساتذہ بہت اچھے ہیں، مدرسہ کے بچے میرے بھائی کی طرح ہیں، سب مل جل کر رہتے ہیں، مدرسہ میں کھانے پینے کا بہت اچھا انتظام ہے۔‘‘

(شیخ ریحان رضا ابن شیخ نسیم رضا، عمر 16 سال، جماعت: اعدادیہ، پتہ: موجرائی، جگت سنگھ پور، اڈیشا، والد کا پیشہ: کوک)

’’جامعۃ الحبیب کی عمارت خوبصورت ہے، پورے اڈیشا میں اس ادارے کی تعریف ہے،

یہاں کے اساتذہ کا رہن سہن اچھا ہے۔‘‘

(محمد گلزار حسین ابن حافظ شیخ عارف علی، عمر 16 سال، جماعت: اعدادیہ، پتہ: کورنیا، جگت سنگھ پور، اڈیشا، والد کا پیشہ: امامت)

’’جامعۃ الحبیب صرف دیکھنے میں خوبصورت نہیں ہر ایک چیز میں اچھا ہے، پڑھائی کا معاملہ ہو یا کھانے پینے کا سب بہت اچھا ہے، یہاں کے اساتذۂ کرام بہت اچھے ہیں جو کہ زیادہ وقت تعلیم دینے میں مصروف رہتے ہیں، اور جامعۃ الحبیب کے مہتمم وناظم اعلی بہت محنت کرتے ہیں۔‘‘

(محمد ثاقب رضا نعمانی ابن محمد مختار عالم، عمر 17 سال، جماعت اعدادیہ، پتہ: دیوگھر، جھارکھنڈ، والد کا پیشہ: تاجر)

’’جامعہ بہت اچھا ہے، یہاں پڑھنے میں بہت اچھا لگتا ہے، میں عالم بننا چاہتا ہوں، یہاں سہولتیں بہت اچھی ہیں۔‘‘

(محمد نظام الدین خان، عمر 13 سال، جماعت: اعدادیہ، پتہ: کھنڈی، جگت سنگھ پور، اڈیشا، والد کا پیشہ: کوک)

’’اس مدرسہ میں آنے کی بہت دنوں سے کوشش کر رہا تھا، بہت دعا بھی کرتا تھا، یا اللہ اس مدرسہ میں میری حاضری ہو جائے، اس لئے کہ میں اڈیشا جب پہلی بار آیا تھا، تو مجھے پتا چلا کہ یہاں پر ایک ادارہ ہے جس کا نام جامعۃ الحبیب ہے، اس کے بارے میں بہت تعریف سنا تھا، اس لئے میں بار بار دعا کرتا تھا، جب میں نے سنا کہ پڑھائی بہت اچھی ہے تو میرے دل کی

کیفیت بدل گئی۔ہم کو یہاں پڑھنا کھانا ہر چیز اچھی لگی۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ اس مدرسہ کو اور ترقی عطا فرما۔‘‘ آمین۔

(محمد ذوالفقار انصاری ابن مرحوم یوسف، عمر 17 سال، جماعت: اعدادیہ، کمرہ نمبر: 2، پتہ: جھومر باد، دیوگھر، جھارکھنڈ)

☆☆☆

فرمانِ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

جو دشمنان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، دشمنان خدا ہیں، ہمیں ان کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔

(مطبوعہ: اختر اعلیٰ حضرت، ص:۱۵۰)

Sadqa, Maal o Daulat Ko Kai Guna Badhata Hai. Hadis Sharif
Zaroorat Mand Muslim Bachon Ki Deeni Taleem Ke Liye
Yaad Gaar'e Tajush'Shariya
JAMIA AL-HABIB
Ka Ta'un Kijiye
A/C Name: JAMIA AL HABIB
A/C No.: 0467-0500-0415
RTGS/NEFT/IFS Code: ICIC0000467
Branch: College Square Road,
Jagatsinghpur,Odisha, 754103
*Current A/C
JAMIA AL-HABIB
We Prefer Paytm
JAMIA AL HABIB
For UPI, use Paytm
UPI & Wallet
BHIM UPI
Paytm Postpaid
Rasulpur, Jagatsinghpur, Odisha, India - Call @ 9777788666

جامعۃ الحبیب کی مرکزی بلڈنگ کی ۲۰۲۳ء میں لی گئی ایک تصویر۔

زیر تعمیر باب تاج الشریعہ (علیہ الرحمہ)

باب تاج الشریعہ (علیہ الرحمہ) کی 3D تصویر۔

تاج الشریعہ (علیہ الرحمہ) کمپیوٹر ٹریننگ سینٹر

تاج الشریعہ کا پیغام جامعۃ الحبیب کے نام

جامعۃ الحبیب نام سے یہاں کوئی مدرسہ قائم کیا گیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اس قسم کے مدارس، اہل سنت و جماعت کے مسلک پر جو مدارس قائم ہو رہے ہیں، وہ قائم رہیں۔ اور اللہ تبارک و تعالی اس مدرسے کو قائم رکھے اور بام عروج پر پہنچائے۔ اور یہ عمل بہت مستحسن ہے۔ اور لائق تقلید ہے۔ دوسرے لوگوں کو بھی یہ چاہئے کہ اپنا سرمایہ اور اپنی ہر کوشش، گوشے گوشے میں اہل سنت و جماعت کے مدارس کو قائم کرنے میں لگائیں۔ تاکہ جس طرح سے جلسوں سے مسلک کی ترویج واشاعت کا کام ہوتا ہے، اس سے زیادہ پائیدار طور پر مدارس کے ذریعے سے لوگوں میں مسلک اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کا کام جاری رہے۔ اور لوگوں کو دین کے مسائل اور شریعت کے احکام جاننے کا اور سمجھنے کا موقع فراہم ہو۔ یہ عمل بہت مبارک ہے، بہت مستحسن ہے اور مولانا ریاضت حسین ازہری اس کے لئے لائق مبارکباد ہیں، اور ان کے اس عمل میں جو ان کے ہمراہ ہیں وہ بھی لائق مبارکباد ہیں۔ اور میری سب کے لئے دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالی ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور لوگوں کو دامے درہمے قدمے سخنے اس مدرسے کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (سالنامہ الحبیب، شمارہ نمبر:۲، ص:۱۴۲)

Address:

JAMIA AL-HABIB

Rasulpur, Jagatsinghpur, Odisha, India, PIN-754104

E-Mail: jamiaalhabib.iic@gmail.com Call: 9777788666